[illegible]

دیوان امیر

[illegible]

مراۃ الغیب

[illegible]

M Rafi ahmad . 25/1

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور جو درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال میں نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب کلیات و دواوین فارسی و کلیات و دواوین اردو ذیل میں درج کرتے ہیں ناظرین اور شائقین ملاحظہ فرما کر حظ کافی و بہرہ وافی اٹھاویں

کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی میر انشاء اللہ خان بہادر کا ہے اور حضرت عہد میں نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی شاعروں سے تھے -

کلیات ناسخ - اس مجموعہ میں رسائل ذیل ہیں شاہد عشرت سخن شعرا - اشعار ناسخ مرغوب دل دفتر پریشان - گنج تواریخ چشمہ فیض - قند پارسی - زبان ریختہ -

قطعہ منتخب - از مولوی عبد الغفور خان صاحب بہادر رسالہ زبان ریختہ - وجہ ایجاد زبان ریختہ کو لطف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع نظائر اشعار رسالہ مذکور تالیف کیا -

شاہد عشرت - مولفہ ایضاً -

سخن شعرا - ایضاً شعرائے متاخرین کا اردو تذکرہ ہے

اشعار ناسخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے -

مرغوب دل - یہ مجموعہ بھی تصنیف جناب ممدوح الصدر کی فارسی رباعیات کا ہے -

دفتر پریشان - دیوان ایضاً -

گنج تواریخ - یہ کل تاریخیں جناب ممدوح کی تصنیف ہیں -

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ از کلام مرزا رفیع سودا -

کلیات تراب - مجموعہ چند کتاب یعنی ۱ کتاب ۲ مثنوی عاشق صنم - نظم طہران -
۳ شجرہ قادریہ -

کلیات صنعت - کلام شاہ محمد سلیمان کبیر الدین صنعت مراد آبادی -

کلیات ناسخ - کلیات شیخ امام بخش ناسخ بدو دیوان مرتبہ

کلیات آتش - تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی ۳ حصہ -

کلیات نظام - اردو یہ کلیات بلاغت آیات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مردان علیخان بہادر نظام ہوا الآلت نظم قافیہ بندی -

کلیات نظیر اکبرآبادی - اسمیں مخمس و مسدس و دیگر نظم ہیں -

کلیات امیر اللہ تسلیم - تاریخ نظم و تصنیف منشی امیر اللہ صاحب شاگرد تسلیم لکھنوی

کلیات میر تقی - مسلم الثبوت استاد کا کلام ہے بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا -

کلیات ظفر - ہر چہار جلد یہ مجموعہ دیوان حضرت ظفر مشہور ہے -

کلیات مومن - نہایت پاکیزہ ولایتی کاغذ پر چھپا ہے -

ایضاً خانی جدید -

بہارستان سخن - اردو ناسخ و آتش آبادی کی بطرح غزلیں ۳ حصہ -

صنائع جبین مکان فضل و خلائق روز مبین زمان

دیوان امیر

معروف باسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبع منشی نولکشور میں مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم و اقبالہم مشتمل بر مناظرۂ دانش و وہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہ قلم
دائرے طبل کے تصویر ہیں الف شکل علم

ہیں [illegible] ہر صفحہ کا [illegible] حروف حرکات
یہی لشکر ہے یہی فوج یہی خیل و خدم

ہے فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہے ندیم
وزرا [illegible] و دبدبہ و جاہ و حشم

[illegible] ہیں [illegible] معانی ہیں لطیف
ہیں وہی گنج و خزاین وہی دینار و درم

الفاظ [illegible] کی [illegible] نشست
گردن منشی گردون ہوئی تسلیم کو خم

[illegible] کبھی تقسیم ہوئیں جاگیریں
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوئے مجرائی
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
مر دیا تھا جو ادب کا وہ پکارا آپہ

رو برو [illegible] جہاں [illegible] فرق کے نگاہ
تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم

ہوئی مجرے [illegible] جو فراغت حاصل
مسند حکم ہوئی مطلع انوار فت

ر و مہر و دستخط خاص کو لایا کاغذ
رضیان گذرین خلائق کی برآئی مطلب
بعد اختبار کے پرچونکی جو نوبت آئی
لہ ملازم ہین جو سرکار کے دانش و وہم
بحث اک بات کی دونو نمین پڑی ہی ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضر بزم
حاضر بزم ہوے وہ تو ہوا یہ ایسا
عرض دانش نے یہ کی روز ابد تک قائم
بندۂ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
یک حاکم ہی فلک جاہ خرد مند زکی
نام ہی کلب علیخان بہادر ذیجاہ
علم ہین حلم ہین جود و کرم و ہمت ہین
جسمین جو بات ہو کیونکر اوسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
لہ کمالات کا حصر ایک مین ہی ناممکن
ایسے کیسے نہین گذری ہین جہانمین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چار سو ہمت حاتم کا ہے آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہ ان سب سے ہے بڑھکر کوئی
بتن کہتا ہون مین دعوی مین ہون مین صادق

حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہیں ہو لعل فشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش وسدم
در دولت پہ یہی ہنگامہ لڑتے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورت خط توام
دیکھین کیا کہتے ہین خود دونو نمین ہم ہیکے حکم
کیون لڑے کیا سبب جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانان زمانہ رہے سارے عالم
صاحب علم و ہنر معدن اخلاق و کرم
جسکے خدام ہین ہم مرتبہ قیصر و جم
ہی وہ یکتا سے زمانہ سر اقدس کی قسم
پیش انصاف گزین حق کا چھپانا ہی ستم
بلکہ مارا رہ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگان عربستان و صنادید عجم
سارے آفاق مین کسری کی عدالت ہی علم
حکم نادر ہی عیان جلوہ نما عشرت جم
شش جہت پہ ہی عیان سب سے جری تھا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب اسے ہم
ہین دلائل جو ہون گوش شنوا گوش اصم

کچھ بن سکتا نہیں انکار یہ پاندے ہو کر
ہو گیا حکم کہ ہاں محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل میں پہلے ہی کلام
فی البدیہہ اوسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل ستون
کفر و اسلام کے آئین میں ہے ظاہر تفریق
چپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا میں نے
ہنسکے دانش نے کہا یہ بھی نہیں سمجھا تو
وہ بھی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش ازین نیست کہ دعوت میں کیا کرتا تھا جم
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہے حد
اتنے سائل تھے قبیلے میں ہی طے کے کہاں
رو نہ پاتے ہیں زر و گنج ہزاروں سائل
کرتے ہیں صاحب زر ہو کے غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہیں لوہا اسکا
سنکے اس بات کو دانش کو ہوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ نہیں کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان میں تھا فقط ایک وہ گمنام سائل
میرے ممدوح کی جرأت تھی بھلا اوسمیں کہاں

گفتگو سے طرفین آپ نہیں ہوتے کم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ نعم
نام کسرے کا ہے انصاف عدالت میں علم
جاہ سے آپ بھی پایا ہے کہیں رتبہ بہم
عدل کسریٰ میں ضلالت کو طرف تھے منضم
چشم بینا میں کبھی ایک نہیں نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہے کہ جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اسمیں جتنے ہوں میسر اوسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و شتم
سب وہ حصہ ہی خلائق کا ہے جود و کرم
جمع اوسکی در دولت پہ ہے سارا عالم
ہر تہیدست ہے اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہے کہ ہیں اسکے گدا اک حاتم
نطق ہو بند تو منھ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت میں یہ افضل ہے کہ افضل رستم
قائل جرأت رستم ہے عرب تا بعجم
میں بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہے ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا میں نے بنایا رستم
رعب سے اوسکی صفیں ہوتی ہیں برہم درہم

ب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
اسپہ چرخ جاہی صفت فوج عدو مین بھاگ گیا
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
کی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکر نبرد
جام جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سنکے دانش نے کہا خوب کہان تجکو تمیز
فرض کردم کہ مہیا ہون سب اسباب نشاط
آپ ہی مین جو نہ ہو وسکو ہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگون مین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن رشک چمن بوقلمون رنگ برنگ
خوبصورت وہ حسین ماہ جبین پیش نظر
سیکھے طاوس کی رفتار تو چیتے کی کمر
رقص وہ جس سے اسیر ہو طاوس فلک
جام جم سے اگر آئینہ تھا احوال جہان
طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجاد نہین
نہ چلی وہم کی اسمین بھی تو بولا مجبور
حکم نادر کا فلاطون کی ہے حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہے
آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین چھین کر
کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل ستم
سر میدان جو دکھا رہے صفت شیر اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کئے آراستہ کی بزم طرب صورت جم
جس سے تھا پیش نظر آئینہ حال عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نقل و مے و صوات و نغم
لذت سامعہ و ذائقہ و قوت شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شمیم
زیور وہ نہین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف رسا آئینے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالان حرم
کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ فرامیر و نغم
راز کونین سے آگاہ یہان قلب ہر دم
متاخرین سر اسر فسانہ سے اقدم
خیر قائل ہون برائی فارق او نوارد ظلم
فرق انکا بھی سنون کون سا کون ہے کم
ذات ممدوح ہے ممدوح وہ ہین قابل ذم
وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
سرمۂ روشنی چشم ہے یان خاک قدم
گردنین سیکڑون احسان سے ہین انکے ہوئی خم

اور حکمت مین فلاطون کا ہو کیا ذکر کہ وہ / بیٹھ کر خم مین ہوا راہی اقلیم عدم

یہ وہ دریا کہ خم چرخ جہان ایک حباب / پھیل کر قطرہ نہ دریا سے کبھی ہو اعظم

طرفہ حکمت کہ بنی سے بھی وہ قائل نہوا / دل صفا سے ہی یہان مطلع انوار قدم

کفر و ایمان مین بڑا فرق ہی لازم ہی تمیز / وہ اگر ہیمۂ دوزخ تو یہ ہے سرو ارم

جب سنو ایسے براہین یہ ہوا وہم کا حال / خم کیا سر کو لیے دوڑکے دانش کے قدم

چشم الطاف سے دانش نے بھی کی اوسپہ نظر / پھر تفہیم کہا شمس کہ تو ہے نیک شیم

یہ تو تھے تیرے سوالات کے ای وہم جواب / وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم

علم مین حلم مین الطاف مین ثانی ہین / ایک ہی فرد ہے یکتا ہے وہ فخر عالم

ہر سحر مشعلہ فریاد رسی دادرسی / میہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم

جتنے جس شہر سے آتے ہین مسافر یہان / کیمیا کرتی ہے اونکو نظر فیض شیم

اس جگہ چاہیے موزون ہون کئی مطلع صاف / گھر مین بیتون کے نگین آئینے قد آدم

مطلع

وقت رفتار ہے زرریز عجب فیض قدم / نقش پا راہ مین بنجاتے ہین دینار و درم

در دولت کی وہ عظمت ہی کہ جسے ہر دم / لو لگانے ہوسے ہو لام ہو یا دال و خم

تنگدل وہ ہی عدو نام جو اوسکا ہو رقم / ساحت لوح یہ سمٹے کہ ہو میدان قلم

چشمۂ فیض سے اوسکے جو شجر ہون سیراب / عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم

دلمین وہ سخت دلونکے بھی جگہ کرتا ہے / سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقش قدم

ہی تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب / کسر نفس اوسکو نہ کس طرح کرے فتح ہی ضم

عفو ایسا کہ خطا کار سے بھی ہی اغماض / صاف پی جائے جو کھائے کوئی جھوٹھی بھی قسم

زائرِ در جودہ شوق مین ہوتے ہین دوان / حسرت آنکھونکو یہ ہوتی ہے ہو ہم نہ قدم

بیشی دولت والا نے یہ پامال کیا / و / کہین ڈھونڈھے نہین ملتا ہی نشان سر کم

ہر زکات کی شمشیر سے کٹتا ہے سیم
درمیان ہین جو ہوتا قدم رای کرم

وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا
ق کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہ عدم

صور کہدے تو وہ بھول بھلیان بخار
کہ بھٹکتا ہی پھرے اوسمین سرافیل کا دم

فیض سے اوسکے وہ کرتے ہین دو تائی تقسیم
گلیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین سوکھے غنم

قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب وسکا ہی
آنکھ دکھلائے جسے اوسکا ہو دم عیش عدم

صرصر قہر چلے اوسکی تو ہستی کیسی
چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت جحیم

سو وہ خود ہی عدو کیون نہ زمین پر لوٹے
عدم ہضم غذا سے سبب درد شکم

عہد مین اوسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہے سزا
ق کہ ستم ہی حق معشوق مین عاشق پہ ستم

اثر اوٹھا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون
پڑھکے لیلی جو کرے سورۂ جن قیس و دم

بت پرستی کا مٹا عہد مین اوسکے یہ رواج
قابل حد ہوئے اطفال بھی کھیلے جو صنم

بسکہ پابند شریعت ہے وہ مقبول خدا
اسقدر کی ہے شریعت کی بنا مستحکم

کہ کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا
سر حد شرع سے باہر نہین پڑتا ہی قدم

آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو
ق غافلو راہ عبادت مین نہو سست قدم

تمسے ہوتی ہین شب روز نمازین جو قضا
دیکھو ماتم مین اونھین کی ہے سیہ پوش حرم

اوٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین
ق بند دروازۂ بتخانہ ہے وا باب حرم

ہوتے آزر بھی تو پابند شریعت ہوتے
سجدہ گاہین وہ بناتے جو گھڑتے بھی صنم

تن پہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ
خود ہے مشعلۂ طور زرہ رخت حرم

ہے سپر پشت مبارک پہ کہ حمزہ کی سپر
ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دودم

حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ
ق باندھکر چست کمر کھینچ کے شمشیر دودم

کھیت کشتون کا نہ طیار ہی ہو زیلے
ہو چکی تیغ و قضا مین برضا ہیچ سلم

تھا سیہ رو جو عدو اوسکو کیا خون مین رنگ
کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

نثر مین نظم مین سب طرحکی رنگینی ہی
ہے ورق ہاتھ مین گلزار تو طاؤس قلم

ق

کیون نہ عالی سخن اوسکا ہو کہ ہی استعداد
بیت محکم ہے وہی جسکی بنا ہے محکم

یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ
واہ کیا نظم ہے جسکا ہے ثنا خوان عالم

تاج کہتا کہ ہے تاج سکندر کیا مال
تخت کہتا ہی نہین تخت سلیمان بھی مین کم

تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوے چتر
سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہی قول علم

اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھولون
فیل کا عزم سر چرخ پہ رکھدون مین قدم

تیغ کہتی ہی کہ مجھسے دل مریخ ہے آب
نیزہ کہتا ہے کہ مجھسے سر بہرام ہی خم

مدح ممدوح بہت مجھسے ہے دشوار امیر
آتشین ہی یہ رہ سخت تو چوبین ہی قلم

روک لے روک لے رہوار طبیعت کی عنان
کر دعا حق سے کہ اے خالق انوار و ظلم

نور اقبال ہے اسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ بخت اعدا ہی درہم

ایضاً قصیدہ مدحیہ

تا کجا کوتہی اید سست ہوس کر جھوٹ
پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے الٹ

جیتنا ہو جو سواران سخن سے میدان
پھینکنا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ

ہی گو بھی میدان بھی معنی بھی لفظ
اپنی اپنی ہے دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ

پی چکے گو کہ مے صاف سخن کو مے نوش
رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ

خم ہین میخانہ مین ایسے بھی کہ ٹوٹی نہین مہر
کھول منھ بھر کے صراحی کو لے پیجا غٹ غٹ

دو قصیدے جو ہے مصحفی و انشا کے
واقعی سکہ رائج ہین و لیکن پلٹ

سخت پتھر سے جو تھے قافیہ نامانوس
کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اونکی اچٹ

ذائقہ ہے تو فقط گرمی دنیا کی کا
پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ حلوا ہو ہٹ

ہمت فکر نے باندھی جو کمر پھر جواب
اول اول تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا
کر لیا تازہ مضامین کا علاقہ کروٹ

لو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح
وہ بھی صاف نہیں نام کو جسمیں کھٹ پٹ

مطلع

شب جو لی خواب مین سینے کروٹ
آئی اک حور لقا پاس الٹ کر گھونگھٹ

کچھ عجب فتنہ کہ اوسکی جو نظر جائے پلٹ
ساتھ ہی پیچ چہرے سے لیے ہاتھ کروٹ

شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت
شوخ عیار غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ

جم دکھلائے جو منھ دور سے پھر جائے نگاہ
شرم آجائے تو آنکھیں کہیں چل جاویں ہٹ

گر پڑی جان پہ زیور کے چمک سے بجلی
کھینچ لے دلکو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ

وہ نگاہیں غضب آلود وہ مژگان کی صفین
لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے گھونگھٹ

لے کے انجم کا جو لشکر اوتر آئے مریخ
کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ

پختہ کار اوسکو جو کہیں طمع خام کرین
ثمر پیش رس حسن مین وہ گدرائے ہٹ

طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت
دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ

آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر جاکے بڑھے
توسن ناز کو پوئی سے وہ جھٹکے سرپٹ

مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ
لے جھٹکے گاہ لجالو کیطرح جائے سمٹ

پتلیاں آنکھونکی در پردہ اشاروں سے کہین
تاچھنے ہی کو جو نکلے تو کھلا گھونگھٹ

مانگ لے مانگ کہا کر کبھی عشاق کے دل
باندھ لے گاہ گلا کھول کے جو زلف کی لٹ

رخ و گیسو پہ مرے اتنے مسلمان ہندو
منتظر ہو گئے تقسیم ہوے سب گھٹ

فتنہ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ
لا جھپیٹے مین اسے دیتی نکر دوڑ جھپٹ

طاق کاکل وہ کیچی ہین کہ سری کوئی چھو
ریش لے ڈر کے تو وہ جھک کے لگائے پالٹ

ہاتھ چھوئے جو گیسو کو تو کہا دیوں پیچ
جس طرح کاٹے کا لاکوئی جاتا ہی پلٹ

دیکھ کر اسکے جو پہ پستہ یہ ہوتا تھا گمان
پہلوان دو ہین کہ کشتی مین نہین ہٹتے ہٹ

جلوہ گر مردمِ چشم وصفِ مژگان سے صاف
ہو نہیں ہو درِ خلد پہ کھولے ہوئے پٹ

پھیر کر آنکھ دے گئے آنکھیں ہیں نرگس کی پھٹی
دہن تنگ نہ رہے منھ کرے غنچہ منھ پھٹ

چوری چوری چمنِ رخ میں جو آجاتی نگاہ
زلف مشکین کی رسن باندھ لے مشکین جھٹ پٹ

وصف لکھے لبِ شیریں کا جو کوئی اسکا ست
صفحہ سو صفحہ عذوبت کے سبب جائے چمٹ

بڑھ کے گلبرگ سے بھی دکھتے نہیں نازک
غنچہ لب نہیں و گلیو نکی کیوں نہ بلائیں چٹ پٹ

ارزو و مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
کہیں جوشن کی طرح جاؤں میں بازو سے لپٹ

استخوان تن میں نہیں ایک ہوتا تھا گمان
گل مخمل کی طرح تن میں غضب نرماہٹ

کسطرح ہوتا گلا کیفیتِ حسن سے مست
پی ہے نشے میں صراحی کی غٹ غٹ

سینہ آئینہ شفاف شکم چشمۂ حسن
موج دریائے لطافت شکمِ صاف کی بٹ

شور غلغال صنائے جو روان ہو دو گام
مر دے او ٹھہ بیٹھیں نہ خاک پہ ہو گھبراہٹ

غرض اس شکل کی معشوق کیا جسکا بیان
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ

شوق دل نے یہ کہا مست ہے یہ سر دیکھی
عشق پیچے کی طرح جائیے ستی میں لپٹ

ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ کھینچے سر کی
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ

چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
تازیانے سے نہیں کم وہ پڑی تیغ جو چٹ

ہنسکے ظاہر میں کہا واہ رہی ٹھنڈی گرمی
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجلاہٹ

چپ ہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
تھی ملاقات کہاں کی کہ یہ تیزی جھٹ پٹ

ہوش میں آؤ ذرا خیر ہے کیا ہے مزاج
خفقان سے تو طبیعت میں نہیں گھبراہٹ

میں وہ ہوں جسکی ہوس میں ہیں ہزاروں نامی
سیکڑوں مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ

زہرہ بالائے فلک کشتہ شمشیر نگاہ
حلق مریخ کو پھانسے ہے مری زلف کی لٹ

صبح دل سیکڑوں شہباز نظر کے ہیں شکار
خال وہ زاغ سیہ ہے کہ کلیجے کے جھپٹ

ذوق وصلت میں ہے گو رکنا ہے کھٹے
شوق دیدار میں کتنوں کی گئی آنکھ الٹ

ہند تک روم سے جتنے کہ ہین شہزادے — صبح تا شام ہے اونکا مرے در پر جھمکٹ
پانوؤن کتنون کے تکیے سے مثل صبو سر پٹکے — بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ
ناطقہ خانۂ دولت ہے مرا نام صفت — مین مکین ہون تو مکان جائے زر و سیم ہے پٹ
ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس — ہوگیا ان تجکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ
وصف تو کرتا ہے جسکا مین وہی ہون صفت — دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو الٹ
سلک انوار ہے اوسکے مرے آنکھون مین ہی نور — خلق اوسکا مری گیسو مین ہے خوشبو کی لپٹ
صفت مژگان ہے عیان پنجۂ پرزور کی شکل — عزم اوسکا مری شاہین نگہ کی ہے جھپٹ
اوسکی جو راستی طبع وہی قد میرا — دامن فیض کا لٹکا ہوا مری زلف کی لٹ
مصحف رخ کو جو دیکھو تو نمایان ہی شان — کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اوسیکی چوکھٹ
کون وہ **کلب علیخان** بہادر جمجاہ — دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رپٹ
مطلع
حاکم خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپٹ — کر لیا سارے گلستان کا علاقہ کو رٹ
کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع — سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ
بزم مین زمزمۂ حسن ہے یا نغمۂ عشق — اونھین لوگو نکا رہا کرتا ہے اکثر جھمکٹ
شمع و پروانہ سے ہر شب وہ مشا کرتا ہے — لن ترانی کا ترانہ ارنی کی تر وٹ
طرفہ محفل کہ یہ رقص یہان آتا ہے — مرغ طاؤس چمن رکھکے کنہیا کا مکٹ
واہ کیا قصر حکومت ہے رفیع اور وسیع — جسکے دروازے کے ہین جرات و ہمت دو پٹ
فیض مقدم سے تو انگر فقرا ہوتے ہین — بخت خفتہ کو جگاتی ہے قدم کی آہٹ
شیخ و سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح — کعبہ ان جا کے مصلون ہے اوسکی چوکھٹ
جزر و مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف — دھجے کو تر صد زمزم ہو اگر جاے سمٹ
دم بخشش ابھی سے ورکا ہین حیرت کی — گوہر نیسان سے تجرین کا نکلے ہے سپٹ
کسقدر نام ہے شیرین جو زبان پر آجائے — منہ مین جا کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

بزم مین لیتا ہی بندوق کا توتا بھی نام — بزم مین طوطی مینا کو اسی کی ہے رٹ
اسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی — دل کی اس حزن نہانی سے گئی گھبراہٹ
عدل وہ ہی کہ زمانے مین نہین بو بھی فساد — ہو تہتک جو کھیتون مین کبھی ہو کھٹ پٹ
در دولت ہی عجب فیض کی چوکھٹ کہ جہان — کبھی چڑھتا نہین پالنا کسی تقدیر کا پٹ
آگے ہمت کے ہی یہ دولت دنیا کیا مال — لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ
دی عجب پنجۂ و بازو مین خدا نے طاقت — امتحان چاہے اگر کوئی تو دے کر کوہ اولٹ
کہو رستم سے کہ کیا جان کے منہ چڑھتا ہے — یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ
تنگ قہر کرے سنگدلون کو جو زنگ — یہ وہ شمشیر نہین جاے جو تیغ سے اچٹ
کب عدو کو ہی چھپی قسمت سے نجات — آنکھین لا لا کے مین مرا اوسکا ہی جگر سے رٹ
برق جاکر جو جلاتی ہے عدو کے خرمن — بولتا ہے وہین اوس تیغ سے رہیدا کر رٹ
زشت کیا دشمن کا قہر کہ ہی اوسکی جگہ — زیست مین خانۂ زندان بس ہی تن گھٹ
اس جگہ سے مین کرون ہو کے مخاطب تعریف — چاہیے شاہد معنی کی بدل دون کروٹ
غائبانہ ہی اگر نعمت خطابی بھی ہو نصف — ایک دروازے کی خاطر ہین بنا سو بٹ
مطلع
ہین ترے باپ حکومت کے دو عالم دو پٹ — لگے یہ چار گھڑی ایک ہی ہو چوکھٹ
تب ہی اس ترے خاک قدم کی اکسیر — صبح نے ماہ کو شق کر کے کیا جب چٹ پٹ
کیا ترے قہر کا وادی ہی تماشے کی جگہ — سچ کہا ذہن بگولے کہ کلا کرتے ہین بٹ
ہر کہاری ہی ہوادار کی صورت مین پری — تخت جم لے کے یہ پریون کا چلا ہے جمگھٹ
زیر فرمان رہے ہر دم جو کہو تو وہ کرے — زال دنیا کو مناسب نہین اب تریا ہٹ
حق تو یہ ہے کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا — مال جو غیر کے قبضے مین ہو وہ ہو تلپٹ
جسکا تو دوست ہوا اوسنے خضر اند پایا — خط لکھا جسکو اوسی شخص کی ہنڈی گئی سکٹ
حکم تنگی دہن تنگ سے جائے جو نکل — سارا آفاق ہو زیر زمین جاے سمٹ

وسعت طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ

عاجزونکو جو ملی عدل سے تیرے قوت
شیر کو ڈنٹ سے لگانے شکم گاؤ کی بٹ

سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
کر دیا کیا تری ٹیکی نے مکسل کر پلیٹ

تا رہے او سپہ تری راسے منور کا چراغ
سنگے چوب شجر طور سے آئی ڈیوٹ

سب ملیون ہی ریاست ہی تری بالاتر
معتبر جیسے ہے اخبار مین اخبار گزٹ

حسن وہ جا اگر قاف مین کھینچکر تصویر
عقبی ہی بیان ہین وہ لیین تیری بلائین رخ مٹ

چین آتا نہین جبتک کہ عروس دولت
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ او ٹھا کر گھونگھٹ

کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہی حسن شباب
کیا مزہ دیتا ہی میوے مین جو ہو گدراہٹ

تجکو ساقی سے ملی صاف ملی روز ازل
آ سکے عنبر و ہمشیر لتو پانی تلچھٹ

تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہو ابھی صحن فلک گرکے زمین پر چوپٹ

ہین جھنکیتی مین چھٹیلے یہ ترے ارض وسما
سر کی چوٹ اٹھنے نہ رکتی ہی نہ ادنی پانٹ

خلق سے کیون نہ معطر ہو زمانیکا دماغ
مشک نافے سے سوا ہین ہی خوشبو کی لپٹ

علم وہ جسکو دقایق ہین کتب کے آسان
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کھٹ

ہی بیان تذکرہ معنی و تفسیر و حدیث
اہل منطق سے کھولائے کہانتکا جھنجھٹ

تجسے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہما سے کھوسٹ

فیل گردون کرے دو نونکو مسل کر پامال
سیار سینگی اوسے ڈے لاکے جو گینڈا پاکھٹ

کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
خوف ہنگام سخن ہی کہ کہین جا ہی نہ کٹ

آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
جسطرح بیٹھ رہی جام مین مے کے تلچھٹ

یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہی ٹھیک
موج آبی مین ستارون نے کیا ہے جمگھٹ

کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
رو مین بیا سونکی ہو مین جمع جھمگھٹ

ایک دم مین صف اعدا کو کیا دو ٹکڑے
سیکڑون بار چلی پر نہ چڑھی تا کبھی پٹ

حسن تن کے لیے ہے چال قیامت اسکی
ایک ٹھوکر مین ہے یہ قافلۂ دم چھوٹ

پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہے جوم
ملک الموت سے کہتی ہے کہ بول آکے رپٹ

جسکو تاکے وہ کبھی جان چھوڑے اوسکی
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کہے دور ہو ہٹ

وصف رہوار سکندر کا کرے کیا کوئی
چال فولاد کی تو ہے رخش کی صورت چھوٹ

شب مہتاب سے کم منہ پہ نہیں اندھیاری
بلکہ زیبا ہے اگر کہیے دولہن کا گھونگھٹ

دامن شاہد کہسار ہے ہر اک دامن زین
سر پہ کلغی کہ کنہیا کا ہے یہ مور مکٹ

شرق سے غرب مین پھر غرب سے آوے سوئے شرق
دم مین سو بار جو اک بار سے پہنچے سرپٹ

وقت رفتار کبھی رہرو خفتہ کی طرح
ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ

ورق گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار
گشت کے وقت کرے یہ جو الٹ دور پلٹ

ایک ہی ٹاپ مین ہو جائین دو عالم بہم
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون غت پٹ

فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پٹکے
آندھی آجاے سیہ جاے فلک گرد مین اٹ

دم رفتار اوسے خضر بھی دیکھین تو کہین
دست صرصر سے گیا پردۂ ظلمات سمٹ

زور سا زور ہے کچھ پانون مین اسکے جو پڑے
عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ

کمر کوہ سے کیونکر ہو تحمل اسکا
پانون رکھدے یہ اگر گاو زمین کی کمر چٹ

ہے کشادہ وہ دہن اسکا کہ در باغ ارم
دو لبون دندان ہین کہ موتی کی ہین گویا ٹھٹ

اس جسامت پہ کہے صورت اندیشہ جسیم
چشم سوزن سے نکل جائے اگر جائے سمٹ

لیلۃ القدر رکھے اتمام قصیدے کا امیر
کہہ یہ خامے سے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ

ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز
سجدہ گہ سارے زمانے کی رہے یہ چوکھٹ

حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان
در دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفس چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون کے تلے جائین بڑی لطف سے کٹ

قصیدہ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان | بڑھ گئے رضوان سے ان روزوں باغ باغبان
پھر طراوت کھا رہے گا رنگ گلشن میں کھلے | جیسے چٹکے غنچے کھلا ہوں جیسے ان جہان
تخم بوئے شاخیں درختوں کی جو سوکھا کیں | کرتے ہیں سجدہ شکر خدائے انس و جان
ثمر باذن اللہ کہتی آئی گلشن میں ہوا | جی اٹھے جو ہو گئے تھے مردہ اس وقت خزان
جھوم کر آیا ہے ابر کوہساری باغ میں | رقص میں ہیں ہر روش پر سرو دامن گرفشان
لالہ کہتا ہے کہاں موسیٰ ہیں آ کر دیکھ لیں | صاف جلوہ ہے چراغ طور کا مجھ سے عیان
جھومتا مستوں کی صورت ہے درختوں کا تنا | نکہت گل ہے [illegible] شیشہ شکر بار زعفران
لالہ احمر نے یاقوتی کی دنیا کی دکان | نرگس شہلا نے رکھی سیم و زر کی دکان
وارست تاک میں خوشے نظر آنے لگے | جیسے ہو جھرمٹ ستاروں کا فراز آسمان
سیم غنچہ کیوں نہ بیچے ہو زر گل بیشبہا | رکھتی ہے اکسیر کی بوٹی بہار بوستان
ہر روش پر بیٹھی ہے سبزہ زمرد [illegible] | جس طرف دیکھو بچھا ہے سبز مخمل کی دکان
[illegible] شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس | ہیں پہنے ہر دم [illegible] جامۂ آب روان
نوعروسان چمن کو ہے جواہر کا شوق | بیٹھے فردوس [illegible] ہے چمن میں آسمان
یوں ہی جنبش میں ہوا سے ہر نہال جا بجا | ہو خراماں جس طرح کوئی حسین دلستان
ہے مبارک فال کوئی ہے نوائی ہے خوشی | ہر چراغ لالہ جوش رنگ سے ہے گلفشان
جان بھی لوٹیں پڑی ہے زندہ ہوئی [illegible] | ہے دم جان بخش عیسیٰ یا نسیم بوستان
قمریوں کا قول ہے ہم ہیں طیور باغ خلد | سرو کہتا ہے کہ میں ہوں طوبیٰ باغ جنان
صحن گلشن میں نزاکت [illegible] چھایا ہے رنگ | مرغ بو کا آشیان ہے شاخ گلبن پر کہان
[illegible] اس قدر ہر شاخ میں | ہے بچھا مشرق و مغرب [illegible] کہکشان

پاے گر سورج کبھی سایہ مین تھوڑی جگہ / پھول جائے مہر جنبش مثل قطب آسمان
چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہی / چادر مہتاب ہی فرش فضاے بوستان
سیر کو جو آئے اوسکا ناف آہو ہو مشام / گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر فشان
دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے / خواب مین کرتا ہے سبزہ سیر گلزار جنان
ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار / نوک کی لیتے ہین کانٹے پا چبھوتی ہین سنان
جس طرف دیکھو زر گل باغ مین انبار ہی / شکل فوارہ اوگلتی ہی زمین گنج نہان
غنچہ و سوسن سے کیا ہو شکر احسان بہار / وہ زبان بے دہن ہی یہ دہان بیزبان
اسقدر جوش طراوت ہی عجب کیا ہی اگر / یاسمین پیدا کرین گر دکر زمین مین استخوان
قطرۂ خون کی عوض نکلین گل یاقوت لعل / نشتر فصا و اگر کھولے رگ سنگ گران
ہی عجب فیض ہوا پیکان کے غنچے کھل گئے / تر ہے چوب خشک وک بار ور شاخ کمان
مصر کا بازار کیسے باغ کے بازار کو / گل ہی یوسف گرد اسکے بلبلون کا کاروان
سوسن و کافور سے کہدو آئین سب گلزار مین / عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رائگان
جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب / اون مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر سو عیان
آئینہ خانہ ہی گلشن آئینہ ہے برگ برگ / جلوہ گر ہے ہر طرف رنگ بہار بیخزان
گرچہ صحن باغ مین ہر سال آتی ہی بہار / اور آتا ہے نظر رنگ زمین و آسمان
ہی سبب سکا کہ ان روزون ہوا مسند نشین / سرو گلزار ریاست صاحب بخت جوان
منبع جود و سخاوت معدن لطف و کرم / ماہ اوج چرخ قدرت مہر اوج کن فکان
انتخاب صنع حق عالی نسب والا حسب / روح جسم انس و جان فخر زمین آسمان
نام نامی وہ کہ ہی سکے نگین دل پہ نقش / نامور کلب علیخان بہادر نوجوان
اوسکے وصف پاک کا دل نے ارادہ جو کیا / بے تکلف آگیا مطلع یہ بالاسے زبان

مطلع ثانی

شش جہت مین ہی جو یہ خورشید یکتا ہو عیان
حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب
اے خوشا وہ سرزمین جاوین جدہر اوسکی قدم
مرحبا اوسکو جو صبح و شام ہو اوسکا مطیع
ہے وہی دل جسمین ہو اوسکی محبت کا مقام
رتبے مین رشک رستم زور مین افراسیاب
طفل مکتب ہے ارسطو وہ جہان کے درس علم
شان دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو
فی الحقیقت ختم ہے اوسپر رعایا پروری
دستگیری کی ضعیفونکی قوی بازو ہوے
شہرہ بخشش سے خلقت ہے در دولت پہ جمع
آئے اوسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر
قلب روشن ہے وہ آئینہ کہ جسمین مثل عکس
شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ
دامن لطف و کرم جبتک نہ تہا اوسکا دراز
خاک کو اوسکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر
عہد نصفت مہد مین سرکش نظر آتی نہین
جسطرف چاہے او پہیرے اوسے ہے اختیار
زور بازوے توانا سے کیا وہ ہو گئی
ہمت عالی سے ہین دلہا عالم مطمئن
ذکر خط کیا خط پیشانی کو پڑہ لین کم سواد

گرد پہر کر فدا ہوتے ہین سیاتون آسمان
حبذا وہ سر جو ہو صرف سجود آستان
اے خوشا کشور پہرے جسکی طرف اوسکی عنان
آفرین اوسکو جو روز و شب ہے اوسکا مدح خوان
ہے وہی سینہ ہے جس مین اوسکی الفت کا مکان
ہمت عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان
روبرو اوسکے فلاطون عامی نادان ہیچ زبان
شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہو کہان
واقعی ایسا شریفون کا کہان ہو قدردان
حق یہ ہے محنت نہین جاتی کسیکی رائگان
جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان
ڈہونڈہتے تہے سو ہم طفلی سے جو بخت جوان
صاف آتی ہین نظر اشکال اسرار نہان
سب ہین خالی در یہ اوسکے جمع ہو سارا جہان
تہا شفیعہ آبرو سے خلق کا بے بادبان
جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان
خوف سے کہتے ہے آتش سنگ و آہن مین نہان
ابلق ایام کی ہے دست قدرت مین عنان
پہلوانون سے نہ کہنچ سکتی تہی جو مطلق کمان
ہو عصاے پیر مرد طفل شمشیر جوان
بہر کحل چشم لیتا ہین جو خاک آستان

کیا ہی شمع راے روشن کی تجلی مین کلام
جب نے باندھی نہ شمع طور کا ہو ہمزبان

بزم عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہین
ہے نصیب خلق گلگشت بہار جنان

ہو جسے جس چیز کی خواہش ملا ہی ہم ہین
ڈھونڈھتے گر عاشق تو یان معشوق کا پاؤ وہان

حکم ہی عالی دماغی کا شبستان مین یہی
نکہت گل بن سکے [illegible] محفل [illegible]

ہی رواج شرع ایسا عہد نصفت مہد مین
پوست کھینچا جا سکے ہو کھینچے اگر [illegible]

دست و پا گم کردہ ہیبت [illegible] نہین
[illegible] ان مین پوست [illegible]

بتکدے تھے جس جگہ وحجابی ہین مسجدین
جس [illegible] وہین [illegible]

قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اٹھ گئی
خار [illegible] بجاے استخوان

صرف گر اوسکا تصدق مین ہو ہنگام صبح
پھر گل خورشید مین ہو کون شاخ زعفران

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین
ہے بہار اوسکی عنایت [illegible] کا خزان

اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح
کرو [illegible] یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دور جہان
تابع حکم [illegible] زمین و آسمان

آستان تیرا ہے اے عالی مکان و آستان
پھر [illegible] ہو فرق فرقدان

کاتب قدرت نے تیرا خط ہستی لکھا
[illegible] امتحان

کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہین ایسی شبیہ
گو کہ مقصود [illegible] بیان

آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
ہے وہ گلشن جو کہ خود [illegible] باغبان

دیدۂ حق بین ملے ہین تجکو گوش حق شنو
دل ہی دریا ظرف عالی طبع صافی [illegible]

وصف شمع روشن پانون بھی ہو سکتا نہین
شمع ایصورت فقط [illegible] کو سکتے ہین زبان

دونون رخسارون کی کلمین [illegible]
ایک صفحہ [illegible] نان دوسرا [illegible]

ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے
جھک گئی [illegible] چشم تیر [illegible] کمان

دونون آنکھین دیکھ لین جنسے سعادت کی حصول
چاہتا ہے غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
کیا قدر رخسار سے تیرے مقابل ہو سکین
ساعدِ سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
مہر و مہ کو ہے قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
حسن مین تجھسے سوا وہ ماہ کنعان کو کہین
تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
کیا ہوا گر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
کسقدر دریا تری دریا دلی کا ہے وسیع
کون عالم مین جمال پاک پر عاشق نہین
حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہے رونق پذیر
رزق تو نے اس قدر سب اہل عالم کو دیا
تھی جو بھر رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
ہو گئی منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
کوئی عالی منزلت تجھسا زمانے مین نہین
ہے عجب تیری مسیحائی کی سجدہ جانفزا
خلق پر تو مہربان ہے خلق تیری خیرخواہ
جو ترا دشمن ہے کرتا ہے عداوت بیخرد
کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ وہ از کسطرح
شامتِ اعمال سے جلتا ہے نارِ قہر مین
کون ہے تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران
نطق ہو سکتا نہین جب پھول جاتی ہے زبان
گل گریبان شل بوہر سرو ہے سرو روان
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان
سر جھکاتے ہین زمین پر پانون پڑتا ہے جہان
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان
خال لب وسکا ہے خجالت کے سبب مہر دہان
وہ سبک پلہ ہے تیری حسن صورت کا گران
مثل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقد جان
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان
او دیکھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بہر نان
آسیا کرتی نہین اب وہ ہرن کا رفشان
تھا غنیمت جن غریبون کو دستان دہی کا دہون
چرخ ہفتم ہے ترا ایوان زحل ہے پاسبان
صبح اوٹھکر مرغ بسم اللہ دیتا ہے اذان
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہے درمیان
مثل شیطان ہے وہ مردود خدا انس و جان
پیس ڈالیگی اوسے خود آسیا ئے آسمان
تیرہ بختی اوسکی ہے اوسکو جہنم کا دہوان
رستم ناکتی ہے آج تک جسسے آمان

تیغ تیرے ہاتھ میں وہ برق آتشبار ہے
جسکا لوہا مانتے ہیں سب شجاعان جہان

چشم عزرائیل سے جوہر نہیں کچھ اسمیں کم
ہر طمانچہ موت کا بیشک ہے تیغ خونچکان

دشمنونکے سر گرا کرتی ہے تیری شمشیر یون
شاخ سے جھڑتے ہیں پتے جیسے ہنگام خزان

رعشہ ہے بیرق کے تن میں تیغ خورشید زرد
رنگ دہشت سے بدلتا ہے وہ ترک آسمان

خنجر بیباک جنگ میں جس دم کرے آواز تیغ
صور اسرافیل اور آکر بلا زبان میں ہان

کسطرح دم میں سر و گردن کا جھگڑا چکے سکا
جب تہ دم اس تیغ کا مثل حکم ہو درمیان

تیر جسکے شست سے جب چھوٹ کا آیا پیام
ہے در ملک عدم گویا کہ کھینچی ہیں کمان

جان دشمن فلک نیزے کی سنان پہ ہے
ہے دم ہیجا زبان اژدر آتش فشان

تیری اسپ سبکرو آئے کیونکر مثل میں
شانہ ہے ہنگام جولان عرصہ کون و مکان

ہاتھ راکب کا جو ہل جائے ہو صرصر قدم
تازیانے سے نہیں کم اسکو تحریک عنان

تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹ کر جبتک کہ تیر
طے کرے ہے پیچ مسکون شش جہت آسمان

تاکجا طول سخن اب ہے مناسب اختصار
کس سے ہو سکتا ہے اوصاف معلی کا بیان

جب تلک دشمن رہیں افلاک پہ خورشید و ماہ
جب تلک گردش کرے روی زمین پر آسمان

جبتلک ہو سنگ سے پیدا الیش یاقوت و لعل
تبتلک شاخون پہ غنچے گل ہون غنچون پہ عیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن میں سرخرو
روی دشمن زرد یارب صورت باد خزان

قصیدہ مدحیہ مشتمل مناظرہ شانہ و آئینہ

مژدہ ای اہل تماشا کہ ہے ہنگام ظفر
بزم عشرت میں ہوئے جمع حسین رشک قمر

صرف آرایش زینت ہیں حسینان جہان
بدلے جاتے ہیں لباس اور مرصع زیور

بدھیان پھولونکی ہیں زیب قد ای بر و دوش
دست و پا میں ہے حنا سرمہ ہے منظور نظر

کرتیان ہیں تنکم صاف پر اونچی اونچی
بند انگیا کے ہے زلف رسا تا بہ کمر

اسقدر مست ہی حسن کہ سر سے سر دوش
شانہ ہوتا ہے طلب آئینہ آتا ہے حضور
شانہ و آئینہ ہین بسکہ مصاحب دونون
آئینہ شانہ سے کہتا ہی کہ سر چڑھ نہ بہت
دیکھ مجکو کہ جگہ کو کہ ہے زانو پہ مری
مرتبہ جو ہی مرا تجکو وہ حاصل ہے کہان
کوئی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعوے جو کرے
ہین ہی اہل جہان کو مرا نظارۂ رخ
صافی قلب سے پایا ہی یہ رتبہ مینے
اب زبان مجکو نہین ہی کہی جہان سے عزیز
مین نہین رکھتا ہون لگی حال بد و نیک مین کچھ
مجھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہی
بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے اتبک
مجلس خاص ہی مین تھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہی کہ ہر اک عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کسی دم چھوٹا
اہل تنجیم کی آنکھون مین بھی ہی قدر مری
بولتا ہی مری تائید سے طوطی اسکا
خاکساری ہی ہوا اور صفا ہی مجھ مین ایسی
ایک تو ہی کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور

آر پار ڈھل کے دوپٹہ نہین اتنی بھی خبر
بنتے ہین گیسو و رخ کرتے ہین جوبن پہ نظر
ایک سے ایک نئے باندھی ہی رقابت پہ کمر
منھ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر
غیرت حسن سے مہر کیطرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہی مجھ مین جوہر
خانہ بردوش ہون پر دلمین امیرون کے ہے گھر
روبرو صاحب اقبال کے جھوٹا ہو گہر
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہی مجھے اللہ نے گھر
دشمن و دوست کے منھ پہ ہی کہتا دہ مرادر
صاف کہدیتا ہون آتا ہی جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خبر
نام روشن ہی چراغ سد اسکندر
اتصالات مرے طالع کا ہے روشن اختر
جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
ورنہ طوطی مین کمالات ہی کوئی سرخاب کا پر
غازۂ چہرہ نہین اور تجھے سر خاکستر
زحل آسا ترے طالع کا سیہ ہی اختر

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت / چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر
بال بیکا ہو حسینون کا تو توڑین تری دانت / دانت دینے لگین اپنا تو شکستہ بہتر
قاعدۂ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی / پیش جائے نہ تری ایک کرین زیر و زبر
پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام / خشک ہو شاخ تو اوس سے نہین امید ثمر
بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہے / جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر
کرکری تیری دندان سے ہوئی اور تیری / جس مین دندانۂ ہین تیغ ہی وہ بے جوہر
کشمکش نے تری کانٹو نہین گھسیٹا ہی تجھے / پہلوؤن مین ہین ترے خار ادھر اور ادھر
سوزبانین ہین ترے منھ مین تو حاصل کیا ہے / گنگ کیطرح سے خاموش ہے تو آٹھ پہر
اس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو / کہ چڑھے لالہ رخان سمن اندام کے سر
کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے / ایسی ذلت سے تو ہے خاک مین ملنا بہتر
صاف صاف آئینے نے بڑھکے کیا جب یہ کلام / غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر
کھپ گیا شانہ ملامت سے لٹ شانہ ہو کے / موے تن راست ہوے تیر کیصورت یکسر
ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سر دست / منھ بنا چاہیے عاقل کو بغل سے حذر
رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سُن مجھ سے / منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر
ہو حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے / کوچۂ زلف مین میری ہی جگہ آٹھ پہر
راتدن خندۂ شادی سے عیان مرے دانت / اپنی تقدیر کو روتا ہے تری آنکھ سے تر
میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے / پنجۂ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر
کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر / اوسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر
ہے جو لبریز عسل شانۂ زنبور عسل / اس عدوت کا سبب نام کا میرے ہے اثر
کی ہے تشدید نے پیدا جو شباہت میری / لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر
شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی / شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

صاحب ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
او سمین بہی لفظ ہی شانے کا ز ہی عزو شرف
تو نمانے تو نمانے مجہے کیا پروا ہے
سوچ تو دل مین ذرا عیب ہین تجہمین کتنے
سوجہتا خاک نہین کوردلی سے تجکو
رو بردا ور ترا حال ہی غیبت مین کچہہ اور
چشمۂ آب تو ظاہر مین ہی باطن مین سراب
خودنمائی کے سوا تجہہ مین نہین کچہہ بہی صفت
صاف ہین ہی من الاس کہ شب کور ہی تو
نہ جمے پر نہ جمے شکل جو ہو ذہن نشین
قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
آئینے کا تو رخ صاف طرفدار ہوا
لشکرِ روز تو زیرِ علمِ خسرو رخ
اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتو مہر
سیہ سنبل و سنبو طرف زلف سیاہ
پیرِ گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
بیچ مین پڑکے کہا خوب نہین ہی پیشانہ
حق مین دونونکے یہ اولی ہی کہ پاس انکے چلو
کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
نقش پا تاج شرف بہر سر چرخ بلند
فکر کی اسپ معلی مین جو میرے دل نے
ہو نہ حاصل شرف پیروی پیغمبر
جل شانہ ہی جو توصیف خداے اکبر
عیب بین جو ہی اوسے کب نظر آتا ہی ہنر
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر
سخت جان تیرہ دروں اصل ہی تیری پتہر
صاف عالم کا دورنگی کا ہی تجہہ مین بہی اثر
دہوکے پیاسون کو دیا کرتا ہی تو شام و سحر
سادہ لوحی کے سوا تجہہ مین نہین کوئی ہنر
شب تیرہ مین تجہے کچہہ نہین آتا ہی نظر
نہ مٹی پر نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر
تہے جوان دونون کے حامی انہین پہونچی خبر
باندہ لی زلف نے شانے کی حمایت پہ کمر
فوج شب بادشہ گیسوے پرچین کی سپر
اک طرف شام ہوئی ایکطرف نور سحر
لشکرِ لالہ و گل جانب روی انور
اب کوئی آن مین ہوتا ہی جہان زیر و زبر
صلح اس جنگ سی ہر ایک طرح ہی بہتر
صاحب حکم جو ہے مہر عدالت گستر
تیغ جود و سخا زیب دہ علم و ہنر
خاک پا سرمۂ بینائی چشم اختر
آگیا مطلع ثانی بہی زبان کے اوپر

مطلع

حکم اوسکا جو کرے پیش حفاظت کی سپر
عود آتش مین سلامت رہے پانی مین شکر

جس چمن مین نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چاہ
شاخ تازہ ہو درختون کے لیے برگ تبر

پرتو مہر سے اوسکے ہو زمین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اوسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہے در دولت کی زمین
عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہے کرسی زر

کاہ فربہ اثر لطف سے ہو صورت کوہ
قہر سے کوہ پر کاہ کی صورت لاغر

دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان
لعل کہسار مین باقی ہے نہ دریا مین گہر

پاؤن جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست
سرو قد روز وغا ہے علم فتح و ظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منھ موڑے
دل جو سہراب کا رکھتا ہے تو رستم کا جگر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذات مُعلّی مصدر

وہ کرے مُہر تو فرمان قضا ہو جاری
دستخط اوسکے ہین طغرا پے منشور ظفر

ذرۂ صحرا سے عنایت کا ہے ربع مسکون
قطرۂ صہبا سے لطافت کا ہے چرخ اخضر

صاحب تخت جو رکھتا ہے جدائی اوس سے
مثل طاؤس جدا سر سے ہو اوسکے افسر

ابھی کرنے لگین دیندار پرستش اوسکی
بت جو سنگ در عالی سے تراشے آذر

بخشش عام کی توصیف ہے دریا دریا
ہمت خاص کا آوازہ ہے کشور کشور

فیض کہتے ہین اسے جسنے جو مانگا پایا
گل دیے اوسنے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے
ایک شمہ ہو کاتب جو لکھے سو دفتر

رای روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا
جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہے مہر کے پہلو مین ہلال
تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیب کمر

دست ہمت مرے ممدوح کے ہین دو چشمے
اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر

واہ جانبخش ہے کیا مجلس عالی کی ہوا
طرف صحن گلستان ہو اگر اوسکا گذر

گوش گل میں ابھی ہو جائے سماعت پیدا
وہی حق بین ہے جسے اوس رخ روشن کی ہے تو
پھول لگے جو کوئی اوس کے رو ندان کے مثال
سایۂ قد میں ہے آرام سے سب خلق خدا
اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
شست سے تیر جو چھوڑے تو ہون نشتر تنکا
اوسکی ہستی سے ہوئی خلق میں پیدائش خلق
ملک دانش میں ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایما سے ہوا بند ہر اک تیغ کا دم
ہو شہر سرد و آفت جو جلا لے بستر
حال احرام ہے جسے را سے سنور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برق اجل
جنگ میں کرتی ہے یہ تیغ سپر و ٹکڑے
ہو جو اونچی تو کرے شیر فلک کو چورنگ
اسطرح جنگ میں سرتن سے گراتی ہے یہ تیغ
دو ہی چالوں میں کیا چار عناصر کو سطیع
تیز وہ صورت خورشید ہے توسن کہ جسے
دامن زین نہین اوڑتے ہین ہو آ دم سیر
تیز تر ماہی دریا سے میان دریا
آب نرمی میں تو گرمی میں وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگس شہلا کو ہو یارائے نظر
وہی حافظ ہے جسے مصحف رب ہو از بر
لعل آسا ئے گوہر خوشی سے احمر
ہے علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابش برق کی جا ابر سے ہو بارش زر
سر ہے جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہے کہیں رنگ عرض بے جوہر
قوت عقل سے کھینچی ہے سد اسکندر
تیر فرمان سے ہوئے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن جو بجھا لے ہو ستارہ سحر
جیسے ذرات زمین عاشق ہر انور
ہمرے کس کا جو لب پہ ہوا ہو ساغر
قتل کفارہ کا جس میں ہے ازل سے جوہر
جس طرح چرخ پہ انگشت پیمبر سے قمر
ہو جو نیچی تو کرے گا و زمین کا پیکر
قمل سے کرتے ہیں جس طرح کہ آندھی میں ثمر
چار حملوں میں مسخر ہوئے ساتوں کشور
یا خیبر سے ہو طریق دو قدم تا محشر
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھولے شہپر
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش مدہ اک لب اوسے چلنے مین عنان — تازیانہ دم رفتار اوسے تا بنظر
بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان خامہ — عذر تقصیر ہے لازم دم اظہار ہنر
پانون اس راہ مین قاصر ہین سر عجز نگون — مدح ممدوح حقیقت مین نہین حد بشر
ہاتھہ اوٹھا پھر دعا جلد کہ ہے وقت دعا — وا فرشتون نے کیے دیدے ابواب اثر
جبتلک لالہ و گل سے ہے گلستان کی بہا — جبتلک چرخ پہ ہے جلوہ خورشید و قمر

نخل امید مین یارب گل مقصد پھولین
مہر اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتملہ تقریظ بطرز تازہ وروش دلپذیر

ہوا جو شاہد ماہ آسمان پہ جلوہ فروش — عزیز ہالہ پھر اگرد کھول کر آغوش
سواد شب مین نظر آئے اس طرح انجم — اڑے ہون گرد مین جس طرح طفل بازی کوش
وہ چاندنی کہ ہوا قلزم ضیا مواج — لبان ریشۂ اندام رند ساغر نوش
نہ شور شہر دم بازار تھا نہ بانگ درا — کہین کہین جو ہوا بھی تو یا سیا نکا خروش
جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پہ — برنگ صورت دیبا پڑے ہوے خاموش
گلوے ناطقہ مین رشتہ سکوت کا طوق — عذار سامعہ پنہان زیر پردہ گوش
نماز پڑھکے عشا کی جو مین نے خواب کیا — تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی شکل سروش
جگا رہا ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھ سے یہ بات — شتاب اٹھکے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش
ہوئی ہے آج مرتب وہ بزم اہل کمال — کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش
حکیم و شاعر و نثار و عالم و فاضل — صفین درست ہین بیٹھے ہوے ہین دوش بدوش
طلب ہے تیری بھی جلدی ہو دیکھ سن پاکر — زہے رسائی تقدیر چشم و طالع گوش
یہ مژدہ سنکے مین خوش خوش اٹھا روانہ ہو — قبا عمامہ عبا کرکے زینت سر و دوش
ہوا جو داخل محفل عجب سمان دیکھا — در مکان تھا کہ کھولے ہوے تھی حور آغوش

عجیب فرش عجب وشتی عجب شب ماہ
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین
خداشناس خدارس ادھر ادھر کچھ لوگ
جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب وہ صاحب علم
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا میں عجب سے زرد
سلام کر کے ہوا میں شریک صف لیکن
کمال مجھکو پریشان و مضطرب پا کر
کہا یہ صدرنشین پیر و مرشد عالم
فراخ حوصلہ عبدالرشید مولانا
یہ رات جیب جو ہیں بیٹھے ہوئے ملک صورت
یہ روبرو جو ہیں صف انمیں سب ہیں اہل کمال
یہ ہیں ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی
یہ شیخ سعدی ہیں جسنے کہ چشم روشن کی
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت
طلب کیے ہوئے ہیں جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے
مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص اخلاص
مہینہ تاجور شہر مصطفیٰ آباد
جناب کلب علیخان بہادر جنکا
سحاب فیض غبار قدم ہے ہاتھ تو کیا
صدا ضرب شمشیر وہ کہ ایکے جیسے
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ میں

ہر ایک جھاڑ سے فوارہائے نور کا جوش
ملک خصال فرشتہ جمال خرقہ پوش
زبان پہ ذکر خدا دل میں معرفت کا جوش
وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
کہ جسکے سب کوئی وارد ہو زعفرانی پوش
ہوئی جو اس سراسیمہ صورت مدہوش
کہا یہ مجھ سے ہمنشین ذرا گوش بگوش
زمین پہ تاج سر آسمان جنکا پاپوش
تمام اہل معارف ہیں جسکے حلقہ بگوش
مرید خاص ہیں اسکے شراب عرفاں نوش
بغور دیکھ ذرا ان میں کھول دیدۂ ہوش
یہ ہیں نظامی و جامی جو بیٹھے ہیں مدہوش
کیا ہے نظم گلستاں کی بیت میں جس نوش
غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
زر سخن کسی کامل کا ہو گا زیور گوش
وہ مست بادۂ عرفاں یہ پیر بادہ فروش
مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش
جو آنکھ اسکی ہے حق بیں تو گوش حق نیوش
جو کوس فتح و ظفر ہے تو ہے وہ رعد خروش
کھڑے ہیں ہوں کانپ ہر زمان کا سور خرگوش
طبق زمین کا ہے خوان آسمان سرپوش

چمن مین ہر گل تر اوسکے فیض سے خندان / فلک ماہ نو ہالے تے اوسکے حلقہ بگوش
وہ نثر خدمت مرشد مین اوسنے بھیجی ہے / کہ نیش اہل حسد کو ہے مضمون کو نہ نوش
نہین ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین / سنینگے کان جو ہر دم ہے ساعت گوش
سنا یہ حال تو تصویروار بیٹھا مین / لگا کے ٹکٹکی دیوار سے مین خاموش
جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا / لیے ہوے کیا اجزا ورق ورق گلپوش
ملا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان / پڑھی وہ نثر تو سنتے ہی اوڑ گئے ہوش
سخن کے طفل معانی زبان قاری سے / ورق کے دیدۂ حسادین مع پاپوش
زبان کا قصہ کہا جاسکے فلک شنوشنا / بجا رنتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش
کہا کسینے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ / جو ہوسکے مرا تو اوٹھے جو مین دوش ہے دو
اوچھالے دست زبان تیغ اوسکو دستی مین مقبول / زمین تو کیا فلک آسمان ہوا گل پوش
اوچھل پڑے گل مضمون تو یہ فردوسی / اوٹھا یہ لطف کہ جاتی ہی گرپڑے بیہوش
کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر / بیان کے نور نے کی شمع انوری خاموش
کھڑے ہوے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت کے / یہ رشک سے ہوے لاغر کہ گھٹ گیا تن توش
وہ فوج نہ رہی سکے وہ سخن سے سبز / دوا درم کی ہے جیسے گیاہ مرز جوش
خفا لپند ظہوری خفا فخر الشعرا / وحید فرد غلط شوکت انکا فروش
کہان جلال جلالا و شان بہ جز والہ / زبان گنگ تھی جو باکر گوش ہمہ تن ہوش
قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان / کہ ہے سخن کے قلمرو مین ایک سپہ فروش
جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین / ثنا و مدح مین گویا کیے لب خاموش
ہوا خوشی مین جو دریائے رحمت موّاج / منگائی کشتی مع خلعت جو تھی جواہر پوش
جو پار سچ کوئی پوچھو تو اسکی اثر کہ سے / کہین قبول کے امداد جنکو سب ہے جوش
زیادہ اوسے کیا تحفہ دعا سے ہے / دیا وہ عاقل خط کو کہ جا کے شغل ہے جوش

جو شعر کا ہی مصنف اوسے کری تفویض
کہ دولت ابدی پاسے وہ نیاز فروش

اوٹھا جو نامہ رسان بزم ہوگئی برخاست
یہ واقعہ ہی امیر اپنے شوق کا سرجوش

خدائے پاک رسول کریم کا صدقہ
صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش

جہان ہمیشہ رہے اوسکی ذات سے روشن
چراغ دولت علیا کبھی نہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سر بکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتمل مضامین تعزیت

سیاہ اشک کی آنکھون نے کی ہی طیاری
کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری

ہجوم غم کا ہوا نیند ہوگئی پامال
وہ آنکھو نہین طالع مین تھی جو بیداری

نگاہ دل مین ہی یون صورت جہان سیاہ
کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری

زمانہ آپکو شاید حسین سمجھتا ہے
کہ جانتا ہی سبب فخر کا دل آزاری

ٹپین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے
کہے کہ نہر روان ہی جو اشک آنکھون جاری

عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا
یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہی جاری

ہر اک سوار ہے پا در رکاب عالم مین
سمند عمر مین کتنی ہے تیز رفتاری

جو دن کو مرتے ہین ہر شام اونکی ماتم مین
یہین کے آتی ہے شب جامۂ عزا داری

اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ
نہین ہے قلعۂ آہن یہ چار دیواری

بجا ہی گرم کچہری جو ایسی موت کی ہے
کیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری

اسیر زال جہان سے عبث ہی الفت کی
یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگر خواری

اوٹھا ہی آب دم تیغ مرگ کا طوفان
جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری

ادھر تو تیر ادھر تن پہ تیغ پڑتی ہے
کہان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری

ادھر مکان بنا اوس طرف مزار کھدا
ادھر لباس ادھر ہے کفن کی طیاری

سحر ہوئی ہے کھلا ہے سرا کا دروازہ — مسافرون سے کہو کوچ کی ہے طیاری
وہ خوش خرام ہوے خاک جنکے ماتم مین — زمین پہ سر کو پٹکتے ہین کبک کہساری
وہ برق وش ہوے آزار کھینچکر معدوم — کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابر آذاری
لحد مین اونپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا — کسیکی جنپے نہ ہوتی تھی نازبرداری
زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا — لحد نہین ہے یہ زنبیل ہے عیاری
کہان وہ تاج فریدونکی تھی جو آرایش — کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو طیاری
کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر — کہان وہ حضرت یوسف کی گرم بازاری
کسو کو آہین نہ اسکے فریب مین عاقل — کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخ زنگاری
یہی حقیقت دنیا ہے تو ہے کیا دنیا — کسی سے کی نہ کرے گی کبھی وفاداری
ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان — وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری
مسافرانہ روانہ ہین آنکھ بند کیے — عدم کی راہ مین دیکھو ہے کتنی ہمواری
اگرچہ پڑتے ہین دنیا مین حادثے و نزات — شکست گو ہے آخر اوٹھا کے بیماری
مگر ہوا ہے خزان آجکل ہے ایسی گرم — کہ صحن باغ ہوا جابجا عزاداری
فسردہ ہوگئے دونون گل ریاض جہان — بہار عمر کی اک دم مین مٹ گئی ساری
یہ ایکسال مین دو حادثے پڑے ایسے — کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری
جہان مین کون ہے جسکو ہوا نہ یہ ماتم — ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری
جگر یہ حضرت آقا سے نامدار کا تھا — کہا یہ داغ اوٹھا کر جو مرضی باری
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ — کہ جس سے امن مین ہے خلقت خداساری
لکھون بطرز مخاطبہ یہان کوئی مطلع — سنے جو اسکو تو نیسان کرے گہرباری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکباری — کہ بت سے کر نہین سکتا ہے تیغ دل بھاری

مٹا ہی نام یہ علت کا دور مین تیرے — سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آزاری

ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل — نہو سکے کبھی لیلے کی ناز برداری

رواج صدق کو مدت گذر گئی اتنی — کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے عیاری

کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بکوچہ رخ — نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری

نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہی صحت کو — چھپی ہے دیدۂ نرگس مین جاکے بیماری

وہ رعب ہی جو چھپا یا ہے قیامت تک — دہان صور سے نکلے صدا بدشواری

وہ عدل کہ کھینچے دار سوے مژگان پر — کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری

بدون مین بھی یہ اثر اب ہی حسن نیکی کا — بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری

عدو نے لذت دنیا مین مفت کھوئی جان — مگس کو شہد ہوا باعث گرفتاری

جو وقت تیغ بھی پانی ترا عدو ماے — زبان پہ اوسکے ہو پانی کی بوند چنگاری

پہونچکے دیدۂ دشمن مین درد کہتا ہی — ق یہان ہی مجکو سزا وار مردم آزاری

خوشی یہ اوسکو ہی ہولی کے کھیلنے مین فقط — لہو کے رنگ تو نا سور چشم پچکاری

جو سرکشو کی سزا مین یہ ہین عجب کیا ہے — کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری

نہین یہ غار زمین نے جو کی ہی سرتابی — پڑے ہین زخم ترے تیغ قہر کے کاری

رہے شدید ہوا مین مجرمون پہ گر تہدید — یقین ہی چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری

کسی دیار مین ہو سرزدہ جو حکم ترا — جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری

وہین ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو — سخن جو رنگ کو پکڑے سمجھ کے بیکاری

حباب ڈالین ابھی پاے سیح پر چھپالے — مضر جو اوسکی ہو ساحل کو تیز رفتاری

یہ باغ دہر مین پژمردگی ہوئی پامال — خزان بہار تک آئی تو سکے نہ ہماری

سجا ہی شیح جو عارض کی ہوئی ہر بار — کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری

لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی — تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوا ہے فیض سے تیرے ہو گلستان گلخن
بنے وہ کرمک شب تاب اڑے جو چنگاری

علو مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت
صبا نے باغ مین رکھی دکان عطاری

لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعام خاص ہے خلق خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری

گہر فشان ہو خلائق پہ بسکہ دست کرم
برس رہا ہے عجب ابر رحمت باری

جو دام عشق مین تیری ہین ہو گئے دو لمتنہ
یہ قید حضرت یوسف کی ہی گرفتاری

ہوا ہی بسکہ زمانہ ملازم سرکار
عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہی بیکاری

نہین ہے باغ مین ہر شاخ پر شگوفۂ گل
نکل نکل کے ہوے ہین یہ جمع درباری

امید مدحت ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہی بیماری

ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری

نگہ عبث ہے دعا کر کہ ہی یہ وقت دعا
اوٹھا کے ہاتھ بدرگاہ حضرت باری

رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین ہمیشہ کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا بلکہ جن مسخر ہون
مطیع حکم سعلے ہون خاکی وناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی النعمت دام اقبالہ

عالم خواب مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجر طور کو جس باغ کی کہیے کوپل

خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وانکا دیکھو
خواب ہو طالع خوابیدہ کا خواب مخمل

سامنے اوسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گلشن خلد بھی مجھکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اوسی باغ کا باغ عشرت
ایک غنچہ اوسی گلزار کا گلنار ال

ساغر عشرت کونین وہین کے دو کچھو
میوۂ مقصد دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشو گل و لالہ اگر عکس پڑے — خون لعل آ سکے رگ کوہ بدخشان سے نکل
سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کس کی ثنا — کہون آئینہ تو آئینہ ہین اتنا نہین دل
دست مژگان سے سنبھالی تھین نگہ کو آنکھین — پھرتی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھیل
لالہ آتا تھا نظر یون پس دیوار چمن — جس طرح شیشۂ محل مین کوئی روشن مشعل
خط گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر — نقش ثانی ہے یہ فردوس ہے نقش اول
طوبی و سدرہ کی شاخین ہین تسلیم مین خم — عرش تک فرش سے ہے باد بہاری کا عمل
ہے یہ تاثیر نمو ہاتھ جو مجرم کے کٹین — صورت دست چنار آئین ہو مسرت سے بغل
قوت نامیہ کا تھا یہ تعلی سے کلام — طارم پست ہے اس باغ مین چرخ اول
سبزۂ کاہکشان غنچۂ پروین کیسا — خوشۂ تاک رگ تاک سے آیا ہے نکل
اور شاخون کا تو کیا ذکر ہے فیض نمو — نکلے گر بات مین بھی شاخ تو پھوٹ کر دل
خواب مین دیکھے اگر ترک فلک باغ کی بہار — شب ہی کو گلشن انجم کو کرے مستاصل
کچھ بھی دکھلائے اگر باد بہاری نیرنگ — گل ہون گلدان مین انگار ہو دروں مشتعل
ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہند و سوسن کے لیے — بھر کے آیا تھا وہان چھاگلو مین گنگا جل
نوجوانان چمن دھوپ کیا کھلاتے — چتر کھولے ہوے پھرتے تھے ہوا پر بادل
ہر روش سبزے پہ وان عکس گل و لالہ نہ تھا — سیج تھی پھولون کی بالاے بساط مخمل
مور تھے رقص مین مصروف برنگ پری — جھومتے پھرتے تھے مستون کی طرح وحشی ادل
سینے تانے ہوے پھرتے تھے چمن مین طاؤس — اس تمنا مین کہ لگ جاے گلے سے بادل
لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پاے نسیم — غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل
چمن دل مین جو عمارت کریلی آنکھ نسیم — گل صد برگ نے غنچے سے اسرار ازل
سوی بتخانہ جو پہونچی ہوا سے جا بخشش — کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزا و ہبل
کیا عجب ہے اندا ... — کہ دھوان اوٹھتے ہی بنتا ہے ہوا پر بادل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آ پہونچی قریب … نخل مومی کو بھی لے آتی تو لے آتا پھل
قوت نامیہ کے جوش سے آئینے مین … کیا عجب سبزہ زنگار سے گل آئے نکل
تخم تخم اوسکا شجر بنکے نیا پھل دیتا … ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پل
پانی دیتا صفت دامن تر وقت فشان … تھا یہ تر سایۂ دیوار چمن کا مخمل
سرو گلزار کے پتا تھا تصدق خورشید … چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل
نقش پا تھا صفت جام لبالب مے سے … زنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا اجل
گل نسرین پہ تھا یون عکس شعاع خورشید … جیسے سونے کو کرین ساغر الماس میں حل
غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہے گل ہے کھلتا … عقدۂ گیسوئے خوبان جو وہان ہوتا حل
ایک قم بلبل سرمست جو ہوتی تھی خموش … جام منقار سے آتی تھی صدائے نغمہ ابل
دل سے کلفت کو مٹایا یہ صفا ہو گل نے … زنگ آئینے کا جس طرح مٹادے صیقل
آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال … سر بھی سینے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل
آبدار ایسی تھین نہرین کہ مقابل ہوا گر … آب مین چشمۂ خورشید کے آجائے خلل
نکہت گل سے ہر اک موج حباب گرہ گل … پرتو گل سے حباب لب جو رنگ محل
شہد کی نہر روان شکل جنان ہوتی تھی … پھول پر چھتے کے اوڑتی تھی جو زنبور عسل
ہوگیا لوٹ مین سامان نہ آیا جو شمر … پانون کس طرح سنبھالا کہ گیا دل ہی پگل
نے اوڑی ہوش مرے حیرت نظارۂ باغ … آگیا عشق غنچے بیہوش گرا سر کے بل
متحیر تھا کہ یا رب ہے یہ کیسا گلزار … غنچہ سے تنگ دہن کس سے کہا ہوجے کل
گوش گل مین یہ ہوا طرب انگیز بھری … کون سنتا ہے جو پوچھون مین کہ کیا ہو بیکل
قمریون کو نہین کو کو سے مجال گفتار … بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل
تھا اسی فکر سے دریائے تحیر مین غرق … کہہ رہا تھا کہ زہے صنعت صناع ازل
ناگہان طرف چمن مین نظر آیا اک نور … آنکھ نے دل سے کہا دیکھ لیا اوسکو سنبھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
دیکھتا کیا ہون کہ ہے بیچ مین اک حور لقا
گل کھلا فیض طراوت سے ہوا کی تازہ
حور وہ حور جسے دیکھیے تو فردوس سی حور
فرق سے تا بقدم پیکر انداز و ادا
گرمی حسن سے رخسار ببھوکا ایسا
چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان
ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہووے تند خرام
چھپا نگون کے ہی وہ حلقے تھے وقت قتال
چوکڑی آہوے مشکین کو ختن مین بھولے
قطرے کہتے تھے پسینے کے رخ گلگون پر
لب نازک پہ جمائی تھی بلا کی مسّی
ہاے رے نازکی لچکی تھی نزاکت سے کمر
پتلیون کا جو اون آنکھونکی تماشا دیکھا
تیر پر تیر پڑے دلپہ نگاہین جو پڑین
اور کی عرض کہ اے عشوہ گر غمزہ فروش
رخ روشن کی طرح آئینہ تو مجھکو کیا
کون سا باغ ہے یہ کون ہے تو ہم ہین کہان
متبسم ہوا سنکے تو وہ سرتا بہ ناخن
سر اوٹھا پانون سے یہ بولی خوش بیان
ہوش مین آ یہ نہین ہے چمن نباتات سے باغ

کھل گیا دیکھتے ہی اوسکو مرے دل کا کنول
کچھ حسین گرد ہین آگے ہے فروزان مشعل
پھول سوسن کا بنا اوٹھتی ہے دود مشعل
مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آتے نکل
غمزۂ ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل
شمع کی طرح جسے دیکھکے دل جائے پگھل
چرخ پر مثل زمین جس سے پڑے اک ہل چل
ہے یقین جائے زمین پانون کے نیچے سے نکل
زندے مرجائین پڑین مردۂ صد سالہ اوچھل
بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائی جھل جھل
جوش کھا گرمی حسن آئی ہے چہرے پہ ابل
اور آنکھون مین لگایا تھا غضب کا کاجل
کچھ جو کاندھے سے دوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل
دل نادان مرے پہلو مین گیا اور مچل
تھمیان پانون پہ اوسکے مین گرا سر کے بل
رحم کر رحم بس اے دل مضطر کو نہ چھل
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدونکو بھی حل
تجھسے وحشت نہین ہے اور یہ حیرت کا محل
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل
ہے سراپا مین صنعت خلاق ازل

اتش کچھ آج نیا تجکو نہین ہی سب مجھے
کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تور ذرا دل

نہ پری ہون مین گلستان مین نہ غلمان باغ مین حور
پر لطافت مین نزاکت مین ہون انسی افضل

باغ نقشہ ہی صفات حسنہ کا اوسکی
حسن فطرت مین جو یوسف سی کہین ہی اکمل

ہاتھ پھیلائی ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
اور کاسہ ہے کہ سونا ہی کیا اوسمین حل

ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کیصورت
سائل اوسکے در دولت پہ ہین ارباب دول

ہاتھ پھیلائے جو شاخین زرگل دیتی ہین
ہی یہ مطلب کہ دہش مین ہی وہ بیمثل بدل

اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل

رمز یہ ہے کہ کھلے پھولے ہین نخل امید
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل

قطعه

نظر آتی ہے جھکتی ہوئی طوطی جو تجھے
ذوق مستی مین غنا دل سے جو سنتا ہی غزل

یہ اشارہ ہے کہ ہر عضو بدن حضرت کا
ہی نوا سنج سپاس کرم عز وجل

بار دار آتے ہین تجکو جو نظر یہ اشجار
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ نخل امل

جوش رحمت کا ہی اوس بحر کرم کے شمہ
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل

دیکھتا ہی جو روان نہر مین پانی شفاف
چشمۂ فیض یہ اوسکا ہے نہین گنگا جل

پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
طبع نازک ترے آقا کی ہون ای عبد اقل

مین زلیخا ہون وہ ہی یوسف کنعان کمال
گرم ہے آٹھ پہر شاہد مضمون سے بغل

نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور اودھر
یہ قصیدہ وہ مخمس ہی یہ قطعہ وہ غزل

جسکو سب کہتے ہین واسوخت شرارت ہی مری
مثنوی سمجھے ہین جسکو ہی مری اک چھل بل

تجبر سیٹ انا تجبین جلد برین
ہین مری لذت گفتار کے آگے حنظل

اک ادا مین دل عالم کو مین چھل جاتا ہون
آہوے چین وختن مین یہ کہان سے چھل بل

تربیت تیری ہی در پردہ مجھے مدنظر
روز ملتا ہے مرے فیض سے تو تازہ عمل

سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو
ہوئی تقدیر رسا دن گئے کلفت کے نکل

تازہ تر ہونیکا باعث ہو یا اس گلشن کے ۔ شجر عیش کی پھوٹی ہے نئی اک کوپل
خلعت خاص پہنانے کو ترے آقا کے ۔ آج کلکتے سے آئے ہیں گورنر جنرل
ہوئی افزایش ملک اور بڑھے منصب بھی ۔ جشن کا روز ہی غافل نہیں حیرت کا محل
سر اوٹھا خواب تغافل سے ذرا ہوش میں آ ۔ دل ہے جھکنے کو عقد سے تحفے ترے لا مخمل
تہنیت میں تجھے لازم ہے قصیدہ کہنا ۔ آیا ہیں تیری مدد کے لیے قصہ فیصل
پڑھکے دربار گہر بار میں اشعار ہیچ ۔ صلہ ہیچ ہے ممدوح کے بھر جیب و بغل
الغرض کان میں پہنچی جو یہ مژدہ پہونچا ۔ کھل گئی آنکھ ہوے جمع حواس مختل
مستعد ہوکے لکھا مطلع روشن ایسا ۔ جیسے خورشید کے مطلع میں بھی آجاے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے میں یہ بیٹھا ہی عمل ۔ بچہ آہو کا ہے اور شیر نیستان کی بغل
ناخن کبک ہے سیخ کباب دل باز ۔ صید گہ میں یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

قطعہ

حاکم ملک ترے حفظ کا یہ عالم میں ۔ امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل
شب کو ایک میں پھرتے ہیں ہرن بے کھٹکے ۔ دیدۂ شیر کے ہو سامنے روشن مشعل
جا بجا امن رعایا ہے تری شکر گذار ۔ نام باقی نہیں شکوے کا جہاں تک ہے عمل
سل گئے زخم کے مانند شگاف در کوہ ۔ نہ رہا چاک گریبان کو وہاں بھی محل
جھینک اوٹھی وحشت میں ہر جا وہ تیلی کی طرح ۔ پر تو افگن ہوا گر تیرے غضب کی مشعل
رخش گردون کی طرح گام زمین چل نکلو ۔ منہ سے تیرے نہیں اتنا جو نکلتا ہی کہ چل
موجد حکم کا پاے ترے ایما گر سیل ۔ اوٹھے پانون سے کہسار پہ سر کے بل
دیکھے منہ سے نکلنے کی نہیں تو سر قاف ۔ گر دے سیمرغ خفا کے ہو کیا زحل
تیر ہو جلد نشین جا کے کمان کے گھر میں ۔ دم میں پیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل
شکل منقار ہون دونون لب فار بہم ۔ حرف لا منہ سے ترے جاے جو دو بار نکل

زلف لیلی سے ہے قیس کا دل خون ہو کر — شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھا دے بہ مثل
گر ترے موکب اقبال و سعادت کا ہو قصد — کہ مشاہدے کو اک ہے نحوست کا خلل
جسطرح لالے کی آنکھوں مین چمن ہے مشہد — یون ہی مریخ کی آنکھوں مین فلک ہو مقتل
جسطرح داغ ہے آغوش مین لالے کے یوہین — ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل
تیغ سے شق ہو جسے سر منہ فولاد کی طرح — سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل
ہے یقین شاخ سپر گاو زمین پر ٹھہرے — کہین ہو کے مین پڑے میان سے تیرے جو دو گل
جان غمگین ترے دشمن کی بدن سے نکلے — نالہ جیسے دل پر درد سے آتا ہے نکل
پھل نہ پائے ترا حاسد کبھی بٹھلا کے درخت — اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل
جیسے گر جاتی ہے دستار سر سرکش سے — کاٹ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل
کشت دل مین جو مخالف کی تری جا نکلے — جوہر تیغ ملے مور کو دانے کی بدل
رنگ اوڑ کر رخ دشمن سے پر ناوک ہو — گر اشارہ ہو ترا ناوک لب پر کو کہ چل
چشم بد دور سر مردمک دیدۂ فتح — چشم دشمن مین جسے دیکھ کے آجائے سبل
کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط — وسعت خلق کا یہ دور مین تیرے ہے عمل
پانون مین خار کرے ناخن تدبیر کا کام — چاہیے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل
ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماک رامح — تجھکو پائے جو طرفدار سماک اعزل
گر تری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے — پر لگائے صفت مور ہر اک حرف غزل
گرد اوڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہے — زہرہ آنکھون مین لگاتی ہے سمجھ کر کاجل
زلف جوزا کو ہے جاروب کشی کی خدمت — ہے اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل
فیض سے تیرے مہندس صفت نہر فلک — ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل
رنگ گل بنتا ہے لب تک ترا آتا ہے جو شعر — بوئے گل بنکے معانی وہین آتی ہین نکل
برق و صرصر سے جو توسن کو تری دون تمثیل — جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین اسکی مختل

دور ہو عقل سے تشبیہ سکون و عشرت
سبقت اندیش ہو ہر عضو سے عضو آخر
وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے
لفظ کیا نقطے بھی دیوان کے یون اڑجائین
لالے کے پھول کو آغوش صبا مین لیا
آئینہ نقل کا اوسکے ہو جو بنکر طیار
حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ سب ان مین ہین ہر دو
فیل ایسے ہین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
ایک ہتھنی مگر اون سب مین جو سبکی ہے بلند
فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جائے دہل
اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہے ابھی
پابزنجیر ہے ہرچند مگر ہے آزاد
عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اوسکے بیان
ہے وہ قلعۂ گردون کی کلید اوسکی کجک
جسکی طرز ہے رفتار مین باہمہ شان
بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فکرت
ہے کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید
شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اوسکا
قدردان سخن و اہل سخن ہے ممدوح
بادب کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری

سحر و اعجاز کی نسبت سے ہو ایمان مین خلل
تیغ کھینچے رہے تنکے باعث سے ہوا داغ کفل
کرکے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل
قطعہ دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل
قطعہ اور آنکھ اوس سے مقابل ہو تو دیکھے چھل بل
اور ناکام ہی آخر کو گرے ہو کر شل
سخت سم نرم دم آگندہ سرین ہین کفل
عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر ایک افضل
اوسکی تعریف کرون نام ہی اوسکا چنچل
دانت پاسے کی جگہ اوسکے ہین خرطوم زحل
مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل
نالکے کیطرح سلاسل سے وہ جاتی ہے نکل
متشکل ہوئی ہے قدرت خلاق ازل
فیلبان اوسپہ کہ سیمرغ ہی بالائے جبل
غیر ممکن کہ سر مو بھی کہین جائے بچل
چھٹے مانا کہ نہین پانون قلم کا ترے شل
کر زبان بند نہین ہے یہ تعلی کا محل
خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطایا زلل
ہاتھ اوٹھا بہر دعا پیش خداوند اجل
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سرخرو رنگ سعادت سے ہی جبتک زہرہ
روسیہ داغ نحوست سے ہے جبتک زحل

حسن کو ناز رہے عشق کو جبتک کہ نیاز
رہے معشوق کا جبتک دل عاشق مین محل

جبتک مہر سے پرنور ہے سارا عالم
جبتک ماہ کی روشن ہی فلک پر مشعل

پرتو مہ سے کتان کا ہی جگر جبتک چاک
گرمی مہر سے تا موم کا دل جاے پگھل

جبتک شہد کے چھتے مین رہے شیرینی
تلخکامی رہے جبتک کہ نصیب حنظل

نیش اور نوش کے باقی ہین جبتک آثار
لے مزا بیٹھکے ہر پھول پہ زنبور عسل

سرو گرد کرے فاختہ جبتک کوکو
گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل

مست جبتک ہین ساقی دریا دل سے
شور طاؤس کرے دیکھکے جبتک بادل

جتنی امیدین ہین بر آئین مرے آقا کی
خلد کیطرح سے شاداب رہے باغ امل

فلک اقبال کو یارب ہو ترقی گھڑیوں
یہ کیٹھہر تو ہے کیا ہند مین ہوجاے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ غم نہیں جو پیش ہو دفتر قصور کا
عنوان نامہ نام ہے رب غفور کا

کیسی نقاب جب چا لئے ہو نور کا
دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا

ہمت ہو شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی
پہنچا وہ جسنے قصد کیا راہ دور کا

محرم اوسکے عنوان تجلی سے کون ہے
حصہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا

کہتے ہیں یا کریم اودھر سے اودھر کے
لطف و غضب میں فاصلہ تھا کتنی دور کا

میں خاک بھی ہوا تو ہوا اوسکی خاک در
چھوٹا نہ دست مجھ سے دامن غرور کا

وہ صاف دل ہو مردمک چشم کی طرح
ہے سیاہ خانے میں عالم ہے نور کا

ہی اعتقاد صاف کی آئین رہے مدام
شیشے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا

زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغ زہد
جھونکا نہ آنے پائے ہوا سے غرور کا

دیکھیں کہ کیا دکھاے قیامت میں شوق دید
در پیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا

حاضر مرے جنازے پہ ہوں سب ملائکہ | سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا
کیا ڈر جو قصر عفو مقام بلند ہے | زینہ لگا کے پہونچونگا عذر قصور کا
دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو | ارشاد ہو علاج دل ناصبور کا
عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پہ | یارب امیدوار ہوں عفو قصور کا
دیکھا نہیں ہے تجھکو مگر شوق دید ہے | مشتاق غائبانہ ہوں تیری حضور کا
مرکر ملی نجات لحد کے فشار سے | صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا
پھیلا کے پاؤں چین سے سوؤں مزار میں | تکیہ بغل میں سر کو ہو زانو سے حور کا
یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے | جمگھٹ رہے مزار میں غلمان و حور کا
محشر کے روز ساقی کوثر کا واسطہ | اک جام تشنگی میں شراب طہور کا
عریاں اوٹھوں تو دامن رحمت میں دے جگہ | اک جام تشنگی میں شراب طہور کا

الفت امیر آل محمد سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نامۂ عاصی دامن حیدر شفاعت ہوگیا | خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہوگیا
مرغ عصیاں ان کے صید باز رحمت ہوگیا | ڈنک شاہین ترازو سے عدالت ہوگیا
نذر در و تھا وقت پرسش پر سا سر میں | فرش استبرق مجھے صحن قیامت ہوگیا
گرمی خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات | شامیانہ سر پہ میرے ابر رحمت ہوگیا
آل احمد کی محبت کا چھپا تھا میں غبار | طرہ کے محشر میں کلید باب جنت ہوگیا
جم گیا تھا دل میں جو شرق معاصی کا غبار | سرمۂ چشم دیدۂ عین عنایت ہوگیا
واہ ری رحمت جو رکھا پاؤں بالائے صراط | دستگیری اپنے کی خوف رخصت ہوگیا
جب علم کے نیچے پائی فیض احمد سے جگہ | سیری پیمبری پہ انگشت شہادت ہوگیا
دفعتاً صورت بدل کر بنگئی امید یاس | خار زار ریگ فرش خواب راحت ہوگیا

رستہ تھا اوّلِ منزل جو نہ ہموار پیش   رفتہ رفتہ نردبان بامِ رفعت ہو گیا
قصرِ یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید   باغ جنت کا قبالہ داغِ محنت ہو گیا
تشنگی میں کوثر و تسنیم کے چشموں پہ ہم   اس طرح پہونچے کہ رضوان غرقِ حیرت ہو گیا

صبحِ محشر جلد چمکا را ملا ہمسکو امیر
مہر کیا چمکا کہ تابانِ نجمِ قسمت ہو گیا

۱۲/۱

نہیں سودا فقط یوسف کو اوسکے دور داماں ہو گیا   گدا ادریس بھی ہی کوچۂ چاک گریبان کا
مزہ عاشق کو دلسے پوچھ حسنِ شعلہ رویان کا   تماشا دیکھ پروانونکی آنکھوں سے چراغان کا
یہ تیری تیغ نے روکا ہی ناکا شہرِ امکان کا   کہ چھپا پاہی تقضا کے ہاتھ پر خونِ شہیدن کا
دلِ پر داغ پہ حسرتون کا خون ہوتا ہے   لہو ٹپک ٹپک جاتا ہی رنگ اپنی گلستان کا
زبانِ حال سے کہتا ہی خنجر میان سے کھنچ کر   کہ گھر بیٹھے ہلتا ہے کوئی جی مرد میدان کا
مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا   مجھی سے پھر گلا اوٹھا مرے چاک گریبان کا
تکلف حسن کا ہر موے خطِ یار میں پایا   نظر آیا مجھے ہر مو میں جلوہ سلیمان کا
بہارِ تازہ دل دیکھ اگر شوقِ تماشا ہے   بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہی اس گلستان کا
نہ ہوگا بند جب تک نقدِ جان باقی ہی قالب میں   سخی کے گھر کا دروازہ ہی چاک اپنے گریبان کا
بہارِ کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھوں   نہیں اچھی نہ بوٹا خوشنما ہی اس گلستان کا
لکھے یکدست یہ مضمون سرِ دستِ حنائی کے   مخمس جو مرے دیوان میں ہی پنجۂ مرجان کا
نہ گھبرا اے دلِ وحشی سوادِ شامِ فرقت سے   کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہی اوس زلفِ پریشان کا
خیالِ عیش کر لینگے فلک نے گو چھپایا ہے   تصور نیست ہو سکتا نہیں ہی اہل زندان کا
ہمارا بھی قفس لے ساتھ جاتا ہی جو گلشن کو   ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا
منافق ہی شیخ دھوکے میں نہ آئیں ہم بیان تیرے   ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا
اچھلتا ہی کلیجا ڈوبتا ہے دل خدا حافظ   سمندر پھیرتا ہی جھیلنا تنہا ہے ہجران کا

مجھے کیا طول محشر ہے تمنا کو کی آنکھوں میں
ازل سے تا ابد پہلا پہر ہے روز ہجران کا

دہان گور سے آواز یہ کانوں میں آتی ہے
نہیں ہے کام اس گھر میں کسی ناخواندہ مہمان کا

نکلیگا دم نکلجائے مگر کھلنا نہیں ممکن
تری دل کی گرہ ٹانکا ہی ہے زخم پنہان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون بتا اے ناوک قاتل
کہ دو پیاسے نہیں ہے یہ ایک قطرہ آب پیکان کا

امیر آئینگے کیا کیا شمع رو راتوں کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر درکار ہے رنگین تکمہ گریبان کا
لگا لو لعل اس میں قطرۂ خون شہیدان کا

اسیر عشق ہوکر زمرۂ حسن طلب جان کا
چہکتا ہے قفس میں جا کے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مر کے ہاتھ آیا ہے ہمکو ملک ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہر خموشان کا

تمہارے بانکپن کی شان کچھ اس میں نکلتی ہے
کھنچے تو دوڑ کر منہ چوم لوں شمشیر عریان کا

دہوان اوٹھتا ہے داغ آتشیں سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہے بدلی میں ہلال اپنے گریبان کا

خیال خط میں اٹکی جا نکلتا ہون جو گلشن میں
لگاتا ہی ہزاروں برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتی رک گئی وحشت
اوٹھائی اوس نے چلمن ہو گیا پردہ گریبان کا

جہان معشوق ہو عاشق کہا جاتا ہے رنگ اپنا
سپید طوق قمری ہے دہوان سرو چراغان کا

یقین ہے بیچے بنتے ہو لبالب خون حسرت سے
اگر کاسہ بنا یکسن کا سہ گر خون شہیدان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو
درخت بے ثمر ہے یہ اوہی اوجڑا گلستان کا

دل گشتہ میرا دیکھکر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہے کو ہے کوئی بگولا ہے بیابان کا

کہان سامان تھا وحشت میں کہ تا سر رکھو لینا
دیا ٹانکا کو پیوند پھاڑ کر ٹکڑے گریبان کا

نہ ہے شوق شہادت امتحان گاہ محبت میں
قدم مرتے ہی ہاتھوں سے چھٹ گیا دل مرد میدان کا

دم رقص اوس پری نے دی جو گردش اپنے دامن کو
مری آنکھوں میں عالم پھر گیا تخت سلیمان کا

تکلف ہو رکھنے سے گستاخ نخوت فروشوں سے
کہیں دامن سے ہوتا ہے مقابل اونچا گریبان کا

وہ دیتے ہیں آنکھوں سے ذرا ایما اگر کر دین
نکالے شیر آنکھیں غزال اپنے بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتاب حشر کہتا ہے
وہ اک اوترا ہوا چھالا ہی اپنے داغ ہجران کا

نئی تقریب پریونکی بلانے کی ہی دیوانو
کسی صحرا مین عرس اک دن کرین چلکے سلیمان کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھیں لوٹ اوسکی جامہ زیبی پر
نگاہین کھیلتی ہین گیند اوس گوئے گریبان کا

وہ جی میں ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
دہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

بڑے نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہی مجکو اک پردہ نشین ہے دور دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا

نظر آتا ہی دلمین رنگ کیا کیا حسن خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک تختے مین گلستان کا

چھپا ہی عیب عریانی سے رخت جسم عریان کا
مرا داغ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا

کہین ضبط فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لب خاموش سے پیدا ہے صدمہ درد پنہان کا

صدا یہ قلقل مینا سے میخانے مین آتی ہے
کہ بخت سبز اک طوطی ہے مستون کے گلستان کا

نگہ اوڑتی ہوئی پریان پھنسانے کا ارادہ ہی
ہوا یہ جال پھیلایا ہی کیون زلف پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہی گل صدبرگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہار درد دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا

خیال طرہ بندھ جائے نہ کیونکر چور کی صورت
طلایہ پھر رہا ہی آنکھ مین خواب پریشان کا

عدم کو چل دیا خاموش جو عاشق ہوا اسیر
دہان یار دروازہ ہی کیا شہر خموشان کا

تمہارا غنچۂ رنگین خجل جب سے لگا ہون میں
چھپایا رنگ اترا دل سے اپنے غنچہ مرجان کا

ترا ممنون ہون اے ضعف پردہ رکھ لیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دست وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خط کوفی مین لکھو گور غریبان کا

تعجب کیا کمال شوق مین لپٹا جو مین اوس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسی کے جسم عریان کا

اسے کہتی ہیں پاس ناز الفت دیکھ اے قاتل
سیاہی تختہ تری تار کمر سے زخم پنہان کا

زنخدان پر جو انگشت حنائی یار نے رکھی
تو میں سمجھا کہ ہے سیب ذقن پھل شاخ مرجان کا

فراغ آگئے تو دیوانون سے یون ہم پیشہ تھا
اثر ہوا ہے پری یہ صحبت زلف پریشان کا

کہان جائینگے اڑ کر یہ پرو میری چالون سے
بچا در میں نہ ہو نگا جا کے درگاہ سلیمان کا

نصیب دشمنان قاتل کو سکتا ہو گیا شاید
کہ بسمل آئینہ دکھلا رہے ہیں چشم حیران کا

ہوا ہے زلف میں اک حور کے سودا یہ چمکا ہے
بیاض صبح جنت ہے سواد اپنے بیابان کا

امیر ایسا شگفتہ ہے ہجوم داغ سے پہلو
کہ ہر ناسور دل رخنہ ہے دیوار گلستان کا

نہ کھانا چاہیے کچھ بانکپن سودے مژگان کا
بہت اب نوک کی لیتا ہے ہر کانٹا بیابان کا

نہ چھوڑا تار باقی دست وحشت نے گریبان کا
دیا ہر چند بیٹے واسطہ یوسف کے دامان کا

حباب حوض رضوان ہے تختہ کوی جانان کا
قضا چھڑکاو کرتی پھرتی ہے خون شہیدان کا

شگوفے نہیں کھلتے میں اپنے گو کھروڈا سکا
نکل آیا ہے جوہر صاف شمشیر گریبان کا

بنا کر آئینہ پریون کو یون خود بین نکرنا تھا
سکندر کچھ تو تجکو پاس لازم تھا سلیمان کا

زمین ہو آب آتش خاک صحرا سے محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہے دل کی بیابان کا

تردد کیا ہے تمکو یہ تو دو ٹانکون نہیں اچھا ہے
عدو کا زخم دل کیا چاک ہے میرے گریبان کا

دبستان جنون میں جو سبق تھا درس تختی پر
وہ ای مجنون پر آورد وہ ورق ہے پھیر دیوان کا

نہ بھولے آپ کو بھولے جو دنیا کو تو کیا بھولے
پہنت ہوا گر پوری تو پھر یہ طاق نسیان کا

کسی عارض کا آئینہ ہے اپنا دیدۂ حیران
دل صد چاک شانہ ہے کسی زلف پریشان کا

ورا آیا سکے تیلی دیدۂ خورشید محشر میں
اگر اونچا اوڑا ذرہ کوئی اپنے بیابان کا

لب بام اوس پری ذبال کیا پھرتے سر کا
اوٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ میں کیوں بھڑک اٹھے ہو تم ایسا
اسی سے چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیابان کا

گھٹائیں غم کی چھا جاتی ہیں پر تربت مجنون کے
بلا ہی گرچہ کھلنا آپ کی زلف پریشان کا

ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے اوس گل کے ہاتھ اپنا
یہ باعث ہی کہ شکل حق نے بنایا پنجہ مرجان کا

او ترا ہی نہیں غصہ کسی دم چشم و ابرو سے
پریرویون پہ کیا تہا ہے سرکار سلیمان کا

خیال زلف و رخ ہی دن رات آنکھون مین پھرا کرتے
آ جالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا

مرے غم مین روان آنسو ہین آنکھون سے حسینون کے
یہ ماتم ہو رہا ہی گھر مین پریون کے سلیمان کا

انا الحق بولتی ہین قمریان حق سر کیا
جسے کہتے ہین دار اک سرو ہے اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ اے امیر اسکا ہے دیباچہ
سواد خامۂ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا
ہونا جو تھا وہ اے بت عیار ہو چکا

ترغیب دی شراب کی پینے کی کیون آ کے
حق تو یہ ہے میں پہلے گنہگار ہو چکا

اٹکھیلی کی چلے ہے چال اب شیخ
قسمت سے [illegible] وہ بیمار ہو چکا

بالین پہ میرے کس لیے آیا ہی اے طبیب
تجھ سے علاج درد دل زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا

زنجیر پا ہے ضعف سے ہر موج بوریا
شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا

افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی
جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا

اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے
امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا

جب آستان یار پہ حاضر ہوئے ہین ہم
دربان سے یہ سنا ہی کہ دربار ہو چکا

باقی ہزار شوق خط شوق نامہ تمام
قاصد کمر کو باندھ کے طیار ہو چکا

کافی ہے زلف جال پھنسانا ہی کس لیے
صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا

دنیا مین کون غم ہے نہین جسکو بعد عیش
آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا

دل لاو چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے
یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا

میرا سوال سنکے جو خاموش ہو رہے — مین خوش ہوا کہ وصل قرار ہو چکا
اب لب پہ لاؤن کیا ارنی صورت کلیم — محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہی کسکو حوصلہ اٹھائے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا — روز کا فتنے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا
دیکھین حورین بھی تو بیہوش ہون رندو تجھے — سیر کیسی تری کشتی کا تماشا کیسا
مے پیو شوق سے خالق ہی رحیم اور کریم — میکشو خوف ہی اندیشۂ فردا کیسا
آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان — دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا
جاے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین — نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا
نبض دیکھی تو حرارت سے جلا دست مسیح — تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا
نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے — گوشہ گیری سے ہوا شہرہ عنقا کیسا
آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی — اے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا
کبھی دیوانہ الفت نہ تمھارا سمجھا — لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیسا کیسا
شک نہین اس مین کہ ہی مصرع موزون قد یار — پر کمر بیچ سے غایب ہی یہ سکتا کیسا
جوش وحشت ہمین اوس دشت مین لایا کہ جہان — آہوے قیس نہین ناقۂ لیلی کیسا
کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف — دیکھین اس فن مین ہی تمکو ید طولا کیسا
تری تصویر خیالی بھی نہ آئی مری پاس — رہ گیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہی یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جاے گا جو وطن سے نکل گیا — بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا
ٹھہرین کبھی کجون مین نہ دم بھر بھی راست رو — آیا کمان مین تیر تو سن سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گور مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اوڑا دیا
کافور ہوکے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی ابل کے چاہ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے
انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا
بلبل کو ذبح کرکے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سگ یار نے کیا
ہر استخوان غریب کے بدن سے نکل گیا

ہے سبزہ رنگ خط بھی بنا اتو بوسے دے
بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پہ
قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا

مد نظر رہی ہمین ایسی رضای دوست
کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی مجھے خوش چشمونکی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف
جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھکے بزم سے کیا اوٹھ گیا امیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

۲۴ / ۱

وعدہ نہین ہے حشر کے دن کس سے دید کا
حصہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہان پلید کا
خون حسین غازہ ہے روے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

کچھ لیگئے مین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما
لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا

کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہے امیر
آئے جسے ہو ارادہ خرید کا

ہاں اے کلید دار قضا کھول قفل بخت
کچھ اس مین گھس نجائیگا ناخن کلید کا

کشتہ ہونکا کھیت کاٹ کی کہتی ہے تیغ یار
جامہ مجھی پہ قطع ہے قطع و برید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہے مرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا

کیا جانئے رہرون کا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو آپ نے نہ لکھا خط رسید کا

اے ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
اوچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جس دن رقیب پست
ناقوس قتل ہو پاسکے گا جل بس خرید کا

دل میرا اوسکے روے مخطط پہ چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہے بوی خون
آیا ہے لالہ بھیس بدلکر شہید کا

کیونکر کھنچون نہ مین طرف قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلی کی دید کا
ہے کوہ طور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور لطف ہے اب اوسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

دو دو شب فراق کا نقاش مجھسے لی
نقشہ جو کھینچنا ہو بعینہ یزید کا

مسجد سے سوے بتکدہ ای شیخ یون نہ کھینچ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب سے قاتل کے روز حشر
نالہ گلے مین پھنسکے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین ہم سے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبہ مرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اوٹھا زمانہ ذائقہ گفت و شنید کا

وہ یا دابن ساقی کوثر مین ہین یہان
شامی کباب بھن کے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھسے خنجر قاتل گلے ملا
دیکھا ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

عکس شبیہ کھینچئے رخسار یار کی
یہ بھی تو چھپا پتا ہے کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہاں سے جواب خط
بھیجا ہے نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

اس شکل سے ہیں کٹتی یوں اپنی زندگی
ہر دن ہی ہے جیسے روز گذر جائے عید کا

پوچھو نہ کچھ بہت دل زخمی کا کچھ حال
انشا قتیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کس دن نہیں ہیں چار گدا چار سپیاں
رزق اپنا اے امیر ہے توشہ فرید کا

جسکو سبب سمجھتے ہیں قتل شہید کا
کرتا ہے کون قصہ تک بھی یزید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
چاہیے شباب خون کے تیغ شہید کا

ہوتے ہیں تر پسینے سے آغوش میں حسین
پھولوں سے مجکو ڈھب ہے عرق کی کشید کا

اتراتے ہیں جو لوگ بہت کے لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید کا

بت جنکے وقت نزع نہ بالیں پہ میرے بیٹھ
ہوتا ہے آج تا کسے گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہنچ گیا
آتا ہے خط جواب نہیں خط ہے رسید کا

کرتا ہے شکل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو چرخ کا وہ چلن ہو مرید کا

گردن تو کیا نہیں مرے عضو کو خوف تیغ
ہل ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

کھولینگے لات مار کے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

نازک ہے دل ہیں وعظ کی مجلس میں جانے کا
ڈرتا ہے مجکو ذکر عذاب شدید کا

پیر مغاں نے مجکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہے اپنے مرید کا

باطن میں غم ہے عشرت دنیا ہی ظاہری
پہنے ہوئے لباس محرم ہے عید کا

سودے کی کچھ یہاں نہیں پرچھو باغباں
کیون اپنے ہاتھ صاف ہو قطع و برید کا

فاقے سے ہوں تو صاحب غیرت نہ کر گلہ
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

اٹھ اوٹھ کے بیٹھنے سے ہوئی کشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقات عید کا

ہر دل کو شوق اوس بت قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا
محتاج قفل میکدہ تھا اس کلید کا

یارب رہے وہ چاہ ذقن خط سے حفظ مین
گھیرے نہ اس فرات کو لشکر یزید کا

جی چاہے جس حسین کا لے ہمسے جنس دل
سرمایہ کم ہے توشہ فرید کا

دنیا پرست کیا رہ عقبے کرینگے طے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا

وہ مست ہون کہ بیٹے شب قدر کی دعا
روزے تمام ہون کہین نہ آئے عید کا

کس گلبدن نے ہاتھ سے سہرہ لگا دیا
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

ہونے نہ پائے غیر لپٹ کر یار سے
اللہ یون ہی روز گذر جائے عید کا

اپنی کہین کہ اوسکی سنین وقت نزع ہم
درد آکہ وقت تنگ ہے گفت و شنید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا

بک بک کے روز کھاتے ہین واعظ دماغ
سمجھے ہین شاید اسکو بھی توشہ فرید کا

بوسے کی لذت لب شیرین مری زبان
قفل دہن پہ اوسکے ہو دانت اس کلید کا

غلمان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
اولٹی ہے بات پیر ہے پیرو مرید کا

ضائع نہ جائے دل پہ جو کھایا ہے داغ غم
یارب چراغ ہو کسی تربت شہید کا

جاکر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
ہان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے مکر صاحب تجمل شدید کا
گاڑے تو زر مزار بنائے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
ڈورا جو باڑھ حد کا ہے وہ حبل الورید کا

اوس کوچے کے گدا سے تہیدست ہین ہم
رضوان سے ہے ارادہ جنان کی خرید کا

کرتی ہین دل کو خون اون آنکھونکی پتلیان
اون برچھیون کو ذوق ہی کس کی شہید کا

کیونکر نہ شل قفل کھلیگا دہان یار
اک دن کرے گی کام کلید کا

تحقیق درد دل کا کرونگا جو ہین ال
نکلیگا جملہ خبر مین ال حسن فرید کا

ہوا اوس سے بوسۂ لب شیرین کی کیا امید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خط عذار یار کا کیا وصف کیجیے
نو روز کا ہے زائچہ خطبہ ہے عید کا

باتین مری سنین تو یہ منہہ پھیر کر کہا
تا ہی کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا و کوہ کشتۂ الفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا

لیتی ہے بوسے عارض محبوب کے وہ لب
کافر کو بھی ادب ہے کلام مجید کا

جام میرے دل کا دکھا دے جو آئینہ
اوسنے زیادہ دون اونہین انعام عید کا

کندن سا رنگ یار دکھائے جو رخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا

کتنا ہے سخت قلب رقیب سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

نقش سے کم نہین ہی قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلوے بریدہ شہید کا

خط عارض نے دل اہل ستم توڑ دیا
ہیبت ابروے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا متحمل تھا کہان شیشۂ دل
وہ کہی بات کہ دل تونے صنم توڑ دیا

اہل محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جوڑا ترا ہم دیکھ سکین
رشتۂ الفت کا تری سر کی قسم توڑ دیا

دل نے اک آہ مین نابود کیا انجم کو
سب جتھا کھینچ کے شمشیر دو دم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی دروازے پہ
آسرا تونے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحۂ دہر پہ صورت گر قدرت نے امیر
اوسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

ہمسرِ زلفِ قدِ حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف قد مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن میں گرا دل ٹھہرا
بیٹھے بیٹھے پہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا

کی نظر روئے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہتِ گل سے پریشان ہوا اوسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کیطرف
دیر تک گوش بر آوازِ سلاسل ٹھہرا

حسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل
حشر تلوار سے بھولا مرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال
یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا اسے جوشِ جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دور جب تک تھے تڑپتا تھا میں کیسا کیسا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینتِ باغ نہ آرایشِ محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آتا ہے نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو لے صاحبِ محمل ٹھہرا

دم جو بیتاب تھا مدت سے مرے سینے میں
تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا

ہم بھی دور سے آئے ہیں تمھارا ہی یہ حال
گھر سے دروازے تک آنا کبھی منزل ٹھہرا

۳۴/۱
اب تک آتی ہے صدا تربتِ لیلیٰ سے امیر
سارباں اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا

گھٹ کے کفن نصیب جو بعدِ فنا ہوا
سرکارِ عشق سے ہمیں خلعت عطا ہوا

دریائے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
ترکِ خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا

بختِ سیہ نہ ضعف میں ہم سے جدا ہوا
قدِ خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا

میں مٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ مٹ گیا
سایہ سے خوب حقِ رفاقت ادا ہوا

پچھتا رہے ہیں خون مرا کر کے کیوں حضور
اب آپ خاک کڑھائیے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیان تو دیکھو مجھے قتل کرکے خود
اورون سے پوچھتے ہین یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بیسن ملنے سے بوے عشق
تصویر مین بھی رنگ ہی رخ سے اوڑا ہوا

ہی دل کا ہجر مین مری معشوق سے یہ حال
جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہین عضو تن
کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جدا ہوا

یاد کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ
کاٹے ہین اپنے بال ٹپا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دل عشاق کھنچ گئے
گیسو کا حلقہ بھی وہ ہین اژدہا ہوا

یہ صنعت سے سبک ہون کہ نقش قدم مرا
پڑتا تو ہے زمین پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اوسکو کہنے دکھایا غضب کیا
بتلا دے خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ بت
قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلا ہوا

خالی قدح دکھائے مجھے کیون نہ دور مین
ساقی کا دل ہے میری طرف سے پھرا ہوا

شاید خطا اوس ہتھیلی کی حلقے تھے جال کے
آتے ہی قید طائر رنگ حنا ہوا

ڈھونڈا نہ کب بہانہ مرے دل نے ہجر مین
ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ سے مصر کیا کہون
مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا ہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے
آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہی رشتۂ الفت کا توڑنا
یون قتل کر کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہوا سے ترک کچھ خبر
آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آنکھون پھرے ہے جلوۂ معشوق سامنے
ہے مدتون سے بیچ کا پردہ اوٹھا ہوا

اتنا تکی مرگ و زیست نہین ہی کسیکے ہاتھ
آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اوس گل گلزار حسن تک
دم مین پہونچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

ہو را آگئی نظر یہ پری کوئی دیکھ لی
سودا سا ہے امیر کو کیا جانے کیا ہوا

فراق یار نے بیچین مجکو رات بھر رکھا | کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ ادھر رکھا
شکست دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا | لکھا اہل وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا
برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی | اسے زیر قدم رکھا اوسے پیش نظر رکھا
شناسائے دیدہ و دل دونون ہیگر اشک خون میرے | عجب یہ طفل ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا
تمھارے سنگ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا | عزیز ایسا کیا مرکر اوسے چھاتی پہ دھر رکھا
جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو | سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہے حضرت نے کر رکھا
نہ کی کسنے سفارش میری وقت قتل قاتل سے | کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا
غضب ہے پھر وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے | جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا
بڑا احسان ہے میرے سر پہ اوسکی لغزش پا کا | گرا اوسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا
زمین مین دانہ گندم فشاندہ ہین ہم گوہر کے | ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو ور رکھا
ترے ہر نقش پا کو رہگذر مین سجدہ گہ سمجھے | جہان تونے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگون مے کیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابر رحمت جاے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سر سبز گلشن کا | تو بجلی طوف کرجاتی ہے پہلے میرے خرمن کا
وہ ہون جانباز مقتل بیگہان ہے مجکو گلشن کا | ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا رن کا
ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے | کہ یہ مجرا تو اسے سفاک حق ہے میری گردن کا
نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا | کیا نرگس کی آنکھون سے تماشا سیر گلشن کا
بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے | گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا
کبھی تاکیگا کبھی مہتاب تنہا سے نکلیگا | کھلا رہنا نہین اچھا ترے گھر کے روزن کا
بصیرت ہو تو انسان رمز سمجھے چشم و مژگان کی | لیے ہین تیلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا
کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو | ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

ہین اک پردہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون
مرے زخمون مین لازم ہے رفو ہو یوسف کے دامن کا

دھڑی مسی کی ہونٹھون پر جمی ہے خیر ہو یارب
کرینگے سیر گلشن رنگ اوڑ جائیگا آج سوسن کا

تہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجکو ہوش گردن کا

ملون کفار مین جا کر شکست کفر کی خاطر
بتون کو توڑنا ہے جیسے دلون مین برہمن کا

تردد کیون ہے یارونکو کہان گاڑین کہان تو ہین
جہان وہ پانون رکھدین ہے ٹھکانا میرے مدفن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رو دیتے
تمہین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جانبخش پہ مسی نہین اوسنے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اوسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

کھٹکتا ہون رستہ روک کر اوس شوخ پرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آگا باندھتا ہون جا کے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اوس صراحی دار گردن کا
گرا پھندا گلے مین گر گئی مے ڈھل گیا منکا

موے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہے بجلی بھی جو آتی ہے
ہنسی سمجھا ہے گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اوٹھا لون سختیان لاکھون کڑی ات ڈھیر سیکھی
مین رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہا ہے تیغ تران نقد جان اہل جرات ہے
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کہ جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ بڑھکے تسمہ میری گردن کا

تصور ہے حسین رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہے یا کمرہ ہے کوئی گنج گلشن کا

مسی مالیدہ لب کی ہے کلی جس جسکے اوسنے
قیامت تک رہیگا اوس مین پھول سوسن کا

وہ محو در والفت ہون کہ مجکو سیر گلشن مین
چٹکنے مین ہے غنچون کے مزا بلبل کے شیون کا

کرم فرما جو ہوا ابر کرم میری زراعت پر
بنے برق تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین در آخر
کہ غل ہے میکشون مین خاتمہ ہے آج ساون کا

پھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجھکو | کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کی جوبن کا

امیر آیا نظر جب چودہوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہی نقشہ اوسکے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسی کرتا | جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا
آبرو گر دیتیمی مین جو پیدا کرتا | گوہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا
ہاتھ رکھے مین اوٹھا زخم گلو پر دم حشر | مجھے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا
تو وہ بت ہی تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ | کبھی فرعون خدائی کا نہ دعوی کرتا
جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور | گردشین لاکھ ترا بادیہ پیما کرتا
نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کیطرح | خاک اس گلشن ہستی کا تماشا کرتا
خط پشت لب جانبخش نہین جای عجب | خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا
اے اجل دن ترے آنیکا جو ہوتا معلوم | کچھ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا
غم اوٹھانے کو بہت تھے ترے بندے یارب | کیا کمی تھی اگر اک مجھکو نہ پیدا کرتا

وہ جو امید بر آری پہ امیر آجاتے
پہلے مین ترک تمنا کی تمنا کرتا

غبار اوسکے لب بام تک بلند ہوا | ہوائے تند کا جھونکا مجھے کمند ہوا
جہان کسی کا دکھا دل مین دردمند ہوا | جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا
کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل | در کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا
برنگ اشک ندامت گرا جو آنکھ سے مین | خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا
گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول | جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا
کیا وفور معاصی نے حوصلے کو یہ پست | کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا
یہ دل مرا ہے کہ جس مین خیال یار ہے نقش | کبھی سنا ہے کہ عکس آئینے مین بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھ کی دوری ز دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا

چھٹک کے آئی وہ زلفِ سیاہ پرافشان
شب وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نہ پوچھ الفت خالِ سیاہ کا باعث
پسند اپنی ہی مجکو یہی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشق زار
جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھا کر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

برنگ شمع جلایا یہ سوز الفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشم حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالے لینگے تہِ شمشیر عریان حوصلہ دل کا
دہانِ زخم سے ہم چوم لینگے ہاتھ قاتل کا

تڑپنے مین دکھا جاتی ہی کچھ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہے جوہر کا برق نے بھی تیغِ قاتل کا

عجب کیا ہی اگر دون شہید ستون کھنچتا ہے
محلہ چھوڑ دے ممسک جو ہمسایہ ہو سائل کا

سفر مین یاد اوسکے مصحفِ عارض کی ایسی ہے
کہ ہر منزل پہ دھوکا ہی مجھے قرآن کی منزل کا

بھرا اشکون سے کیونکر دامنِ مقتل مین حیران ہون
نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا

یقین ہی دیکھتا عالم نہین سے شکل جو زنگی
در حسرت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا

کیا تو آب و دانہ ترک راہ عشق مین لیکن
بہت دشوار روزہ رکھکے طی کرنا ہی منزل کا

فنا داوس کی کہ عشاق مین منظر ٹھہرا
نئی سوجھی گلا بسمل سے کٹواتا ہی بسمل کا

بھلا کر یار تک کی الفت کیا برباد آنکھون نے
ٹھگون نے مجکو مارا راستہ بھٹکا کے منزل کا

سنو جبتک کہ حکم اوسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل اک جلاد ہے سرکار قاتل کا

حسینون کا گھٹا یا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہے اب خیمۂ لیلیٰ پہ محمل کا

اثر ہے ناتوانی کا یہانتک بعد مرنے کے
کہ رستم بنتے بنتے زال بنجاے مری گل کا

لگا خنجر جو سینے پہ ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

صدا ہی سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون بازوئے قاتل کا

رہِ الفت مین لی آئی ذقن کی دلکو آفت ہے
مسافر کی قضا ہی چاہ اگر ہو خشک منزل کا

امیر ایسا کیا بیتاب شوق قتل نے میرے
کہ ہے اوس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرتہاے بسمل کا
نگاہِ یاس بس کر دل بھر آتا ہی قاتل کا

نشان ای نامہ بر کیا پوچھتا ہی قصر قاتل کا
لگا ہے آئینہ ہر ایک در مین چشم بسمل کا

وہ قشقہ پر عیان ہی سحر اوس زہرہ شمائل کا
خط چاہِ ذقن ہی یا دھوان ہی چاہ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہی برہم میرے قاتل کا
چھری دیکر پکڑ رکھتا ہے بازو مرغ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہووا
اوڑایا ڈھنگ چپ کے آستین نیچے دست قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لے جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بیٹھلا و بلایا ہے جو غیرون کو
جدا دفتر سے رہنا چاہیے افراد باطل کا

زبان پر تذکرہ اوس تیغ ابرو کا جو ہی ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہے گلو سے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختیِ راہِ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرنا ہے طے دو لاکھ منزل کا

وہ گریان چشم ہی ہے آپ خود دلبر نیازی سے
بنا ہین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مری گل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہے پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہی سامان اگلی منزل کا

الٰہی بعد مردن بھی رہے مشق ستم مجھ پہ
لگا مین تیر جب تو وہ بنائین مری گل کا

کسی نقطے رخ بے نقطہ کب عالم مین دیکھا ہے
سنو تا کس طرح نقطہ رخ محبوب پہ تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو ادھا لطف یارون کو
تمھاری سرد مہری نے جمایا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائی تو ہوتا ہے زوال آخر
سوا ہے ایک شب کب ماہ کامل کا

وہ ہی خونریز عالم تو جو رکھدی ناز سے انگلی
تو عالم مرغ بسم اللہ میں ہو مرغ بسمل کا

کرو ہی اتنی نکر رسوا کریگی کیا قیامت میں
کہیں لی ہو سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو قاتل کا

الٰہی اشک بھر آتے تھے اونکی سرد آہوں پر
تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اونسے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہے غبار گور مجنوں نے
بگولا جو اوٹھا قبہ بنا لیلی کے محمل کا

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اوسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا
زد پہ تیر نگہ ناز کے آ رہنا تھا

سرخروئی بھی جو منظور تھا مثل حنا
دل کو اوس شوخ کے قدموں سے لگا رہنا تھا

ہو گیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا
باب توبہ کی طرح اوسکو کھلا رہنا تھا

شوق پابوس حسیناں جو تجھے تھا اے دل
نقش پا بنکے سر راہ پڑا رہنا تھا

چشم نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا
اے حیا تجھکو انھیں آنکھوں میں کیا رہنا تھا

بھولنا تھا نہ بہار چمن ہستی پر
رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

آئنے تجھ نے کھینچے کو تو کیا بھر پایا
جا پڑے تھے تو وہیں ہمکو پڑا رہنا تھا

نکلے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا
اپنے عالم میں ہمیں سب سے جدا رہنا تھا

تھی اگر برق تجلی کو نمائش منظور
بنکے شوخی تری چتون میں بنا رہنا تھا

کیوں گیا کوچۂ گیسو میں جو آفت میں پھنسا
میرے دلکو مری دہائی سے لگا رہنا تھا

تیغ اوسکی جو ہے مجھسے کشیدہ تو رہے
دامن یار کو مجھسے نہ کھنچا رہنا تھا

شاید اوس شوخ کے توسن ہی کو رحم آ جاتا
نیم جانوں کو سر رہ پہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
عشق کو حسن کے پردے میں چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنۂ محشر کو دوبالا ہونا
قامت یار کے سایے میں پڑا رہنا تھا

قتل ہوی قتل عسس محتسب شہر کے بانون
دست ساقی مین صراحی کا گلا رہتا تھا

ساز تھا مجھ سے جو آہ دل سوزان کو امیر
ابر غم بنکے مری گور پہ چھا رہتا تھا

کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جدا کیونکر ہوا
دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا

آشکارا راز حسن کبریا کیونکر ہوا
رہکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا

اے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے ناامید
تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا

وجہ حیرت اہل دنیا مین ہی اپنا حال دل
ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہوا

ہوش مین آیا جو اس اتنا نہ پوچھا کہ ہے کون
نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا

اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہی پھر محتاج بھی
تجھسے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا

نازا وٹھا ئیے یا لا ئیے حضرت کون ہین
دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا

پوچھ لے قاتل زبان تیغ سے سرگذشت
کشتے کس منہ سے بتا ئین کیا ہوا کیونکر ہوا

جیتے جی برسون مین تڑپا بیت لی تجھنے خبر
مرگئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

مین نما لو نگا کہ دی اغیار نے ترغیب قتل
دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا

خط لکھا تھا مینے میری ہاتھ کرنے تھے قلم
نامہ بر میرا سزا وار سزا کیونکر ہوا

لوٹنا دیکھا نہین جاتا ہے ہو نہ مرغ دل
ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہوا

دل اگر ہے صاف کچھ مشکل نہین دیدار یار
دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا

مین نما لو نگا یہ آئینے کا ہے سارا قصور
خود نجود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہوا

اوسنے کھینچی تیغ یان سر جھکا یا قصہ مٹا
خلق یہ کیون پوچھی ہے ماجرا کیونکر ہوا

چاٹتی ہے کیون زبان تیغ قاتل بار بار
بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا

داور محشر کو بھائی میری وسکی چھیڑ چھاڑ
چھیڑ کر پوچھا مکر کر کیا ہوا کیونکر ہوا

الفت گیسو بلا تھی مرگیا پھنسکر امیر

ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلا کیونکر ہوا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل مین نخچیر کا | رہ گیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا
وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا | چل دیا صیاد بیچارہ چھوڑ کر نخچیر کا
زخم دل ہمکو بتا دیتے ہین تیرے تیر کا | دام ہے نقش قدم بھاگے ہوے نخچیر کا
مجھ سے وحشی کا کھینچے مانی سے نقشہ دل کیا | رنگ صفحے پر نہین جمتا مری تصویر کا
ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون اٹھکے مین ہر ایک صبح | رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا
جب جھکا گردون کمر دل نے اوٹھایا بار عشق | بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا
ہون وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ | صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا
رات دن پہلو مین ہے کوئی نہ کوئی سیم تن | جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا
دشت وحشت مین چبھے ہین خار ایسے ہر قدم | پاؤن شانہ بن گیا ہے گیسوے زنجیر کا
جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈے نہ ہو کیونکر خراب | حال ہوتا ہے پریشان خاک دامنگیر کا
اہل دولت سے سوا ہے صاحب جرات کی قدر | سیم و زر سے تیز ہے نرخ آہن و شمشیر کا
حشر مین پائیگا خوش چشمون کی ایذا کی سزا | پوست کھینچا جائیگا صیاد آہوگیر کا
پھونکتی ہے مجھکو اوس گیسو کی ناگن کی پھپک | دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا
تو وہی ناوک فگن تیرا ہدف جا لگے جو ہاتھ | آپ اوڑکر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا
حلقۂ گیسو مین پائی نقد دل دیکر جگہ | دے دیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اوسکو ہے اسیر
سلسلہ پہونچا کہان جاکر مری زنجیر کا

ظالمون کو بھی ہوا ماتم تری شمشیر کا | روتی ہے منہ پر کمان رکھکر گلہ کر تیر کا
عارض تابان ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا | گیسوے پیچان دھوان ہے خانۂ زنجیر کا
آئینہ سکتے مین آجاتا ہے مجھکو دیکھکر | منہ تکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ ہے دل ہدف ابرو سے دو نیم
وار مجھ پر تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا نکالون پر چڑھے
ایک حلقہ ہے مری اور تری ہوئی زنجیر کا

توڑ کر سینے کو کاٹے ہے تری مژگان نے دل
توڑنا سینے میں تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعت دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھہ وہم آخر نہ اٹھا سخت جانی کا مزہ
پاس مجکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئے گا وان عاشق دلگیر کا

رنگ لایا جوش وحشت عشق چشم یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہے کیا کیا ہائے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اوگل پڑنا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اولٹا ہو گیا قط خامۂ تقدیر کا

گرم بازار تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقریر کا

مر گیا دیوانہ کل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسیکی ابروے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین کھٹکا آکے دم شمشیر کا

گردباد آسا ازل سے ہو گئین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے قاتل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ شکل سلاسل لپٹ گیا

اوس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جا کے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچون کی شکل ہو گئے فصل خزان مین پھول
مکتوب اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لب دریا جو پانون سے
زنجیر بنکے دامن ساحل لپٹ گیا

چمکی بیکس غریب کی صحرا مین برق آہ
رہزن سے ڈر کے رہرو منزل لپٹ گیا

لیلے تو محمل دل مجنون مین تھی مکین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروا سے ننگ عار نکر عشق میں آپ سے
پروانہ شمع سے سر محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہیں کھلتا کہنا
بات کہنا بھی تمہارا ہے معما کہنا

رو کے اوس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
ہنس کے پوچھے اگر تو پھر حرف تمنا کہنا

مثل بالتو نہ کہنے میں ہے کیا کیا کہنا
ہمری طرز خموشی نے سکھایا کہنا

اور تھوڑی سی شب وصل بڑھا دی یارب
صبح نزدیک ہے ہنا اونے ہو کیا کیا کہنا

پھاڑ کھاتا ہے جو غیروں کو جھپٹ کر سگ یار
میں یہ کہتا ہوں مرے شیر ترا کیا کہنا

ہر حباب سر قطرہ میں ہیں یہاں سو طوفان
عین غفلت ہے مری آنکھ کو دریا کہنا

و معنی رخ میں جو سنے شعر وہ ہنسکر بولے
شعر ہیں نور کی ہے نور کا تیرا کہنا

واسکو گے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
ارنی منہ سے نہ اے حضرت موسیٰ کہنا

کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہینگے منہ سے
اب اگر سچ بھی کہیں تم ہمیں جھوٹا کہنا

خاک میں ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
سچے موتی کو مناسب نہیں جھوٹا کہنا

کیسے نادان ہیں جو اچھے کو برا کہتے ہیں
ہو برا بھی تو اوسے چاہیے اچھا کہنا

دم آخر تو بیا دحشد اکرنے دو
زندگی بھر تو کیا ہے تمہیں تنہا کہنا

پوچھتے ہیں دیکھ کے اوس کو فرشتے بھی یہ
مرحبا وصل سے ملے کیا کیا کہنا

اے بتو تم جو اداؤں کے کرو سجدے میں
لب محراب کے نام خدا کیا کہنا

یہاں حسینوں کی جو تعریف کرو چپ نہ رہو
سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انہیں اچھا کہنا

شرح ہی سے بیان ہو جس جانب [illegible]
میرے اشعار کا الاؤں میں کہا کہنا

سامنے محفل تو اشاروں میں بتادیں جاناں
سیکھ تو چشم سخنگو سے لطیفا کہنا

گئے گزشتے میں رہا عشق کھلو میں آ دیا
جانداں تن کو مرے چاہیے تنہا کہنا

ہیں تمہ انکھوں سے بچا لا ابرو شیرا
آئی مہمان ہیں کانوں سے کبھی پیر کہنا

چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول امیر
ہو زمین سست مگر چاہیے اچھا کہنا

قدم قاصدِ جانان سے فخر خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگِ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا نگا نہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہے خدائے غفور کی رحمت
سبب جو تیغ مین آنسو اوس سے بہانہ ہوا

ریاضِ دہر مین پوچھو نہ میری بربادی
برنگ بو ادھر آیا ادھر روانہ ہوا

کمانِ حسن تھی آشنا سے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ الفت کا مین نشانہ ہوا

خدا کی راہ مین دینا ہے گھر کا بھر لینا
ادھر دیا کہ ادھر داخلِ خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان بس قناعت شکر
غبار راہ کے سر قبر شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دوشانہ ہوا

نشان تیر کہان صیدگاہ وحدت مین
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوی گل آئی
سمند ہوش مرا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہین
مزاج یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا

بچشم رنج سے دینار داغ مٹتے ہین
خسِ جگر کا جو چاک نہ ٹھہرا در خزانہ ہوا

یہ بد حواس کیا شوق جبہ سائی نے
کہ سنگ راہ مجھے سنگ آستانہ ہوا

زمین اوٹھائی یہ نالون نے سر پہ وقت سجود
بلند بام سے وہ سنگ آستانہ ہوا

پتا امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ ادھر سے ادھر زمانہ ہوا
وہ بت وفا پہ نہ آیا مین بیوفا نہ ہوا

سرِ نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجکو غم زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر مین چراغ خانہ ہوا

امید جا کے نہین اوس گلی سے آئیگی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق وصل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
ہوا ہے قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ کا دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا بہانہ ہوا

کوئی گیا دو جہان پہ ہم ہوا پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہو گئی کبھی جو ہوس
شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

حبیب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا ہوا آنکھ سے آنسو در یگانہ ہوا

حسد سے زہر تن آسمان مین پھیل گیا
جو اپنی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

چمن مین یون ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دور دورہ آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شب تپ
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے حصہ ہوئی یہ
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اوسکو میر کہتے ہین
یہ حسن و عشق تو اب ہے اوسی زمانہ ہوا

اوٹھا کے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس ترک سے دھیان آیا اوس رخ پرنور کا
آنکھ کے آگے سیکڑون آنکھا تھا شمع طور کا

لگ گیا بوسہ جو اوسکے عارض پر نور کا
ہم نے سمجھے پھول ہاتھ آیا نہال طور کا

بیٹھ اغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہو گیا ٹھنڈا مرہم کا فور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتے واعظ کو ضرور
لے چلون سنت بنا کر نذر کو انگور کا

آدمی فردوس کی پھولون ... کے طبع پہ یان
یار اوسکے نہ غلمان کے نہ حور کا

ہر قدم پر وادی وحشت مین ... دل یہ
الہی ... شوق ... ہے

کس قدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
... شیرین ...

ای حسین کیا منھ ہی پریونکا جو تیری منھ چڑھین
دیکھکر تجھکو اوتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہی جزا
ہی بڑی سرکار حق رہتا نہین مزدور کا

ہون وہ میکش باغبان تخم را مجھے پوچھ لگا
اک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دنیا جسکے سر پہ ہے اوسے راحت کہان
چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دوجی ہوا مین اوسکو آہ سرد کی
جوش خون گرم سے آیا ہی منھ ناسور کا

کب کی آچکتی قیامت یہ مرا احسان ہی
بند ہے دم سینے سے نالونکی بدولت صور کا

وادی ایمن مین تھی برق تجلی بیحجاب
حیرت موسی تھی پردہ جلوہ گاہ طور کا

سر وخلقت سے وہین ہی باہر آسکتی نہین
کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا

خیر جاری کا جو ہی اے حضرت واعظ خیال
وقف کر دو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا ہوتا اے امیر
ہاتھ آجاتا اگر دامن شب دیجور کا

کیا تڑپ رکھتا ہی شعلہ عارض پہ نور کا
لوٹتا آنکھون مین پھر جاتا ہی برق طور کا

داغ سینہ جل اوٹھے منھ پھک گیا ناسور کا
دھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا

ہی غضب کا شوخ وہ بت ہو جو صحبت دگھڑی
چٹکیان لے لے کے زانو لال کردے حور کا

بیٹھتا ہون صف تکیہ اوسکے حسن صاف کے
شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روز حشر بھی
رو دیا مین دل بھر آیا سنکے نالہ صور کا

میکش مفلس ہون پہلا مجکو دے ساقی شراب
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مرد بیمقدور کا

سے پینگے آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور
جام بھرے کا ہو خم ترشا ہوا بلور کا

عمر گذری ہے کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین
گھر مرا کیا قیدخانہ ہے شب دیجور کا

عاشق مژگان ہون مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش
لطف اوٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم مزے سے حسن کے واقف نہین کچھ ادہر و
نام ہی سنتے ہو منھ دیکھا ہی کس نے حور کا

جب بلندی پر پڑے دیکھے کہین انگور کے پھول
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا

ای خضر رندون کو کچھ مشکل نہین عمر دراز
آب حیوان گر نہین شیرہ تو ہی انگور کا

جلوہ حسن الٰہی اور ٹھہرا سکے کلیم
آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا

گور بھی بے گورکن تعمیر ہو سکتی نہین
کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا

آدمی کا منھ ہی جو دعوی خدائی کا کرے
بولتے ہین آپ حضرت نام ہی منصور کا

ہم وہ مے کش ہین کہا پیر مغان نے بعد مرگ
ہو مزار انگور کے سایہ مین اس مغفور کا

تو ہوا اے یار تو جنت جہنم سے مجھے
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منھ حور کا

عبرت اہل دول منظور ہے مجکو اسیر
بھیک بھی مانگون تو کاسہ ہو سر فغفور کا

جب سے باندھا ہو تصور اوس رخ پر نور کا
سارے گھر مین نور پھیلا ہے چراغ طور کا

جنت واعظون سے چلے کیون من نہ مجھ مجبور کا
مرہم کافور سے منھ آگیا ناسور کا

اس قدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا
بت بھی ہو جایا کبھی مینے تو سنگ طور کا

تجکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک سے
ہم بغل سمجھے ہوے پہلو دبایا حور کا

گور کا ذکر لیے ہے تیرہ و تار اس قدر
پڑ گیا سایہ مگر میری شب دیجور کا

حسن یوسف اور تیرے حسن مین اتنا ہی فرق
چھوٹ پہ نزدیک کی ہے وار تھا وہ دور کا

قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسی کا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا

چہرہ جانان سے شرما کر چھپا یا خلد مین
خامہ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لو گل کاٹتا ہے کون شمع طور کا

شفقت درد سے یا رب نیرنگ قدرت ہی عیان
مہر کے پیچھے مین ہے دامن شب دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ
خاک ہو کر سرمہ بنتا ہے پتھر طور کا

غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شور حشر
سونے والون کو جگا سکتا نہین غل صور کا

پوچھ لینا سے شب وطن کا حال اے اہل عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہوں او تھکا دور کا

تجربہ کرتے ہیں عدو جان کبھی فنا ہان حق
جھک گیا سر آکے پاے دار پر منصور کا

موت کیا آئی شب فرقت سے صحت ہو گئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہر رنجور کا

سوزیوں کو حادثوں سے دہر کیا خوف ہے
بارش باران سے گھر گرتا نہیں زنبور کا

چشم ساغر سبب ہر دم لہو روتی نہیں
ہچکیوں سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جانتے ہیں سیجا نہ عالم سے ہم سوی عدم
کہہ دو از خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا

کی نظر جب کدورت سے دیا خاموش وہ
ہے اثر گرد نگاہ یار میں سینہ ور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
گرد شب تاب میں عالم ہو شمع طور کا

مر کے یاران عدم کے پاس پہونچونگا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہے دور کا

یا رب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور سنکے کہا دل نے قبر میں
کس کی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہیں آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہیں یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

تعبیر معتبر کی ہے لازم بجا ہے تھم
زردار دشتے کو کہ کریں صرف زر بجا

ہیں ہم تو شادمان کہ ہے خط میں پیام وصل
بغلیں خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

تجکو نہیں جو انس محبت کہاں سے کیسے
تالی نہ تا ایک ہاتھ سے اے چیرہ بجا

نصرت ہے جو خوشی سے کہا اشک نے گر نہیں
ہر اونقشہ سے کبھی باجا اگر بجا

جاتا ہے قیام منزل ہستی نہ کچھ امیر
اوٹھے گئے ہم سرا میں کہ کوچ کا گجر بجا

ہوا ہے جو تن شب حجر دیدہ تر کا
چشمہ [illegible]

لکھوں میں حال جو اپنے خط مقدر کا
ورق سیاہ کروں آفتاب محشر کا

یہ کسکی یاد میں رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریاں ہی حوض کوثر کا

عصا امن ہے جیسے سیاہ کاروں کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا

عیاں ہی رجعت خورشید او شق قمر
یہ معجزہ ہے علی کا تو وہ پیمبر کا

جو صاف دل ہیں انہیں ہو سکے ہی ان
پسا نہ دانہ کبھی آسیا میں گوہر کا

مٹے نہ دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے میں ہو فرش سنگ مرمر کا

ہوا یہ کس قد موزوں کا باغ میں جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہے مصرع صنوبر کا

عبث ہے ناز بتو پران اسیروں کو
اوٹھا کے لائے ہیں کونا قفس کے گھر کا

شتاب کوچۂ جاناں کو رواں قاصد
زیادہ دیر نہ کر انتظار پیمبر کا

زباں پہ نالہ ہے جبتک ہیں اشک بھی جاری
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پاؤں لشکر کا

جو کام آئے ہیں مر کے بھی کسیکا ہنر
چراغ آئینہ ہو مرقد سکندر کا

حصول کیا جو لا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشاں ہی کیمیاگر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہی کیا مجھے دشمن
مقام خوف نہیں شیر پہ چھپر کا

جمال بھجئے سراپا ہے نور کی صورت
نہ پاؤں کی خبر اون کو نہ ہوش ہے سر کا

وہ ٹیک کے ڈھلک کر رہا ہے مجکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا

کہاں یہ سختی عالم کہاں دل نازک
غضب ہے شیشہ اوٹھا لو جو بوجھ پتھر کا

نہ آسماں سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

۴۹
۱

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا
سایے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
ہر گل پہ جیسے رنگ حیا یا چمن ہوا

انگلی کی طرح نیست جیسے تن ہوا
تن سے پیرہن ... اپنا کفن ہوا

یہ موشگافیوں سے ہوا آشنا عروسی تنگ
علم خدا میں جا کے نہاں وہ دہن ہوا

آوارہ میں ہوا جو جگہ دل میں تنگ کی
تم آئے اپنے گھر میں غریب الوطن ہوا

دنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب چمن ہوا

احوال گور و حشر میں مجھ پہ کھل گیا
خلوت سے جب وہاں طرف انجمن ہوا

دکھلا دے اے بت آج تو پھر خدا وہ شان
شیخ حرم پکارے کہ میں برہمن ہوا

خدمت کے وقت رو دیا اوس منھ پہ کھائے منہ
دریا چھلک چھلک کے وہ چاہ ذقن ہوا

غیروں کو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پر
اک حسرتوں کی پوشش ہمارا کفن ہوا

صد شکر قوت اتنی تو مجکو فلک نے دی
ہاتھوں سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا

خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکل آئینہ
مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا میں غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا

پہلی نگاہ یاس میں تو کاٹنے لگا
اے ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا

صیاد ہم کہاں وہ تماشائے گل کہاں
رو دی لہو نگاہ جو ذکر چمن ہوا

افشائے راز تا ہنوز بادہ پرستین
رندوں میں رخصت نہ کا [illegible] ہوا

ثم البدل نہ پاسکے انشد سے اسیر
دل ہو گیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

دوست جدھر [illegible] شب [illegible]
جب [illegible] کے گھر [illegible] ہوا

[illegible] ہوا
[illegible] ہوا

[illegible]
[illegible] ہوا

[illegible]
[illegible] وطن ہوا

[illegible]
[illegible] جان سے [illegible] ہوا

[illegible]
[illegible]

سو عکس آئینے مین پڑے اور ہٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مٹی نے جام بنکے اڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیر باغ وصل کہان اور ہم کہان
گولر کا پھول یار کا سیب ذقن ہوا

رکھتا تھا پاک پرسش روز حساب سے
اسواسطے عطا شہیدون کو دہن ہوا

چھانی ہے پھاڑ پھاڑ کے اوس مین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا
نظارۂ جمال سے بت برہمن ہوا

تار نگاہ و تار نفس سب ہوئے تمام
تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا

روئین لپٹ کے خوب مرے دل کی حسرتین
غربت مین میہمان جو خیال وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزان تلک
تو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا

اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہد معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے مین مست بہار چمن ہوا
جو گل بنا تھا جام شراب کہن ہوا

باہم جو ذکر زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر سے مجھے شوق چمن ہوا
برگ شگوفہ غنچۂ داغ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شگفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نیلا بدن ہوا

کیا دون جواب شکوۂ دل کا تمہین کہو
ملتے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہے کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب وار کھل گئین آنکھین فراق مین
یوسف کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطر غربت تڑپ گیا / منھ موڑ وقت واپسین بھی جو سوے وطن ہوا

جور سپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغ دل / بیدرد جانتے ہین شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی / حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا

احباب اپنے اپنے گھرون مین ہین محو عیش / کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا

صیاد قید مین مجھے کیا خواہش چمن / جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا

لیلی کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز / سینے مین لوٹ کر دل مجنون ہرن ہوا

لکنت نہین فراق ترا ناگوار ہے / لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا

مسی ملی جو اوسنے ہوا بدگمان مین / بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی امیر یہ ذکر خفی کی مشق / دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مر کر علو قدر سے عریان بدن ہوا / حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

دل عشق مین یہ جاذب رنج و محن ہوا / مانند داغ درد بھی جزو بدن ہوا

کسکا رخ صبیح یہ پرتو فگن ہوا / آئینہ وار ملک ختن لبن ہوا

دشت شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا / جن کیا فرشتہ بھی مین ل کہ ہرن ہوا

چارہ غم فراق کا کیا ہے سواے صبر / ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا مین بزخم شکر / ہر داغ تازہ مرہم داغ کہن ہوا

اللہ رے صفای طبیعت کہ بعد مرگ / گرد نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم / پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا

یاد تجلی رخ روشن جو دل مین تھی / فانوس شمع طور ہمارا کفن ہوا

ایسا ہوا ہے اب تو زمانے کا خون سفید / آیا جو لعل ہاتھ مین در عدن ہوا

افشاے راز وجہ جنون ہو بسرنگ گل / پو پھوٹنے سے چاک ہرا پیرہن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
میلا ابھی تلک نہیں میرا کفن ہوا

نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے
سمجھ بند کیا ہوا ہیں سراپا دہن ہوا

قسمت کے پیچ دیکھیے ان آنکھوں نے ار قبا
تار نگاہ زلف شکن در شکن ہوا

پلکیں جو گریۂ غم فرقت سے گر گئیں
مشہور طفل اشک دراصف شکن ہوا

گالی تو دی سوال پہ دشمن ہزار شکر
دست سوال جادۂ راہ سخن ہوا

باغ جہاں میں طائر مضمون تھے اسے امیر
جس دام میں پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

بے یار ابر میں ہیں دل افگار ہوگیا
بجلی کا کوندھنا مجھے تلوار ہوگیا

قیدی بھی جو تھا وہ دل سے خریدار ہوگیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہوگیا

اولٹا وہ میری روح سے بیزار ہوگیا
میں نام حور لیکے گنہگار ہوگیا

دروزبان جو وصف رخ یار ہوگیا
گل بلبلوں کا غنچۂ منقار ہوگیا

خواہش جو روشنی کی ہوئی مجکو ہجر میں
جگنو چمک کے شمع شب تار ہوگیا

کیا وادی جنون میں ملا مجکو بخت پست
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہوگیا

کفر آشنا کہاں ہی کوئی مجھ سا دوستا
سبحہ کا تار ہاتھ میں زنار ہوگیا

بادام چشم و سیب زنخدان کر وصف
خامہ ہمارا شاخ ثمر دار ہوگیا

گلیوں میں اب تو پھرنے لگا ہی وہ ماہرو
ثابت جو تھا وہ کوکب سیار ہوگیا

گلگشت باغ کی جو جنوں میں ہوس ہوا
چاک جگر سے وا در گلزار ہوگیا

احسان کسی کا اس تن لاغر سے کیا اوٹھے
سوسن کا بوجھ سایۂ دیوار ہوگیا

دریائے نیستی میں نہ ڈوبا میں بعد مرگ
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہوگیا

بے حیلہ اوس تک نہ تھا گذر محال
قاصد مجھے کے راہ میں بیمار ہوگیا

افسوس یہ گذر گئی فصل بہار بھی
طوق گران گلے کا مرے ہار ہوگیا

لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ دہر
عالم تمام وادیِ پر خار ہو گیا

جس رہرو نے راہ مین دیکھا ترا جمال
آئینہ دار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر مین ترک الفت مژگان کرون امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمین پہ آتے ہی تغییر ہو گیا
یہ طفل بے جوان ہوے پیر ہو گیا

پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئینہ
دیکھا جو اوس نگار نے تصویر ہو گیا

برباد قصرِ تن جو ہوا تنگیِ لحد
وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا

ہم وحشیوں کی پانوں سے اوڑ کر بھی یہ خاک
تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا

افشان کے ہجر مین جو چمک یاد آگئی
جگنو شرار نالۂ شبگیر ہو گیا

دل پھنس گیا جو اوسکے خط سبز تک گیا
یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا

گردش رہی ہزار زبان سے نہ اُف کرون
مین لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا

وہ طالبِ فنا ہون بنا جب کوئی محل
سمجھا یہ مین کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان
ہم پیر کیا ہوے کہ جوان پیر ہو گیا

آئینہ جمال سے سکتہ ہوا مجھے
تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا

زاہد ہوا بہشت مین محبوس دائمی
لو بے گناہ موردِ تعزیر ہو گیا

اوس حور کی گلی مین ہوا آنسوؤں کا ڈھیر
موتی محل بہشت مین تعمیر ہو گیا

ہمکو پھنسا کے زلف بڑھی غیر کی طرف
عنقا کا دام دام مگس گیر ہو گیا

جب مین جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر
اب شاعری جوان ہے تو مین پیر ہو گیا

بخت سیہ مرا جو ازل مین بنا امیر
صوفِ مداد خامۂ تقدیر ہو گیا

دل مرا کشتہ ہے یارب کس شہادت گاہ کا
ہر شگاف زخم دروازہ ہے بیت اللہ کا

حال روشن ہی ہمارے صدمۂ جانکاہ کا / شمع کے مانند دل پگھلا ہی اشک و آہ کا
پاسے استغنا سے تم ٹھکو کر لگا دو کے ہزار / سر نہ سجدے سے اوٹھیگا بندۂ درگاہ کا
رند مشرب کب کے پہونچے یار کے گھر زاہدا / تو پتا ہی پوچھتا ہے اب تک اوسکی راہ کا
عشق شیرین مین نہین فرہاد بھی خسرو سے کم / ایک عالم ہے محبت مین گدا و شاہ کا
عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہے مجھے / وہ بھی اک میدان ہے میری شہادتگاہ کا
کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے / کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا
ضبط غم کاوش نے تیرے دل کو تودہ کردیا / بنگیا پیکان سمٹ کر تیر اپنی آہ کا
فکر رہتی ہے یہی دل مین کیسے گھر کرین / تب جہانمین ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھر اللہ کا
منظر چشم اک تماشا گاہ ہے تیرا صنم / خلوت دل ایک حجرہ ہے تری درگاہ کا
کیا ہی موزون ہے طبیعت عشق قد مین بعد مرگ / سرو بنکر قبر سے نکلا ہے مصرع آہ کا
دیر مین حسن کا طالب ہے تو اے زاہد اگر / بت ہی ہین جو کچھ ہین آگے نام ہی اللہ کا
ہم کہان دنیا کہان کچھ یون ہی دلمین آگئی / دیکھیے چلیے تماشا اس تماشاگاہ کا
جانے بھی دو یہان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آج / چاک ہی ہونا ہے اچھا جامۂ کوتاہ کا
دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف برطرف / مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا
آرزو ہی نہ مطلب سے کبھی واقف ہوئی / اس دولھن نے منھ نہین دیکھا کبھی نوشاہ کا

اٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم مین امیر
دیر مین جلوہ نظر آتا ہے بیت اللہ کا

حسن اس شوکت پہ مجرائی ہی اوس درگاہ کا / رتبہ دیکھو عشق کی سرکار عالیجاہ کا
بے طرح اوٹھتا ہے شعلہ میری دود آہ کا / خوف ہے گردون کو جلجائے نہ خرمن ماہ کا
شیخ کعبے سے گیا اوس تک برہمن دیر سے / ایک تھی دونون کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا
ہر مہینے ضعف لیجاتا ہی کچھ کچھ زور تن / نوکری کب کی کہ دعوی ہے اسے تنخواہ کا

ہی صریر کلک مین اپنی یہ جان بخشی کا فیض
پست آوازہ ہی جس سے قم باذن اللہ کا

جا پہونچتا عرش تک ہی ضعف کچھ مشکل نہین
ہاتھ آجائے وزاجبکو سہارا آہ کا

ہرگلی اپنی نظر مین کوچۂ محبوب ہے
جیسے ہی آنکھونمین سرمہ اوسکی گرد راہ کا

اپنے در سے دور لیجا کر عبث کرتا ہی قتل
سر وہین پہونچیگا قاتل بندہ درگاہ کا

کچھ نہ سمجھے ہو نہ پوچھے ہو کہ وہ کیا چیز ہی
نام تمنے سن لیا ہے زاہدو اللہ کا

ای معلم تیرے اس طفل کی تیغ نگاہ
دیکھ ہوجائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا

مین اگر کانٹے دکھاتا ہون زبانکی پیاس مین
دیکھتے ہی خشک ہوجاتا ہی پانی چاہ کا

آج سے کھینچون تو آتے آتے مدت چاہیے
ضعف مین مشکل ہی دل سے لبتک آنا آہ کا

کیجیے عمر دو روزہ عشق ابرو مین بسر
قطع کرنا چاہیے شمشیر سے ابراہ کا

میرے دل کے آینے مین منہہ جو دیکھے ہین
قشقہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا

مرگیا ہون الفت قامت مین آہین کھینچکر
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ تد آہ کا

روے قاتل زرد ہوجائے نہ کیونکر خوف سے
سرخ آندھی ہے غبار اپنی شہادتگاہ کا

ذکر حق مین سب حوادث سے ہون محفوظ ای امیر
ہی حصار امن گنبد مجکو بسم اللہ کا

نور وحدت سے یہ عالم ہی دل آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا

تا لب دریا ہو دیدار ایک شب ماہ کا
رزق ماہی بیجیے لکھ لکھ کے نام اللہ کا

خوب ہی منہدی رچی خوف شہید ناز کی
خنجر قاتل پہ عالم ہے کف نوشاہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحر فنا ہی لا آلہ
ہے ابھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

مصر دل مین تجھ سے یوسف کو کیا ہی بادشاہ
اے یہ یرو مین تو دیوانہ ہون اپنی چاہ کا

اسقدر دل پر تصرف کیا سبب کون ہین
ایک گیا ہے کیا تو سنگی ہاتھ گھر اللہ کا

بساونکی رقص پر اوس طفل کا ہی لوٹ دل
اب شہادتگاہ مین عالم ہی بارگاہ کا

حق رسی چاہیے تو ہفتاد و دو وا سے گذر
منزلین طے ہون تو حاصل ہو بیت اللہ کا

دیکھ کر یافت و کمر اوس بت کی آتا ہی خیال
رہرو راہ عدم کو بھی خطر ہے چاہ کا

ساکن مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد
پیچ مثل مشہور ہے سیدھا ہی گھر اللہ کا

خط عارض کر رہا ہی حسن عارض کو تباہ
لوٹتا ہی لشکر شاہی اثاثہ شاہ کا

صحبت احباب یا دربار یا سرکار ہو
بات وہ کیسے بھلا ہو جسمین خلق اللہ کا

پیاس شیدا ہی زنخدان کی بجھانا چاہیے
حیف ہے پیاسا جو رہجائے کبوتر چاہ کا

آنسوؤں کا جوش یہ ذکر الٰہی مین ہوا
بنگیا سر و کنار جو الف اللہ کا

گوہر مقصد ملا بحر سخن مین ڈوب کر
تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

ہے چشم ابر کیون قطرہ ترسے ہو گیا
تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی لو گیا

ہر کشور عدم مین خدا جانے سیر کیا
آیا نہ پھر کے منزل ہستی سے جو گیا

اب بلبلین چمن مین کہان آگئی خزان
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم
اوس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیال خط سبز مین جو عمر
سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

سمجھا شرار آتش گل سے نہ ایک خس
پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی
جاگا تمام شب مین دم صبح سو گیا

ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا
ابر آکے خاک گور پہ ہر سال رو گیا

احوال جس مین تھا دل گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بت مغرور رہا
حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمر رفتہ کے تلف ہونیکا آیا تو خیال / لیکن اوس صدمہ کی تلافی کا نہ مقدور رہا
جمع کسدن نہوئی موسم گل مین میکش / روز ہنگامہ تہ سایۂ انگور رہا
گردش بخت کہان ہمین لائی ہے کہان / منزلون وادی غربت سے وطن دور رہا
راستبازی کہ اگر ناموری ہے درکار / دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا
وہ تو ہے چرخ چہارم پہ پہنچ سکتے ہیں پر / پیچ ہے عیسے سے کبھی بالاتر افرودر رہا
فصل گل آئی نکتے صحن چمن مین سو بار / اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا
جلوۂ برق تجلی نظر آیا نہ کبھی / مدتون جا کے مین زیر شجر طور رہا
زلف و رخ دونون ہین جاتے سے جوانی کے خبر / مشک وہ مشک کا فور وہ کافور رہا
غول صحرائے ہراساتھ نہ چھوڑا شب بھر / لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفل جانان مین اسیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آ سرا زیر زمین اسکے تن بیجان کسکا / شہر بیگانہ ہے یان کون ہے پہچان کسکا
نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل / نہین معلوم مرے دل کو ہے ارمان کسکا
حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر / پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا
غیر کا حال سنون مین یہ مجھے تاب بھی ہے / ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا
واسطے ہر وقت ہمارا بھی ہے اغیار کا بھی / دیکھیے حصہ ہے وہ سیب زنخدان کسکا
جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح / چھو کے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا
کنگھی ہوتی ہے کسی دم وہ خفیف صحت ہی نہین / کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا
غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا / عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا
صورت گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر / یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا
منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم / کوے الفت مین ہے باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا
سامنا تو نے کیا اسنے مہ تابان کسکا

سحر نے ہی رخ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھ دیکھ کے اوٹھا ہی سلیمان کسکا

ہو ہی ہی تری رفتار سے پامال جو خلق
تو نے سیکھا چلن اے کبک خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابع فرمان کسکا

بن دندان سے ذرا کر چمن حسن کی سیر
بکھرے ہے خبائے لب و سیب زنخدان کسکا

اس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہی اوٹھائے اسکا کوئی احسان ہوگا

جب تلک ہست تھی دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا

نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہے تو
چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہمپہ یہ حال
رگ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہے نہین صلح کی بو
دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دی سزا مجھسے طلب کر نہ صفائی کے گواہ
کوئی میرا نہین ہے سارا زمانہ تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر قضا سے دل زار
بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا

دست نازک سے اوٹھا تیغ نہ بھاری قاتل
ہاتھ چھو لیگا اوتر جائیگا شانا تیرا

اینٹھ پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
کبھی اے حسن جوانی تھا زمانہ تیرا

اے صدف چاک کریگا یہی سینہ اکدن
تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا

مہندی ملتی ہے جو مشاطہ تو کہتا ہے وہ شوخ
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دل عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا
ہے ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا کیجیے نالے کب تک
شور سے طالع خفتہ ہے جگانا تیرا

سوے قاتل جو تو ہوتا ہے رواں تو تو قضا
جان نے دم بھی عدم کو ہے روانہ تیرا

اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور
پیش جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھسے ہمسے عداوت نہو اے فلک شقی
ہمنے کہنا کبھی چھوڑا نہ کبھی گانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر
اب تو ہے ملک معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہے یہ نازادسکی کبریائی کا
کہ لے اوڑا ہے مجھے شوق خود نمائی کا

قلق ہوا نہ مجھے صیاد کی جدائی کا
یہ چہچہے نہین افسوس ہے رہائی کا

غرض کیون نہو داغ اوسکی بیوفائی کا
کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا
مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا

ہٹاؤ آئینہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے
کہ خود ہی دیکھوگے حسن اپنی خود نمائی کا

خدا کرے کہین جلد آئے روز شادی وصل
لباس ماتمی اترے شب جدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈتے پتا نہ لگا
ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھ جام مین ساقی کے کیا ہے ای زاہد
بھرا ہے اس مین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے ساری جھگڑون کا
زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئے گی
چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا

شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جائے وہ پورا ہے آشنائی کا

مجھے ہماری لگا ہون مین کیا درازی حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شب جدائی کا

مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا
بتون نے کاسہ اوسے کر دیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہے آپ جائین وہان
یقین ہے یہ اوسے میری نارسائی کا

کھنچی وہ تیغ تو خوش ہوکے مجھسے دل نے کہا
وہ دیکھو گھاٹ ہے دریاے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر

چلن دکھانے کو آتی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
فریفتہ ہوں اس انداز دلربائی کا
ہوا وصال تو صدمہ ہوا جدائی کا
کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو میں کہتا ہوں
میں آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
بار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا
نگین آیت سجدہ ہوئی ہے پیشانی
لپٹ گیا سگ جاناں ہمارے دامن سے
وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہیں
ہمارے دلمیں وہیں گدگدی ہوئی پیدا
اوٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
گھر کے گر دیتی ہے میرے دلکا ملال
حیا تو اوسکو بٹھائے ہزار پردے میں
پہنچ سکا نہ وہاں نامہ بر تو دل نے کہا
یہاں ہے ذوق اسیری میں مجھہ پہ لُٹ
کسی طرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے

امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا
شگستگی نے کیا کام مومیائی کا
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا
کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جدائی کا
جنون کے ہاتھ میں دامن ہے پارسا
اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہ سائی
لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا
یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا
جہاں کسیکو سنا ذوق دلربائی کا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگیا جدائی
غبار میں بھی ہے عالم وہی صفا
نگہ جو ٹھیرے وہ ہے شوق خودنمائی
کہ اوس سے شکوہ لکھو خط میں نارسا
وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے رہا
کہیں پہاڑ سے ہے سخت دل جد

اوٹھو امیر نہیں مانتے کی وحشت دل
یہ عذر لنگ تمہاری شکستہ پائی کا

کیا تھا کس سے گلہ میں نے کج ادائی کا
دکھاؤ جلوہ جو دعوے ہے خودنمائی کا

مجھے تو شوق ہے اسکے جنگجو لڑ
مجھے یقین نہیں آتا کسی سنا

کمال حسن نے بے پردہ کر دیا اوسکو
تحمل پڑے سے یہ ہوا ذوق خود نمائی کا

ہماری آہ رسا لامکان میں دم لیتی
مگر نصیب میں تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر میں کروں جا کے شکر کے سجدے
ملے جو اذن در بت پہ جبہ سائی کا

عجب طرح کی ادا انداز ہے خرام ظالم
کہ رنگ دو میں پڑا تفرقہ جدائی کا

سنے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار
لہو رلائیگا ہنسنا چھپائی کا

نقاب یار نے اولٹی ہے حضرت ناصح
یقین ہے فاش ہوا اب پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اوسکے آستانے پر
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا

چلی ہے تو ہمیں صحرا کو لیکے اے وحشت
مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا

سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ
پھسل نہ جائے کہیں پاؤں خود نمائی کا

میں درد دل بھی شب وصل کہہ نہیں سکتا
کہ ہاتھ آئیگا پہلو اوسے جدائی کا

کہیں سے ہاتھ شراب آئی ہے کہیں سے گزک
مزہ ہے کوے خرابات میں گدائی کا

چلوں وہ چال رہ عشق میں کہ خار تو کیا
سراغ پائیں نہ چھالے برہنہ پائی کا

وفا کے ذوق میں ہے یہ بھی وہی ڈرتا ہوں
گلہ نہ منہ سے نکل جائے بے وفائی کا

گذر نہیں ہے حرم میں تو دیر کو چلیے
امیر کام کہیں بند ہے خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا
مزہ میں کیا کہوں آغاز آشنائی کا

کہاں نہیں ہے تماشا تری خدائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

وہ ناتواں ہوں اگر نبض کو ہوئی جنبش
تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہے قبا انکی
کہ بند بند ہے خواہاں گرہ کشائی کا

کماں ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفاں میں
کہ تیر صید ہے یاں دام نارسائی کا

وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تو بنے
سمٹ کے وصل کی شب تل رنج جدائی کا

ہزارون کافر و مومن پڑے ہین سجدے مین
بتون کے گھر مین بھی سامان ہے خدائی کا

تمام ہو گئے ہم پہلے ہی نگاہ مین حیف
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

نہین ہے مہر لفافہ پہ خط کے اے قاصد
یہ داغ ہے مری قسمت کی نارسائی کا

نقاب ڈال کے اے آفتاب حشر نکل
خدا سے ڈر یہ کہین دن ہے خودنمائی کا

نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین
یہ ذوق ہے ترے ناوک کو دلربائی کا

ہر طرف سے کوئی جا کے کوہکن سے کہے
نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا

کہا جو مینے کہ مین خاک راہ ہون تیرا
تو بولے ہے ابھی پندار خودنمائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ جست خیز کرین
کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیر روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگئ دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا
ہر نفس کو میرے سینے پر گمان قبر تھا

کیون ہوا عاشق جفا پر گر نہ تجھکو صبر تھا
اے دل بیتاب کیا تجھ پہ کیسا جبر تھا

نازنین کیونکر نہ جاتے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

تابع بت تھا ہمین دل نے بڑا دھوکا دیا
ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا

تنگ خاک دہر پر سو جگہ مر گیا
جو کھلا گل باغ مین سہرا چراغ قبر تھا

تجھکو بھی اک سنگدل محبوب سے پالا پڑا
یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ میرا صبر تھا

بار بار اوسکی گلی مین کیون نہ جاتا اے امیر
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگ اثر ہوا
اوس گل نے پی شراب تو مین بیخبر ہوا

سرمے کی طرح چشم بتان مین نہ گھر ہوا
مین مثل میل سرمہ عبث دربدر ہوا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہاں — اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا

راہِ درازِ کوچۂ جلاد قطع کی — قصہ ہماری زیست کا یوں مختصر ہوا

فرصت ملی نہ گردشِ پست و بلند سے — سوئے کبھی جو پاؤں تو دوران سر ہوا

اللہ ری نزاکتِ جاناں کہ شعر میں — مضمون بندھا کمر کا تو درد کمر ہوا

کچھ خاک ہو گئی جو مجھ آوارہ کی شریک — چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا

سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوزِ عشق — پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا

پیسا کسیکی آنکھ کی گردش نے اس قدر — میں خاک ہو کے ذرۂ گرد نظر ہوا

چلائیں بلبلیں جو چمن سے چلی بہار — نکلی دلہن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

نازک دلوں کو ہے سخن نرم بھی بہت — پتے کو قطرہ قطرۂ باراں تبر ہوا

شادی نے شکلِ گل ہمیں دکھلائی شکلِ غم — ہنسنا ہمارا باعثِ زخمِ جگر ہوا

پیری میں ہے یہ ضعف کہ پلکیں بھی چھپر بنیں — صیدِ نگاہ طائرِ بے بال و پر ہوا

مضمون اگر رسا ہے تو آئیگا تا زبان — خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا

ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم میں — آئی دلہن جو گھر میں تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آ کے کیا امیر
ایسی خبر سنائی کہ میں بیخبر ہوا

دل میں جب مہمان خیالِ لبِ جاناں ہو گیا — آنکھ میں خوابِ پریشان سنبلستاں ہو گیا

اس قدر شرمندہ پیشِ روئے جاناں ہو گیا — مہر گھٹ کر دامنِ شبنم میں پنہاں ہو گیا

دل کسی کا ہاتھ میں لانا ہے دولت کی کیمیا — یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیماں ہو گیا

کیا ہماری گور پر ہے احتیاجِ روشنی — چار جگنو جب چمک نکلے چراغاں ہو گیا

دل نہ مجروحوں کے ٹھہرے تڑپا کیے قاتل کے بعد — چٹکیاں رہ رہ گئیں خالی نمکداں ہو گیا

جا کے تنہا اور بھی صدمے اٹھائے باغ میں — پھول جو بھولا مجھے داغِ عزیزاں ہو گیا

غیر فردوس کل کے بالونمین کنگھی کی کبھی
مثلِ سنبل تار تار اپنا گریبان ہوگیا

ضبطِ غم سے طرفہ دولت سرخروی کی ہوئی
خون ہوکر دل مرا لعلِ بدخشان ہوگیا

عشقِ گیسو مین ہوا سامانِ غم سامانِ عیش
خواب آنکھون مین اگر آیا پریشان ہوگیا

اوسنے جب تیوری چڑھائی کر لیا مجکو شکار
گوشۂ ابرو کمانِ تیرِ مژگان ہوگیا

وجہ رسوائی نہ تھا دلمین نہ تھا جبتک کہ عشق
آگے مضمون لفظ کے جامے مین عریان ہوگیا

ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتش ترسے جو اے ساقی گریزان ہوگیا

اوجِ ہمت ہے بقدرِ بے سروپائی یہان
جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہوگیا

سوزِ غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا مجھسے حال
جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہوگیا

ای جنون کہتے ہین اسکو اتحادِ حسن و عشق
جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہوگیا

قید مین آ نکلے جب لختِ دل اشکون کے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہوگیا

پھیر لاکھون کھائے میدانِ محبت مین امیر
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہوگیا

اوجِ دولت دیکھیے کیا سوزِ ہجران ہوگیا
داغ سر پر خاتمِ دستِ سلیمان ہوگیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہوگیا
کاروان آنے سے تیغِ حسن ارزان ہوگیا

اب کہانتک میرے تڑپانیکو چھڑکیگا نمک
ہر دہانِ زخم اے قاتل نمکدان ہوگیا

میری چشمِ تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہوگیا

تم کھلے بالون جو آ نکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہوگیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانندِ گل
ٹکڑے دامن ہوگیا پرزے گریبان ہوگیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذبِ شوقِ قتل
جب گلے سے لگ گیا خنجر گریبان ہوگیا

وحشتِ گیسو مین جا نکلے سوئے صحرا جو ہم
پیچ کھاکر جادۂ رہ مارِ پیچان ہوگیا

تھا مسلمان جب تلک مشتاق کافر تھا وہ بت
پھر ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہوگیا

سوزنی پہ مجھکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین — شامیانہ سایۂ نخل مغیلان ہوگیا
سنگئی اونکی بناوٹ سے ہماری جان پر — پانچوین گو کہہ دیا تھا تو پیکان ہوگیا
خوبرویون سے نہین خالی زمانہ اکدم — مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا
کیا اثر ہے جو بہایا دلبر لعلین مین اشک — گرتے گرتے آنکھ سے لعل بدخشان ہوگیا
کیا تبسم نے ترے کی ہے رشک گل جگر نمک — صحن گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا
ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اڑجاتا ہے آتی ہے بہار — دامن گل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا
عشقبازون سے پھری رہتی ہے تو اے چشم یار — تجہسے برگشتہ بجا ہر موے مژگان ہوگیا
ضعف سے مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین — ت ہر خم حلقۂ زنجیر زندان ہوگیا
حسرتین خون ہوگئین دل مین تو لایا عشق رنگ — داغ دل کا لالۂ گنج شہیدان ہوگیا
جب نقاب الٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم — پڑگئے پردے وہ رخ آنکھون کے پنہان ہوگیا
اونکا نظارا اسکو کہتے ہین ہجوم درد و غم — تنگی دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا
کیا رہین گلزار مین ہم وحشی نازک مزاج — نکہت گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہو غنچہ تو اوس سے صدا آئی امیر
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گل نیا ہر ایک نقش پا سے خندان ہوگیا — یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا
تشنگان عشق کے لب بھی نہونے پاے تر — واے قسمت خشک وہ چاہ زنخدان ہوگیا
بوسۂ گیسو پر اوسنے ذبح کر ڈالا مجھے — ایک کافر کے لیے خون مسلمان ہوگیا
اے پری بل ڈالکے زلفونمین غضب تونے کیا — اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا
ہم دیوان مین یہ مضمون دل مردہ لکھے — صفحہ صفحہ تختۂ گور غریبان ہوگیا
کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار — بسملون سے اوسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا
پڑگئی جسکی نظر اوس پہ وہ دیوانہ ہوا — حسن انسان بلاے جان انسان ہوگیا

پنڈلیوں تک آب خجلت مین پڑے وہ غرق ہین
آفتاب حشر وہ رخسار تابان ہوگیا

لخت ہاے دل کی یہ کثرت ہے تیرے دور مین
کوڑیون کے مول ہر لعل بدخشان ہوگیا

وحشیون کی پستی قسمت نے پھیلا دیے پاؤن
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہوگیا

دیکھکر رنگ خزان مین باغ کے در سے پھرا
ہر نہال خشک مجکو چوب دربان ہوگیا

آسیاے چشم لیلے نے یہ پیسا دشت مین
بخت مجنون سرمۂ چشم غزالان ہوگیا

مر گئے ایذاے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درمان ہوگیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضوے آب پیکان ہوگیا

پیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیے
ہر ستون کھا کھا کے بل شاخ غزالان ہوگیا

نامۂ اعمال ہے جب تک نہین ملتا امیرؔ
میرے ہاتھ آیا یہ اور سر اگریبان ہوگیا

بے نشانی کا ہمین ای ہیچ سزاوار نہ تھا
دہن یار نہ تھا کچھ کمر یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جب تلک دل کو سنبھالو نہین دلدار نہ تھا

جب کہا اوس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اوٹھکے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
اوٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار ہون مین
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تاب جلوے کی نہ آئی جو کسیکو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا

جوش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتی ہے بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سروہی کے اگر چل جاتے
پھر تمھین مجھسے مجھے تمسے سروکار نہ تھا

آنکھین پتھرا گئین موسی کی نہین تو سر طور
کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو ہے کیون خاموش
دم اعجاز تو قفل دہن اے یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی
ہمسے کھنچنا تجھے اے خنجر خونخوار نہ تھا

کیا ذرہ تجکو ملا دیکے فلک مجکو شکست — عہد ساقی مین نہ تھا توبہ میخوار نہ تھا

خون ناحق سے چھپایا تھا غضب کا لاکھا — لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا

مجکو کیون پیچ مین لایا دم آرائش حسن — کچھ تری زلف کا طرہ تو مین امر یار نہ تھا

وقت پر مین نہوا کوئی امیر آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا — کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا

کوثر کا جام کبھی ترے مقتول نے پیا — پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا

کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون — دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا

بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم — اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر — چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا

سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو — صیاد آشیانہ بلبل جلا گیا

جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کب — جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا

اوس بت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہے — نالہ کیا تو عرش خدا تھرتھرا گیا

توڑی تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے — ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا

موسی اسی پہ دعوی دیدار تھا تمھین — دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا

ہوش و حواس جانیکا اے دل گلہ نہ کر — تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا

ابرو کا شوق کوچہ قاتل مین لیگیا — کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا

گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق — پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیال رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نواز یون یہ خدا سے کریم تھا — کرتا نہین گنہ تو گناہ عظیم تھا

باتیں بھی کیں خدا نے دکھایا جمال بھی
اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا

کیوں تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل
میں بھی تو اک نیاز گذار قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو در گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

کیا رنگ اوسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
دوزخ ہے آج کل جو ریاض نعیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
قاتل سے بڑھکے خنجر قاتل کریم تھا

کیا کیا نہ آفتوں کے رہے ہمکو سامنے
یارب شباب تھا کہ بلاے عظیم تھا

بیٹھا جہاں فقیر وہاں فرش ہو گیا
سایہ مرا لیے ہوے میرے گلیم تھا

دنیا میں کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر میں کتنے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

اب کون ہے جو منزل الفت میں ساتھ دے
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار میں مگر
دو اک قدم بڑھا ہوا پاے کلیم تھا

لاتے کبھی ہمارے قفس تک بھی بوے گل
ٹوٹا ہوا نہ پاؤں ترا اے نسیم تھا

ہوتا نصیب سے کہیں نقد عیش کیا
زیر زمین بھی دور سپہر لئیم تھا

کیا چاہتا میں فیض کہ انجم سے آسمان
اک تودۂ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا میں چمن میں ہوا خواہ گل امیر
نام صبا کہیں نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ میں بھی فیض عمیم تھا
محفل میں شمع تھا میں چمن میں نسیم تھا

کچھ اونکو زیب گوش کی حاجت تھی مگر
منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا

آنکھیں تھیں اپنی نور تجلی سے آشنا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا

تیرے مریض غم کی نہیں آج کچھ خبر
سنتے ہیں کل تو حالت نہایت سقیم تھا

دنیا کا حال اہل عدم سے یہ مختصر
اک دو قدم کا کوچہ امید و بیم تھا

ہم اپنی دھن میں مست تھے کیا جانیں شیخ جی
کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا

سامان عقبیٰ کیا ہیں کہوں مختصر یہ ہے — بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو خم میں بیٹھ رہا مثل درد مے — تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطوں حکیم تھا

واقف وہ حال سے ہو جو رکھتا ہو کچھ غرض — کیا جانیں ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجھکو وصل میں نہیں آیا تھا ای پری — سرمست بوے گیسوے عنبر شمیم تھا

گلگشت میں نقاب اولٹتے وہ رخ سے کیا — شرم آتی تھی صبا سے لحاظ نسیم تھا

رنگ چمن بہار میں بلبل سے پوچھیے — گل کا زمیں پہ پاؤں نہ مثل نسیم تھا

الفت کی دل جلوں کو وہاں نیند آگئی — حسن خانہ تھا کہ طبقۂ نار جحیم تھا

کرتا میں درد مند طبیبوں سے کیا رجوع — جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے امیر — کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیر سایۂ امید و بیم تھا — جسدن جحیم تھا نہ ریاض نعیم تھا

سوراخ کیوں ہیں سینۂ گوہر میں ای فلک — بتلا تو ہمکو کون گناہ یتیم تھا

اوسکو کہاں دماغ تجلی تھا طور پہ — سارا ظہور جسکو وہ شوق کلیم تھا

محشر میں لقمہ میں نہ ہوا کی خدا کی خیر — مدت سے ورنہ کھولے ہوے منہ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا — شاید مرض سے ساز تجھے ای حکیم تھا

کیا جانیں کس غریب کی آتی تھی یہ لاش — ہنگامہ کل جو اونکی گلی میں عظیم تھا

خود کہہ رہا تھا شوق میں گستاخ دل مرا — اصرار قوم سے جو کلام کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیوں یقین — عنوان نامہ آیۂ فتح عظیم تھا

کیسی شفا مرض میں کہ اولٹی ہوئی دوا — سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہے کیا مزہ — شیریں تھا نمک جو کلام کلیم تھا

ہم راز جب مزار میں پہونچے کہ کچھ نہ تھے — دل کو جو خوف جمع عظام رمیم تھا

کیا سوال ہے یہ جو ہم پہونچے طور پر
سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا

روشن ہین آفتاب سے اعجاز مصطفےٰ
اونگلی اوٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا

کب مجھ سے مثل سایہ چھٹے [illegible] کے پانو
پانچون سوارون مین مین نذیر کلیم تھا

اوس گل کا وصف چشم سے سنا ہین کیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوش صمیم تھا

ہر جگہ جوش محبت کا نیا عالم ہوا
آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دل مین غم ہوا

میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا
یہ خوشی پھیلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا

موت آئی درد فرقت سے ہمین صحت ہوئی
بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا

آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی
بڑھ گیا اور اضطراب دل جو رونا کم ہوا

رونے کی فریاد سے تنگ آ گئے تھے ہمقدم
خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا

مین ترا ممنون ہون اے گریۂ بے اختیار
جب پڑی مجھ پر مصیبت مین شریک غم ہوا

رازداری محبت کا مین کیا دعوی کرون
جس قدر محرم ہوا اتنا ہی نامحرم ہوا

واے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطف یار کی
بڑھ گئی شان تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا

بیتے اپنے حال ابتر کے جو محشر مین کھلے
دفتر اعمال مردم برہم و درہم ہوا

چارہ گر کو لائے ہین احباب درمان کے لیے
لو مرا زخم جگر بھی قابل مرہم ہوا

کیا دوا کی [illegible] پہلو مین اوسکے تیر
درد دل بھی گھٹ گیا درد جگر بھی کم ہوا

مار ڈالا روز اول کی نگاہ لطف نے
آہ اک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا

شور محشر بھی ہوا آکر شریک تعزیت
[illegible] میرے دل مرحوم کا ماتم ہوا

رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین
[illegible] لہو سے رخصت صورت شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو نہیں وہ غم دوست جب غم نے کمی کی غم ہوا
کی شکایت تلخیٔ غم سے جس غم زحد سے کم ہوا

کسطرح ممکن تھی اظہار کرتا پیش یار
آج تک میں خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا

لذتِ شرمِ گنہ تھی کب فرشتونکو نصیب
یہ مزا چکھنے کو پیدا خلق میں آدم ہوا

میرے زخمونکی ہنسی پر تمکو رونا آگیا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملایک نے کہا
انتظامِ عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوکِ خنجر ہو کہ اے سفاک پیکان تیر کا
جو مرے پہلو میں آ بیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچون کی مرے گل نے مٹا دی آبرو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے
واہ اچھے وقت میں غصہ تمہارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خرد سال
کیا کہوں مقتل میں وقتِ قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ کر دعا فرقت میں مانگی موت کی
حسرتیں بگڑیں مزاج آرزو برہم ہوا

جان قالب میں ہی مضطر دم خفا دل بیقرار
سوت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونون تھے میری جان کے دشمن مگر
جو گیا پہلو سے میرے مجکو اوسکا غم ہوا

رہگئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ
پانون میں پھندا اٹک کر گیسوے پرخم ہوا

روکنا فرقت میں اشکون کا نہیں اچھا امیر
چار دن کے ضبط میں دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات میں خراب تھا
ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب تھا

شبِ فراق میں کیون یارب انقلاب تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہے نہ قاتل کا ہو سکا دمِ قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب تھا

اوسے جو شوق سزا ہے مجھے ضرور ہو جرم
کہ کوئی یہ نہ کہے قابل عذاب نہ تھا

شکایت اوسنے کوئی گالیونکی کیا کرتا
کسی کا نام کسی کی طرف خطاب تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا ہے پیری میں
ملی تھی خواب میں وہ سلطنت شباب تھا

دماغ بحث تھا کسکو وگرنہ اے ناصح — دہن نہ تھا کہ دہن مین مرے جواب نہ تھا
وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آتا — تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا
ہزار بار گلا رکھدیا تہ شمشیر — مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا
فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا — سبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا
غرض یہ ہے کہ ہو عیش تمام باعث مرگ — وگرنہ مین کبھی قابل خطاب نہ تھا
سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا — وہان نہین کے سوا دوسرا جواب نہ تھا
ذرا سے صدمے کی تاب اب نہین ہی ہمین — کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل وہ اضطراب نہ تھا
کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا — ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا
یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ — پیے ہوے تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے منہ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مینے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا — تو ہنس کے بولے وہ منہ قابل نقاب نہ تھا
شب وصال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا — نقاب الٹ کے بھی دیکھا تو ز [بے] نقاب نہ تھا
لپٹ کے چوم لیا منہ مٹا دیا انکار — نہین کا اونکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا
مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہے — حلال کرنیکو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا
نصیب جاگ اوٹھے سو گئے جو پانون مرے — تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا
غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا — ارے یہ دل تھا مرا شیشہ شراب نہ تھا
زمانہ وصل مین لیتا ہے کروٹین کیا کیا — فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا
تمھین نے قتل کیا ہے مجھے جو تنتے ہو — اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا
دعا سے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر — مزہ ہے ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا
مین روئے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا — ترے جمال کا شیدا تو اے نقاب نہ تھا

بیان کی جو شبِ غم کی بیکسی تو کہا
جگر میں درد نہ تھا دل میں اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتلِ عام کا حکم
ہنسی تھی اونکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرورِ قتل سے تھی ہاتھہ ہاتھہ پانو تلک جنبش
وہ مجھ پہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثبات بحرِ جہان میں نہیں کسیکو امیر
ادھر نمود ہوا اور ادھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوے بتان سے آیا
میں یہ سمجھا کہ ملک باغِ جنان سے آیا

میرے گھر میں جو کوئی اوسکے مکان سے آیا
چیخ اوٹھا کہ میں دوزخ میں جنان سے آیا

ای جرس تو تو نہیں قافلے والون سے جدا
تیری آواز میں یہ درد کہان سے آیا

جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہی بہت
گہ کبھی تیر بھی مجھ تک کمان سے آیا

اب کوئی کعبے میں دم بھر میں ٹھہر سکتا ہو
برہمن بہرِ طلب کوے بتان سے آیا

شغل رونے کا ازل میں بھی مجھے تھا ورنہ
نوح کے وقت میں طوفان کہان سے آیا

خبرِ مرگ مری دیر و حرم میں تو گئی
نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکارو نہیں نہزار
کاش خنجر ہی کہے اپنی زبان سے آیا

مفلسون کو تو ستر وہ اب کہتے ہیں کیا
غش او مفلسین روزۂ ماہِ رمضان سے آیا

دیکھکر اوس رخ و گیسو کو میں حیران ہون امیر
شبِ تاریک میں خورشید کہان سے آیا

مثلِ موسی سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی میں مقامِ گفتگو ہو جائیگا

عشق میں تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اڑکر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبطِ گریہ میں نہیں کرتا کہ رہتا ہی خیال
سوکھکر کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا

پھر ابل پڑنے کا ڈر کیا دون ترے قد کو مثال
سرو فوّارہ کنارِ آبِ جو ہو جائیگا

ہے یہی رنگ ستم اوس خال عارض کا اگر
مشک کا دل نافِ آہو مین لہو ہو جائیگا

ہو کبھی پیدا جو تاثیر حسن و عشق کی
ذرہ سے ہم ہو جائینگے خورشید تو ہو جائیگا

آرسی پر کچھ نہین موقوف اے آئینہ رو
جو تجھے دیکھیگا وہ میرا عدو ہو جائیگا

اُف نکر اے دل زمانہ پیس ڈالیگا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تندخو ہو جائیگا

تم جو اوٹھ جاؤگے بزم عیش ہوگی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑھیگا تیغ کا پانی فزو
تا کمر ہے آج کل تک تا گلو ہو جائیگا

بعد مردن شرم عصیان سے ہون لیکن آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میرے میخانے سے اے ساقی کہان جائیگی عید
ماہ نو یان ناخن دست سبو ہو جائیگا

محو آب و تاب دندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آب وضو ہو جائیگا

چھا رہی ہے دلمین حسرت اس قدر اے یاسمین
دیکھ ظالم صفت حوض آرزو ہو جائیگا

چار سو شکرا اوڑیگا سر دیکھکر ابرو امیر
فرض اس کعبے مین سجدہ چار سو ہو جائیگا

اک جہان بسمل ترا اے تندخو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چار سو ہو جائیگا

جذب پیدا ہو دہ کر اے شوق تو ہو جائیگا
خنجر قاتل مرا طوق گلو ہو جائیگا

طاقت دیدار کا دعوے ہے اہل دید کو
فاش پردہ ہوگا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

اے تصور مجھ سے بخت تیرہ جاتا ہو کہان
دل مین عکس زلف آئینے مین مو ہو جائیگا

ہو نہین مجذوب خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دست سبو ہو جائیگا

ہون وہ میکش شیشۂ مو کو کرونگا جب مین قے
ہچکیان لے لیکے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلب صاف کے منہ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو مٹ جائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس عریان کے اگر چھوٹنگے ہین فرقت مین بھی
کوئی دم مین گل چراغ آرزو ہو جائیگا

جائے جیسے ہجر مین ہوگی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے درد دل درد گلو ہو جائیگا

کون سنتا ہی بیان اُس بیت کی تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑا ای یاس پھر یار مین
اور بھی ویران دل بے آرزو ہو جائیگا

پھول ای بلبل نہ پھولون پر دو روزہ ہی بہار
ایک جھونکے مین ہوا سے رنگ و بو ہو جائیگا

بھولی باتو پھر نہ بھول آج اوس گل سے کیے دلا
دیکھنا گل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا

عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کہین
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصل گل آنے تو دو فصد و نکا پھر کیا ہی تماشا
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر احول ہین سمجھتے ہین مجھے تم سے جدا
فیصلہ یہ کیسو تمہارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویون سے آتا ہی ہمارے دل کو بیط
رنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جانتا ہون گل چراغ آرزو ہو جائیگا

پہنچی سوا ہی مجھ حزین کا پتا کہان کوئی نازنین کا
غبار آسا نہیں کہین کا نہ آسمان کا نہ ہین زمین کا

یہ طرز وحشت نے رنگ بدلا کہ ہو گیا دو بہار گلشن
زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہی چاک آستین کا

ذرا جو کاتب کو رحم آتا تو سخت بنیاد ہی مٹاتا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خط جبین کا

جبین پہ بلبل کے خون کا خنجر گواہ ہین گل و بر امیر
نہیں ہی یہ داغ لالۂ تر پہ نقش ہی مہر کی نگین کا

یقین نہ پہلے ہین [illegible] نہ آسمان کے نہ ہین زمین کے
نشان تک شکن پیشین کے کھلا نہ مطلب خط جبین کا

تجھ محبت ہی جسکا مطلب [illegible] اُس دل کی ہون عیان کب
کہو ہی جبتک ہی خم لیا اب پتا کہان دل نشین کا

کیا تھا کیون دعا کا باطل ہوا تھا اوس کا تیر کیون مقابل
سزا ملی ہو گیا سینہ دل جو شکستہ فہ غزال چین کا

کبھی سلیمان کے جتنے تھے تمہاری الفت کے تھے کرشمے
یہ نقش جس دل مین جھکے بیٹھے بلند ہو نام اوس نگین کا

کسی تھا نالہ کہا تھا شیون تمنا سے قاتل [illegible] وقت مرگ
قلم ہوئی ہی زبان گردن زبان پہ نعرہ ہی آفرین کا

قسم ہے یار روز محشر [illegible] کشتہ تھا قتل کیونکر
جو شیب [illegible] زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

عجب مرقع ہی باغ دنیا کہ جسکا صانع نہیں ہویدا
ہزار ہا صورتین ہین پیدا پتا نہیں صورت آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اوسی کی گلی میں اپنی تھا دینا
نہ تھا مناسب غنیمت کتا موسے یہ دو چار گز زمین کا

لکھا جو وصف اک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا زمین کا
جو صفحہ ہے برگ یاسمن کا تو خامہ ہے شاخ یاسمین کا

کمال احباب ہے ہی شکوا کیا نہ عرس اسکیدن ہما
سر سجدہ ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینان مہ جبین کا

اثر ہے گیسو کا یہ تمہارے کہ عطر آگین ہیں خریدار
ورق ہے دیوان میں جو ہمارے وہ تختہ ہے عطر کی زمین کا

نہیں ہی اچھے کہ ہم یا ہمی گنہ کی تعذیر پیر ہو را ضمنی
لگا ہے درہ جو مجکو قاضی کسیکے گیسوئے عنبرین کا

خدا سے جبتک نہ ہو شناسا حریم دل کا ہے شوق بیجا
مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا پاوے ہو مکین کا

کہاں ہیں ایسے نصیب اپنے کہ پڑھتے مضمون جواب لکھے
اوٹھے نہ نامے کے اوسنے پرزے کھلا لفافہ خط جبین کا

ملا ہے جنکو دل مصفا پریکو بھی دیکھتے ہیں اچھا
پڑیگا عکس آئنے میں سبکا ہا ہزار اولٹا ہو خط نگین کا

جنون کا ہمپر ہی قطع جیسے قبا کہاں کی لباس کیسا
ہمارا بازو ہے تاکا شخ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا

کس آستانے پہ جا پڑا ہوں کہاں الٰہی زمین سا ہو
کہ سر نہ اوٹھے ہزار چاہوں یہ ربط ہے سجدہ و زمین کا

کہاں کا کعبہ ہے دیر کیسا پتا دکوچے کا اوسکی پتا
میں پوچھتا ہوں پتا کہیں کا نشان تیری ہو ہم کہین کا

امیر گھر یوں رہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال جس رات خواب میں بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو پیوند میں زمین کا تو یوں ہوا شاد مجھ میں کا
البتہ ارادہ نہیں کہیں کا کہ رہنے والا ہوں ہم کہیں کا

اگرچہ پیری میں ناتوان ہیں شباب کے کچھ اثر عیاں ہیں
نہیں ہیں زو میں جھریاں ہیں نشان ہے چین آستین کا

فقط ہے تیرا خیال باطل کہ راستی میں ہو نام حاصل
درست ہوتی کبھی ایدل جو نقش اولٹا ہوا نگین کا

کہیں بکر زبان کتنا کوئی مخاطب نہیں ہے اصلا
ہمارا اظہار غم ہے گویا سوال درویش رہ نشین کا

کھلے ہیں یہ استخوان پیکر کہ پوست ہی پو ہے سر سے
کلاہ کا شک ہے میرے سر پیکان ہے بازو پہ آستین کا

ہزار رو زمین میں رہکر جو زیر زمین ہیں مردے
کھنچے دو رو یہ زبسکہ نقشے بھرا ورق پشت و زمین کا

جا نہیں ہیں اہل رسن بہت کم از سے پامال ہے یہ عالم
کری فرشتوں نے خاک آدم سنا نہ شور ایک بھی میں کا

ہوا ہے موہیں ہوں محو ایسا چمن میں گھر کر جو آگیا ہا
سیاہ مستی میں ہیں یہ سمجھا جہاں ہے آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازہ تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بالائے طور چمکا جھپک گئی جب چشم موسیٰ کے
سمجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمہارے رخسار آتشیں کا

کیا ہے وصل سے کنارا سر و داغ کب ہو گوارا
لہو میں سیکڑوں ہمارا جو نام لو آپ آتشیں کا

سمجھ پہ تکبیر نہ آئے کہدو کوئی یہ دزد کفن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجھکو میں کشتہ ہوں چشم سرمگیں کا

ہوئی ہو تقدیر سے رہائی ضرور ہے قسمت آزمائی
کرینگے اوس پہ جبہہ سائی نشان جبتک ہے جبیں کا

جو دشت غربت میں کھینچی ایذا بندھا تصور ہمیں وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھا دیا رنگ شہر چیں کا

چمن میں غنچہ نہیں کھلا ہے وہ گل جہاں ان کا تکو رہا ہے
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہے اوسی کے بازوئے نازنیں کا

اوسیکا پھیلا ہے نور سارا کہاں کا خورشید عالم آرا
اگر ابھرا ہے کوئی ستارہ لباس تن تار ہے جبیں کا

حسین چھپتی بانکی نگین جان شیریں ہے نذر لیلین
ہنسی ہنسی سے جو شکر میں فروغ سمجھو انگبیں کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری بھری ہوئی آنسوؤں کی جھاری
نگاہ میں پھر گیا ہماری حجاب اپنے چشم سرمگیں کا

عجب ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہے چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چیں کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق شکل بسمل
الٹ گئی صف جو تو نے قاتل الٹ دیا گوشہ آستیں کا

امیر دیکھا جو اوسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اوترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولیں کا

ردیف بای موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
صحن گلشن میں ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہوں وہ عاشق قدر داں رقص کا جو گلشن سے چلوں
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یوں پھول بیدردی سے گلچیں نہ توڑ
سر پہ نالوں سے اوٹھا لیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو دو اوڑ جائیگی لیکر قفس
خانہ صیاد میں دو دن ہے مہمان عندلیب

برق آسا ہے فروزاں خندہ گل باغ میں
چاہیے برسائے اب اشکوں کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگیں کو اے رشک چمن
گل پہ مرتی کسلئے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول دکھلاتے ہین جو پہونچا جمال
کیون نہو پھر دم کش مرغ سلیمان عندلیب

عاشق کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال
فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب

کون گل ہی جو رخ گلرنگ پر عاشق نہین
تو وہ گل ہے جسپہ ہی سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجاے عاشق کو وہی معشوق ہے
سرو پہ قمری فدا ہے گل پہ قربان عندلیب

اوڑکے گل خود شوق مین پہونچا ہی [illegible]
کسلیے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب

توڑے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی ای گل جدا
سول لے دیکھ زر گل دستگردان عندلیب

شوق مین لاون کے جائے باغ مین وہ گل اگر
لال بھی ہو خون گل مین ہو سکے غلطان عندلیب

قابو سے ہٹیا وہین آتی کبھی ممکن نہ تھا
دام کو بھی تیرا گیسو سے پیچان عندلیب

وہ بھی دن آئے کہ اوترے تیری قفس مین کبھی
اے گل تر دلمین رکھتی ہے یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکن شہر خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاق مضطر کا جواب
سوچ رکھو کچھ سوال روز محشر کا جواب

در دیا ہوگا شکست کاسۂ سر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

منھ چڑھاتا ہے مرا کیا آئینے مین دیکھ تو
تجکو دیتا ہے دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھین ہم عصیان فرشتے باذن
ایک رحمت اوسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہے ایکدن وہ اوسکے گھر
تیر کی قسمت بھی ہے میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہے پتھر کا جواب

بیزبان ہی گوش یارون کی کڑی کہتا ہے
اے زبان تو اوسکے بدلے دی برابر کا جواب

اوسنے خط بھیجا جو مجکو ڈاک پر ڈالا اکا ٹوا
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب

ہارے ہمت و دولت مجھے بحث عشق مین
تھا تو تھا پر دیا اپنے بہتر کا جواب

منہ چڑھاؤ اوسکا تیوری چڑھاؤ اوس پہ
آئینہ ہون منہ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کس لیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پاؤن کی خلخال دیگی شور محشر کا جواب

پھینکدو خط لکھکے قاصد جو تم ہو اوس سے خفا
اوڑکے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب

منہ کی کھائی سیکڑون بال آئینہ مین پڑگئے
لیکے آیا تھا تری زلف معنبر کا جواب

رہگیا خاموش وہ بت بیدہالی سے امیر
یاد تھا کوئی سوال جان مضطر کا جواب

ہے خموشی ظلم چرخ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشت غربت مین اوٹھا سمجھا یہین
کرتی ہے تعمیر ویرانی مرے گھر کا جواب

ساتھ تیغ یار کے چلیگی وقت ذبح اپنی زبان
جان دینے والے دیتے ہین برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہی وہ بت
پاؤن اوسکا جھٹکے دیتا ہے مرے سر کا جواب

ابر کے لکے نہ اوکچھین میرے سیل اشک سے
خشک مغزون سے ہے مشکل مصرع تر کا جواب

وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح
سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اوس شوخ کا خط دیکھنا
لیکے میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اوسکو سخت
کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہے پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہے گردون کیسی کیسی صورتین
بت تراشی مین ہے یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبر گدا تکیے مین ہر جا گور شاہ
ایک گھر اس شہر مین ہے دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے نور حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب
کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہے ساقی کہ بجلی کی طرح
اوڑا دیتی ہے ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین
پیون مین تو ہوجائے پانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہے ساقی زبانی شراب
کہان عقل برنا کہان عقل پیر
نئے سے ہے بہتر پرانی شراب
مرے چہرۂ زرد کے عکس سے
ہوئی ساقیا زعفرانی شراب
ہوے مست دیکھا جو پھولون کا رنگ
پیالون مین تھی ارغوانی شراب
کہان چشمۂ خضر کیسے خضر
خضر مین مری زندگانی شراب
خضر ہون اگر مین تو جا کر پیون
سر چشمۂ زندگانی شراب
گلستان ہی پھولون سے کیا لعل لعل
پلے ساقیا ارغوانی شراب
عجب ساقی گنبدی رنگ ہے
کہ پرتو سے بنتی ہے دھانی شراب

رہے طاق پر پارسائی امیر
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خون دل اعدا کب
آئیگی اس چمن مین الٰہی بہار کب
رویا ہمارے حال پر ابر بہار کب
بیٹھا زمین پر اوٹھکے ہمارا غبار کب
اوٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب
آئیگا ہاتھ گوشۂ دامان یار کب
مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی
حاضر ہوا حضور مین یہ جان نثار کب
داغون سے دل چمن ہو کرون ضبط آہ کیا
رکتی ہے روکنے سے نسیم بہار کب
ناصح خوشی سے کون اوٹھاتا ہے بار عشق
کرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب
ٹھنڈی ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے نہر ہے
کھیلوگے میکشو بط مے کا شکار کب
ہمکو ملا کے خاک مین بھی جب ہو نہ صاف
جائیگا پھر حضور کے دل سے غبار کب
کہتی ہے مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر
بچتا ہے زد پہ آکے ہمارا شکار کب
کیا کیجئے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو
مرنے کا میرے اونکو ہوا اعتبار کب
مین خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گرد باد
گردش تھمیگی اے مرے پروردگار کب

محشر میں ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے
آخر تمام ہوگا غم انتظار کب

آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند
خوش ہوگا انکو کھا کے سگ کوی یار کب

برہم نسیم کوچۂ جانان ہے کس لیے
تعظیم کو اوٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہے ترے جوڑے کی بو پرست
سونگھے وہ بوے نافۂ مشک تتار کب

ہم کیا تجھے یار سے رکھیں امید قتل
کرتا ہے عاشقوں میں وہ ہمکو شمار کب

یارب نگاہ بھر کے وہ دیکھینگے کب ادھر
ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

میں تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق میں تمام
آئیگا چین تجھکو دل بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کروں میں فراق میں
آتا نہیں ہے گریۂ بے اختیار کب

جو تجکو جانتے ہیں فلک کا شریک غم
کرتے ہیں شکوہ ستم روزگار کب

مرنیکو منع ہم نہیں کرتے مگر امیر
سو مر گئے تو اونکو ہوا اختیار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیوں نہ کھٹکے مجھے جو خار ہے ہمدامن دوست
دوست کے دوست کا دشمن ہے جو ہے دشمن دوست

دیکھکر بلبل گل و خار یہ امید ہوئی
شاید آجاے مرے ہاتھ میں بھی دامن دوست

مثل یعقوب مری آنکھیں بھی روشن ہوجائیں
لا کسی روز صبا نکہت پیراہن دوست

طرف کعبہ نہ جا حج کے لیے ناداں ہے
غور کر دیکھ کہ ہے خانۂ دل مسکن دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کریں
مرگ آساں ہے مگر کون سنے شیون دوست

شاخ صندل پہ ہوا مار سیہ کا دھوکا
دیکھکر کاکل پرپیچ پس گردن دوست

اے جنوں یاں کوئی بیکار رہا جاتا ہے
یا گریباں ہے مرے ہاتھ میں یا دامن دوست

ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت
آئینہ اور تماشاے رخ روشن دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
گرم جولاں نہ کسی روز ہوا توسن دوست

بہر وصیت کہ کفن مجکو اوڑھنی کا دینا — لا تقضہ آجاے جو اوڑہا ہوا پیراہن دوست
لیکے گردون نے بنایا ہی او سیکو میرے تو — گر پڑا تھا جو کوئی لعل سم توسن دوست
عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر بیٹھے — کہین آئینے سے بڑھکر ہی صفا تن دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو امیر
شمع روشن سے زیادہ ہی درخشاں تن دوست

ایک ہی میرے خضر اور سفر کی صورت — گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت
چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت — وصل سے جان چراتے ہو کمر کی صورت
ہون وہ بلبل کہ جو صیاد ذرا کاٹے پر — گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت
تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی — پھٹ گیا حسرت سے دل شیر سحر کی صورت
جھانک کر روزن دیوار سے وہ تو کیجیے — لگ گیا کھول کے آغوش مین در کی صورت
تیغ گردن پہ کہی سنگ پہ آہن دم تیغ — خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت
کون کہتا ہی ملے خاک مین آنسو میرے — چھپ رہی گرد یتیمی مین گہر کی صورت
نہین آتا ہی نظر المدد اے خضر اجل — جادۂ راہ عدم موے کمر کی صورت
پڑ گئین کچھ چہرے پہ گرم لہو کی چھینٹین — اڑ گئی جوہر شمشیر شرر کی صورت
قبر ہی وادی غربت مین بنے گی اکدن — اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت
خشک سیرون تن شاعر کا لہو ہوتا ہی — تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت
آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھ پر — بجھ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت
جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہے شاید — آج خورشید سے ملتی ہی قمر کی صورت
دہن یار کی توصیف کڑی منزل ہی — سخت مضمون کی بندش ہی کمر کی صورت
خوب بیتا ہین غم سے عجب روز افزون — بڑھتی جاتی ہی گرہ دل کی ثمر کی صورت
ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش — رات دن پانون ہین چکر مین سفر کی صورت

جب کھلا تفسیر سے مضمونِ جناتِ نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیانِ کوی دوست

میرے اشکون سے جو دریا موجزن ہو رات دن
مردمِ آبی بنے ہین رہروانِ کوی دوست

ہے نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا
دوسری کچھ ہین زمین و آسمان کوی دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا چڑھا
بارہا ہمنے کیا ہے امتحان کوی دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین
دل مین ہے لب تک نہین آتا نشانِ کوی دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین ای امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستان کوی دوست

ردیف ثاے مثلثہ

گریہ بے سود ہی نالے دلِ ناشاد عبث
دادرس کوئی نہین شکوۂ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا ہی جلاد عبث

ایک تک آتا ہے یان ضعف سے اک جاتا ہے
رنگ بھرتا مرے نقشے مین ہی بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاونگا کہان
بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا
تجھ مین جوہر ہین یہ اے خنجرِ فولاد عبث

وہ گل آیا ہے نہ آئیگا کبھی گلشن مین
سرو قد اوٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

داد بھی دیگا وہی جسنے کی ہے بیداد
دوڑتی پھرتی ہی ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اوسمین ہین دلمین مرے کیا کیا ہی
کرتی ہی خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ یہ تاسف سے نہین کچھ حاصل
وہ نہین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سنکے دردِ دلِ عشاق یہ کہتا ہی وہ بت
بندے اللہ کے ہو سمجھے ہی فریاد عبث

بال بال اوسکا گرفتار بلا ہوتا ہے
بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین معشوق کے سب کچھ پایا
کون کہتا ہی کہ تھی محنت فرہاد عبث

انبیا تک رہے پابند شریعت کے امیر

ظاہر تو قید سے گھبراتے ہیں آزاد عبث

ردیف جیم

آنے سے تیرے یاس ہوئی مجھکو یار آج
کل تک تو تھا موت کا ہی انتظار آج

مجنوں کی قبر سے جو اٹھا پھر غبار آج
گذرا ادھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہے رنگ عروس بہار آج

قاتل جو ہو رہیں روز ترقی ہو حسن کی
کل سو ہوئے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہاں سچ ہے قید بوسۂ گیسو کی ہے سزا
کل کاٹتے ہیں وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سایے سے تم بھاگتے تھے دور
بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہے یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھیں کھلی رہیں
سمجھے تھے ہم کہ ختم ہوا انتظار آج

مد نظر بتوں کو مرا امتحان ہے اب
رہ جائے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہے تو زخمی ہے محتسب
شاید کہ پی رہے ہیں بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو نثار
کہتا ہے تیرے کوچے میں کسکا مزار آج

ہمدم دراز ہے شب فرقت تو غم نہیں
شب بھر رہے نشانہ گیسوے یار آج

کھینچے ہوئے ہیں تیغ وہ جھنجھلا کے رحم کم
اہل ہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان در گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوگئی رخصت بہار آج

کانٹوں نہیں لیجیا ہی جنوں مجکو کھینچتا
باقی رہیگا ایک نہ دامن میں تار آج

کل تک وہ نہیں بھی صاف تھا دیکھا آسماں
باقی کہیں کہیں ہے جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہوگیا دل امیدوار آج

رہ رہ کے ہچکیاں مجھے آتی ہیں کیوں امیر
کرتے ہیں یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہے جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہے باغ باغ نسیم بہار آج

پھولیگا خون سے دشت میں پھر لالہ زار آج | چھالوں سے چھیڑ کرتی ہے پھر نوک خار آج

بوسے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا | آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

ترسا رہی ہے ہجر میں لذت وصال کی | کل پی تھی جو شراب ہوا اوسکا خمار آج

جاگا ہوں عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہوں | کہدو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بیقرار | مشتاق صبح خود ہے شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسۂ لب جان بخش پر کہا | کچھ موت تو نہیں ترے سر پہ سوار آج

حوریں جناں میں بیٹھی ہیں دامن بچھا کے | اوٹھتا ہے کسکی خاک سے یا رب غبار آج

گر م خرام رات کو ہوگا سحر پہ یار | ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

مبہم نگہ سے وہ ہیں لاکھوں ہیں مرغ دل | گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہیں شکار آج

منظور کسکا قتل ہے تیغ نگاہ سے | پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج

سکتے میں زیر سایۂ تاک و نالہ کش | ساقی چمن میں پھرتی پھرے گی بہار آج

وہ کیا شب فراق میں کوئی نہ آئیگا | بیفائدہ ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو میں غیر کے ہے مقرر وہ جان جاں | دل کو کسی طرح نہیں آتا قرار آج

کل تک سواری آئیگی یقین ہے بہار کی | نکلا ہے پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پہ ہے ابر ساقی و مطرب ہیں سامنے | اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدموں پہ اوسکے [illegible] رکھ دیا | کیا کام آگیا ہے دل بیقرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہے دکھلائیگے | دکھلا رہے ہیں کیا مشیت پروردگار آج

پروانہ سر پہ چھوٹ کے کیوں آ پڑا امیر
دیکھو تو لو رہی ہے کسی کیا نوک خار آج

سے چلے تمھارے رخ آتش بیتی رے دامن موج | یہ شعلہ وہ ہے جو بجھا سے برق خرمن موج

یہ انتظار ہے ساحل پہ کسکے آئیگا | سر حباب ہے اونچا بلند گردن موج

خیال زلف میں کرتے ہیں ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جائے کہیں اوڑ کے مار رہزن موج

یہ خوف ہے تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آج تک نہیں جاتا ہے رعشۂ تن موج

عبث ہے تجھکو تو ہیوں سے چشم دادرسی
سنے نہ بحر میں گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہیں کسے رقت
حباب روتے ہیں آنکھوں پہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا میں
کہ چشم مردم آبی ہے نیچے جوشن موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگوں ہے چشم حباب
خمیدہ شرم مژہ سے ہوئی ہے گردن موج

دلیر ہے مجھے سمجھے کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہو کیوں یہ دشمن موج

دینار کی نہ مجھکو درم کی ہے احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہے احتیاج

خط عذار یار رقم سے رقم ہوا
اس خط کو کیا دوات و قلم کی ہے احتیاج

دل اپنا کیفیت ہی میں ہے جام جہان نما
کب میکشوں کو ساغر جم کی ہے احتیاج

اشکوں کے ساتھ عشق میں لازم ہے آہ بھی
جو ہے سیاہ اوسکو علم کی ہے احتیاج

ہم چھینٹے ہیں آنسو دن رات کشت کو
لے ابر کو تیرے کرم کی ہے احتیاج

بے احتیاج کوئی نہیں اس جہان میں
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہے احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہے شوقین کو دیکھنا
ساجد کو دیر کی ہے نہ حرم کی ہے احتیاج

کب تجھکو میں ہوں طالب اے شوخ دلربا
حال ہو اگر تو سنگ ستم کی ہے احتیاج

وعدہ کیا ہے اوسنے تو آئیگا وہ امیر
سمجھا اوس سے قول کی نہ قسم کی ہے احتیاج

ردیف حائے حطی

آزما کے دل کو جب آتا ہے آزمانے کی طرح
گر زمیں میں تخم تو بوتے ہو دانے کی طرح

دیدہ و دل میں ہے رکھا ہے کیا اے تخم چشم
رنگ پیدا کر زمیں میں دانے کی طرح

صورت آئینہ اے دل تا کجا دیدار یار
خاک چھانا کیا ہے اب کوچۂ گیسو میں شانوں کی طرح

درد دل تو وہ عاشق کا وہ سنتے ہی نہیں
اور جو سنتے ہیں تو سنتے ہیں فسانوں کی طرح

ناوک ناز نگہ ابھی نہیں پیتا کہ چھانتک
اڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانوں کی طرح

بادہ خوارو تمکو کیا خورشید محشر کا ہے خوف
چھا رہا ہے ابر رحمت شامیانوں کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل میں تیری چتون کا خیال
چوٹ پڑتی ہے جگر پر تازیانوں کی طرح

چشم فتان اوسکی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ تیر نگہ دکھلائیں نشانوں کی طرح

دیکھیا اسے برق تکلیف اور کر مجھ گداکو
پھونک دے تمکو بھی میرے آشیانوں کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بپا
دل میں آتی ہو تو آ گھر میں آنوں کی طرح

اے جنوں اب دربدر دکھلا کوئی عالم نیا
تنگ ہے مجھ پر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کیسے کہیں دشتنا سر اپنا اکبر
ہمیں بھی کچھ کچھ ہے تیرے آستانوں کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیاں اے عندلیب
ڈالیوں پر کاٹ دیں دن آشیانوں کی طرح

او کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہیں نشانوں کی طرح

دل کو آتا ہے یاد سوزن مژگان کی چبھن
زخم میں ابھی ہیں ٹانکے لگانوں کی طرح

سنتے بیدرد ابیں نہ جنکے اٹھا یا ہیں امیر
حال بیماروں کا سنتے ہیں فسانوں کی طرح

جس دن وہ رشک مہر نے منہ دکھایا صبح
تا روز حشر شام نہ ہوا ہے خدا سے صبح

پیر مغاں کی بزم میں جو ہے سپہ کھا
جنت میں جیسے شام نہیں ہے سوا صبح

جھکا ہوتا ہے سب ہے گرم ہو
کیا سرو سرو چلتی ہے ساقی ہوا ہے صبح

ایسا کیا ... کو تا روز وصل
کیا دھوپ ہے جو شام ہو پیدا بجای صبح

اہل جہان ... میں شیخ
اللہ رے ... صبح

ایسا شب فراق کیا ہے انتظار
آنکھیں ... صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجرا ہے شام کا وہ ماجرا ہے صبح

صبح شبِ وصال یہ روتا ہوں میں کہ ہو
شل شفق جو سرخ سراپا ردائے صبح

شادی کی رکھ امید جو غم کا ہو سامنا
بعد سواد شب ہے ظہور ضیائے صبح

مشکل سے ہوتی ہے شب فرقت اگر تمام
ڈرتا ہوں کوئی اور نہ فتنہ جگائے صبح

صورت شب وصال کی آئی ہو کب نظر
تاثیر ایک دن نہیں کرتی دعائے صبح

چھٹتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہر وش
کیوں آتش شفق سے نہ مجھکو جلائے صبح

میرے جنون کا ہے جو خورشید میں ہے رنگ
کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قبائے صبح

بیجا ہے دخل غیر شب وصل سے امیر
دروازہ بند کیجئے آنے نہ پائے صبح

ردیف خائے معجمہ

کیا کیا بہار ہے دیکھ کے رنگ شراب سرخ
غصے سے ہو گیا ہے رخ آفتاب سرخ

ہر رنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سرخ نہ ہوگا گلاب سرخ

کشتہ جو تھا میں آیا سبب سرخ پوش کا
ہاتھ آئی حشر میں مجھے فرد حساب سرخ

ہم دل جلوں کا سینہ ہے میخانے کا جواب
وہاں ہی شراب سرخ یہاں ہے کباب سرخ

رہتا ہے دل میں یاد وہ گلرنگ کا خیال
ساقی رہے نہ کیوں مری چشم پر آب سرخ

غازہ جو اوسنے رات کو منھ پر لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ

فرقت میں یاد وہ رخ گلگون جو آگیا
خون روئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ

قاصد سمجھ گیا میں یہ ایما ہے قتل کا
شنجرف سے لکھا مجھے اوسنے جواب سرخ

چھو لے جو اپنے دست نگاریں سے وہ نگار
یاقوت کی طرح سے ہو گوہر خوشاب سرخ

چھپتا ہے نور عارض گلگون سے اسقدر
ہو جاتی ہے سفید بھی اوسکی نقاب سرخ

ابھرا جو اوس نگار کا جوبن شباب میں
دریائے حسن میں نظر آئے حباب سرخ

پرتو سے ترے شان جمال و جلال کی
ہے روے مہ سفید رخ آفتاب سرخ

مخمور آنکھیں یہ نہیں ساقی کی میکشو
بلور کی پیالیوں میں ہے شراب سرخ

خونریزیاں ٹپکتی ہیں قاتل کی وضع پر
جوڑا گلے میں سرخ کمر میں ہے داب سرخ

مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن
پانی ہو کیوں نہ طشت میں مثل شہاب سرخ

مطلب نہیں امیر کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الٰہی شراب سرخ

ردیف دال مہملہ

کون اوٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

ہوں وہ نالاں کہ ہوا اتنے لیے مرنیکی خوشی
چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد

جتنا جی چاہے بلاؤں میں پھنسا لو مجھکو
کوئی پاؤگے نہ مشتاق بلا میرے بعد

ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدیں احباب
کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد

شکر ہے کچھ تو محبت میں ہوا رنگ اثر
تین دن اوسنے لگائی نہ حنا میرے بعد

کون ماتم میں ہے یوں دل کا جلانیوالا
گل ہوئی شمع مزار شہدا میرے بعد

ضعف میں ہے ترا مجنوں بھی پہ تو لیکن
ہے وہ عالم میں تو انگشت نما میرے بعد

مرگیا پر نہیں عشق تیری فراموش ہے یہ
یاد کرنا نہ مجھے پھر خدا میرے بعد

تھا وہ بلبل کہ جگر میں مرے کانٹا کھٹکا
چمن حسن میں جو پھول کھلا میرے بعد

خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے
نہ چڑھا پر نہ چڑھا رنگ حنا میرے بعد

تھی مرے دم سے فقط اوسکے ستم کی تیزی
زنگ ہے جوہر شمشیر جفا میرے بعد

میرے مرتے ہی ملا خاک میں یہ اوج جنون
دشت میں کوئی بگولا نہ اوٹھا میرے بعد

نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اوس نے
یار سے کھینچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد

خوش خطوں نے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبر
یک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

زینت محفل ارباب سخن تھا ہیں امیر
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

موت پھر جاتی ہے آنکھوں میں اگر آتی ہے نیند
رات بھر درد سے ہی مر کے مجھکو کھلاتی ہے نیند

ہجر میں مجھ تک جو آتی ہے تو گھبراتی ہے نیند
مانگ کر پلکوں کے پر آنکھوں سے اڑ جاتی ہے نیند

دیکھتا ہوں اونکی پلکوں کو جو آجاتی ہے نیند
جاگ کر دیوانہ جیسے سنکے جنواتی ہے نیند

ہجر کی شب ایک تو یوں ہیں نہیں آتی ہے نیند
اور یک بات سے ترے تا صبح اڑ جاتی ہے نیند

درد دل کہتا ہوں نہیں جب رات کو کہتے ہیں وہ
ختم کیجیے یہ کہانی اب ہمیں آتی ہے نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھوں میں بندھا ہے خیال
کرمک شب تاب بنکر تا اڑ جاتی ہے نیند

ایکدم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر میں
اے اجل دیکھوں تو پھر کیونکر نہیں آتی ہے نیند

جاگتے میں جو فرشتوں کو نہیں آتا نظر
وہ تماشا خواب میں انسان کو دکھلاتی ہے نیند

جانتے ہو بند کیوں ہوتی ہیں آنکھیں وقت خواب
اہل بینش چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہے نیند

لیٹتا ہوں روز یہ کہکر ہیں مشتاق جمال
آج دیکھوں سیر کیا کیا مجھکو دکھلاتی ہے نیند

غفلت پیری ہے اب بھی نوجوانی تک ترنگ
رات کے جاگے ہوئے کو جیسے آجاتی ہے نیند

غافلوں کا اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کی ماتی ہے نیند

ڈرتی ہے میرے سیہ خانے میں جو آتی ہوئی
موت کو ہمراہ لے لیتی ہے تب آتی ہے نیند

خواب میں ہر شب نظر آتے ہیں کیا کیا ماہ مہر
اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہے نیند

چشم وا ہے شام سے ہر چند دروازے کی طرح
کیا ہجوم رنج ہے آنے نہیں پاتی ہے نیند

عین غفلت میں ہیں خوش اس طرح یہ اہل جہان
جیسے ہنس پڑتے ہیں لڑکے انکو جو آجاتی ہے نیند

سخت جان ہوں ہجر میں پڑتی ہے گر تیغ اجل
یوں اوچٹ جاتی ہے وہ جیسے اچٹ جاتی ہے نیند

ہیں تو کیا محفل میں اوسکی جا کے سو جاتے ہیں پانون
نرم بستر پا کے کیسے پانون پھیلاتی ہے نیند

ہجر میں آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہیں
کام کیا راحت کا کیوں تکلیف فرماتی ہے نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزدن سے آتی ہے امیر
خفتگانِ خاک کی صورت سلا جاتی ہے نیند

چشم موسیٰ کو رہے برق سر طور پسند
ہمکو اس چہرۂ پر نور کا ہے نور پسند

جتنے میوے چمن دہر مین ہین ان سب مین
تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہے تری زلف سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سواد شب دیجور پسند

اور نغمون سے نہین ترم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہے نغمۂ منصور پسند

کاش جراح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلےٰ کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند

تیرہ دل چاہین نہ کیون سارجالین اندھیر
شپرہ کو ہے سواد شب دیجور پسند

ہون مین شاعر ہے مجھے شعر سے رغبت ایسی
جسطرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہنا تجھے منصور پسند

اک نظر میرے دل صاف کو دیکھو جو کبھی
آئینے کو نکرے وہ بت مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین محبکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہے یون جہان مین اہل ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولون کا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہے پھول والون کا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین درد و غم دل نالان کو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد

ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون
ساغر بکف پھرا ہون مین ہر عسس کے گرد

گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشان عشق
مظلومون کا ہجوم ہے فریادرس کے گرد

دوران سر ہے الفت لب کا یہ حکم ہے
بیمار جیسے پھرتے مسیحا نفس کے گرد

سر پھر گیا کسیکی پلک یاد آگئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر میں جس کے گرد

عالم تمام بحث عقول عشر میں ہے
کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد

سودے کے زلف میں میں عزیز جہان ہوا
ایسا لہرا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہے دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھوں کی پتلیاں ہوں تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہیں کوے بت دلخواہ میں قاصد
کیا جانے کہاں بیٹھ رہا راہ میں قاصد

اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا ہے خط شوق
لیجا مرے نامے کو شب ماہ میں قاصد

مکتوب میں اوس چاہ زنخدان کی ہے تعریف
ڈر ہے نہ کہیں ڈوب مرے چاہ میں قاصد

اوس بت نے نکالا تھا اگر شہر تلک آنا
کیوں بیٹھ رہا تھا نہ اللہ میں قاصد

کیسا چمن کوچۂ جانان میں گیا جلد
ٹھہرا نہ کہیں مثل صبا راہ میں قاصد

لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہے بڑے صدمۂ جانکاہ میں قاصد

خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہیں مہینے
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ میں قاصد

خط اوسنے لکھا سچ ہے یہ کہتا تو قسم کو
چل حضرت عباس کی درگاہ میں قاصد

ڈھیلی ہے کمر کسکے ذرا باندھ دوبارہ
گر جائے نہ خط کھل کے کہیں راہ میں قاصد

خط لیکے چلتے ہی ہوئے وہ ادھر آپ روا
ہوتا ہے اثر کچھ بھی مری آہ میں قاصد

بھیجا تھا امیر اوسکو تو اک بت کی گلی میں
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ میں قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل تک اتنا روانی پر گھمنڈ
سخت کم ظرفی ہے اک دو بوند پانی پر گھمنڈ

شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ

ہے اگر شمشیر قاتل کو روانی پر گھمنڈ
بسملوں کو بھی ہے اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

تازا اوٹھانیکا ہو اوسکے حوصلہ ہو جان نثار
اب تلک تجھکو ہو زور ناتوانی پر گھمنڈ

نوبت شاہی سے آتی ہو صدا شام و سحر
ادر کرلے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھا او ناداں کہ پیری کا زمانہ ہو قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہے جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے سنکے چپکی لگ گئی
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل مرے اعمال کب ہین ای کریم
تیری رحمت پر ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہو تری خاموش ہو
دل جلونکے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ

طبع شاعر آکے زورون پر کرے کیونکہ نہ تا
سکو ہوتا ہے جوانی مین جوانی پر گھمنڈ

چار ہو جون مین ہماری چشم تر کے رہگیا
ابر نیسان کو بھی تھا دُر فشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والون کی آنکھین آئینہ دیکھی نہین
حق بجانب ہو اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم مین ہین مست
وان نزاکت پر ہے تو یان ہو ناتوانی پر گھمنڈ

تو سہی کلمہ ترا پڑھواکے چھوڑون ای صنم
زاہدون کو ہو بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزۂ خط جلد یا رب رخ پر اوسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمر جاودانی پر گھمنڈ

گور بہن کہتی ہو عبرت قیصر و فغفور سے
کیون نہین کرتے ہوا ب صاحبقرانی پر گھمنڈ

رہ ہی تاثیر آب خنجر جلاد مین
چشمۂ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد و آبا کے تفاخر کیا امیر
ہین وہ نادان جنکو ہی قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

کیا روکے قضا کے وار تعویذ
قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

چوٹی مین ہے مشکبار تعویذ
یا فتنۂ روزگار تعویذ

دونون نے نہ درد دل مٹایا
گنڈے کا ہو رشتہ وار تعویذ

کیا ناد علی مین بھی اثر ہے
چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ

ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل
ہے مہر وہ زرنگار تعویذ

ہمکو بھی ہو کچھ امید تسکین
کھوئے جو تپ شیار تعویذ

پتّال کو سطر ہماری تن پہ پہونچی
گاڑا اتر پاسے یار تعویذ

حاجت نہین اونکو نور تن کی
بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ

کھٹکے وہ نہ آئے فاتحے کو
دیکھا جو سر مزار تعویذ

پی جائینگے گھول کرکے آپ
ہے نقش نہ خاکسار تعویذ

اے ترک ٹلین بلائین سر سے
اک تیغ کا خط ہزار تعویذ

ڈرتے ہیں تمھین کنگنون سے لازم
لایا تو ہے سادہ کار تعویذ

اکسیر کا نسخہ اوسکو سمجھون
کھولے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہے امیر کی لحد پر
بیسل کا ہوا اشتہار تعویذ

چوٹی مین اگر ہے بار تعویذ
لا میرے ہی سر سے مار تعویذ

یان حب کے تو پانچ چار تعویذ
وہان بغض کے ہین ہزار تعویذ

ہے مار سیاہ اوسکی چوٹی
ہین سانپ کا زہر نگار تعویذ

گھبرا و نکے گئے تو ہنسنے گاڑے
چارون کدوون مین چار تعویذ

لکھے مرے خون سے جو قاتل
دکھلائے نئی بہار تعویذ

جاتی نہین ہجر کی تپ جار
ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ

قاتل نے لکھا جو کوئی پرزہ
سمجھا مین جگر فگار تعویذ

چاندی ہوئی اوسکی جب دیا حکم
سونے مین منڈھے سنار تعویذ

ہوا ایک سپر نہ تیغ غم کی
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ

لو تار نظر ہی اگر ہے
ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیون رشک سے دل جلے نہ میرا — ہو اوس سے جو ہمکنار تعویذ
چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا — ہے صاحب افتخار تعویذ
باندھے صنم کہاں کہاں تو — اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت
جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف رائے مہملہ

دل پر داغ کا مسکن نہیں ہے اوسکی گیسو پر — اوگا ہے پھول لالے کا یہ گویا شاخ سنبل پر
ہجوم ایسا ہوا گلشن میں اوسکے قد دلجو پر — گرے سرو لب جو ٹوٹ کر سرو دلجو پر
الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا — عوض تعویذ کے باندھا ہے اوسنے اپنی بازو پر
کہاں جاتا ہے اپنی فکر سے اوس چشم کا مضمون — یقین ہے صید ہو ڈالا ہے گھوڑا ہمنے آہو پر
سنبھل سکتا نہیں ہے سر وفور ناتوانی سے — اگر تکیے سے اوٹھتا ہے تو آ رہتا ہے زانو پر
امید قتل تیر کی چشم سے کچھ تو تھی مجھکو — بڑھا کر دست مژگان رکھدیا ہے تیغ ابرو پر
یہ شوق قتل تھا ہمکو کہ مقتل میں گلا رکھا — کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر
پرستش سے بت پندار کی انکو ہے کب فرصت — مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہیں ہندو پر
مرے رونے نے فرقت میں یہ لایا ایک عالم کو — بہائے ابر نے دریا مرے اک ایک آنسو پر
چمک جاتا ہے درد دل زیادہ ہجر ساقی میں — اگر برسات میں شب کو نظر پڑتی ہے جگنو پر
اگر رخصت ہی ہے مد نظر اتنا ٹھہر جاؤ — کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھوں میں بازو پر
در جانان پہ مطلب تھا یہ میرا لغزش پا سے — کہ اس حیلے سے رکھدون ہاتھ دروازے کے بازو پر
خبر تجھکو نہیں ہے ای سگ جانان تعجب ہے — سگ اصحاب کہف آیا ہمارے لاش کے اوپر
بڑا حظ بھی نہ میرے تیغ پہ میری سخت جانی سے — تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہے محبت میں

مسلمان ہو کے ہم عاشق ہوے اک طفل ہندو پر

فقط کہتا نہین ہین شعر اوس مصرع گیسو پر
رباعی اک نئی ہوتی ہے موزون چار ابرو پر

نہین خال سیہ جو ہی نمایان اوسکی ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر

وہ شاہِ حسن تل بیٹھے تو یہ اوج شرف بخشے
کہ صدقے ہو ہما پھر پھیر کے شاہین تدرو پر

مرض مین اوسکے گھر جاکر عیادت کا غرور اوٹھا
دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اونکے بازو پر

معطر مغز جان تک ہو جو سیکے داغ دل سوزن
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر

سلام اوس ترک کا لینا ہی اپنا قتل کا شاید
کہ رکھتا ہی وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر

ہوا ہین سینہ زن فرقت مین سینہ کرکے یاد اوسکا
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر

ہی وحشت ہی مجکو وحشیون سے انس ہے ایسا
کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پای آہو پر

خیال ناوک مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین
کہ تودے کا گمان ہوتا ہے مجکو اپنے پہلو پر

گرے تھے نہر گلشن مین کبھی جو اشک گرم اپنے
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ چھالے لب جو پر

نہایت تنگ ہی قاتل ہماری سخت جانی سے
کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اس دست بازو پر

کیا دلکو جلاکر خاک اپنے سینے سے وہمہ
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اوسکی تیغ ابرو پر

ملے بازو اگر اوس ترک نے دست حنائی سے
جمایا طایر رنگ حنا نے رنگ بازو پر

بہت کرتا تھا رم جب سامنے آیا وہ صید افگن
نہ سوجھا کچھ پڑے حیرت کے پردے چشم آہو پر

صدف کی کیا حقیقت ہی اگر اوسمین نہو گوہر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھہ کی موقوف آنسو پر

پس مردن یہ بخشی ہمکو رفعت بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

بڑھا جاتا ہی تجھے دیکھہ کو سونا قہ لیلی
سوار اے قیس تو بھی کیون نہین چڑھتا ہی آہو پر

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خرامان ہی
بھر آتی ہین امیر آنکھین مری قمری کی کوکو پر

کیا قصہ جب کچھ کہون اونکو چلکر
دلی بات ہونٹھون مین منھہ سے نکل کر

گرا ہیں ضعیف اوسکے کوچے کو چل کر
زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر

نہیں سیر دیکھو سوے قاف چل کر
سر راہ بیٹھی ہیں پریاں نکل کر

ادھر کی نہو جاے دنیا ادھر کو
زمانے کو بدلو نہ آنکھیں بدل کر

وہ کرتے ہیں باتیں عجب چکنی چکنی
یہ مطلب کہ چوپٹ ہو کوئی پھسل کر

وہ مضطر ہو نہیں کیا مرے ساتھ گھڑیوں
تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر

یہ کہتی ہے وہ زلف عمر خضر سے
کہ مجھ سے کہاں جائیگی تو نکل کر

گلستاں نہیں ہے یہ بزم سخن ہے
کہو شاعروں سے کہ پھولیں نہ پھل کر

غضب اوج پر ہے مری بیقراری
زمین آسماں بن گئی ہے اوچھل کر

پڑا تیر دل پر جو منھ تو نے پھیرا
نشانہ اوڑایا ہے کیا رخ بدل کر

نہ آئینگے وہ آج کی شب بھی شاید
کہ تارے چھپے پھر فلک پہ نکل کر

سبو و شیشو بزم گلزار مہکے
گل آئے ہیں پوشاک میں عطر مل کر

چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی
شفق بن گیا خون میرا اوچھل کر

کمر بال سی ہے نہ بچکے یہ ڈر ہے
جوانی پہ اے ترک آنا نہ بل کر

حضور اوسکے باتیں جو کیں ڈرتے ڈرتے
کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر

چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے
ہوئی پردہ ہر بات میں تہ نکل کر

وہ ہوں لالہ ساں سوختہ بخت بیکس
کہ مے ہو گئی داغ ساغر میں جل کر

کہے شعر امیر اوس کمر کے ہزاروں
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہے تو محشر میں جاکر
جہنم اوگل دیگا مجھکو نگل کر

پڑی جبکہ اوچھی وہ تلوار چل کر
گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب
نہ گھٹ کر ہوں قطرہ نہ دریا اوبل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک افگن
اگر چبھی میرے دل میں زبان سے نکل کر

جو شام شب ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پر آئی ہے صورت بدل کر

جہان میں نہ کی قدر غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دل سے نکل کر

سخن اوس بت کا شاید نکلتا ہے پتھر
کہ قدموں پہ گرتی ہیں نظریں پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا
کہا میں نے بھی شعر اونکو جل کر

جلانے کو دل داغ سینہ ہے حاضر
مگر تو ہی اے داغ پہلو بدل کر

جو کھینچیگا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اونھیں آتے دیکھا تو دوڑیں نگاہیں
گئیں آنکھیں اونکے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پانوں محفل میں کیسے
ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اس قدر نقد جان کیوں ہے اے دل
خدا دے جو ہمت تو نذر اجل کر

بشر کیوں نہو بیوطن ہو کے مضطر
تڑپتی ہے دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہوں جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پر مرے گر پڑی تیغ اوچھل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن ہے
دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے در دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اظہار تقوے
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
وہ بیٹھا گرا سر پہ شانے سے ڈھلکر

ارادہ ہے خود اونسے پوچھوں میں چلکر
یہ خط تم نے پھاڑا کہ قاصد نے جلکر

جو برسات میں تا در یار پہونچے
بہانہ کیا خوگرے ہم پھسل کر

توقع ہے دھوکے میں آکر وہ پڑھ لیں
کہ لکھا ہے نامہ اونھیں خط بدل کر

کہیں محتسب چونک اوٹھے نہ غش سے
نہ جا بوئے مے میکدے سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
دکھاتے ہیں جلوے وہ شکلیں بدل کر

زمیں پر نہیں پانوں رکھتا ہے قاتل
کہو خون دامن پکڑ لے اچھل کر

وہ نیرنگ پرداز ہے عمر انسان
دکھاتی ہے یہ تین شکلیں بدل کر

نکالا جو پیر مغان نے تو کیا غم
بلا لیگی پھر دختر رز مچل کر

کھنچے دل نہ کیونکر حسینوں کی جانب
جو پارہ بھی دوڑے کنوئیں سے نکل کر

دم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا
کہ سانچے میں آتے ہیں مضمون ڈھلکر

پڑا ہے جو پے آب چاہ زنخدان
ہوا کیا عرق تیرے رخ سے نکل کر

نفس دار کی ایک جا آمد و شد
کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چلکر

حسین کیوں نہ جوش جوانی کو روئیں
کہ جوبن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر

وہ مقتل ہے تیرا کہ آتے ہیں قاتل
جوان دوڑ کر گھٹنیوں طفل چلکر

نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی
جگر دب رہے روک لے دل اچھلکر

یہ خواہان ہر شی نگین بے نشانی
نہ جائے نگین نام جیسے نکل کر

مرے قتل سے وہ کمر کب ہے منکر
خطر کیا ہے بیٹھی ہے کیوں ناف ٹل کر

یہی سوز غم ہے تو اشکوں کی صورت
کسی روز یہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک ساتی سے جلکر

نہ جاتا تھا اوس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا روغن قاز مل کر

نکلتے مدتوں راہ میں سنبھلکے چلکر
وہ دیر تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شب تار ہو جائیگا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھیں بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت
تو یوسف جوان بیڑیوں میں ہو پلکر

ضعیفوں کو ہے باعث زیست بستر
کہ ڈھلتا ہے عکس آئینے سے نکل کر

ذرا گرم نظروں سے دیکھے جو ساقی / ابھی مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر
لگا رہنے دو دور سے بیتاب دل کو / کہاں جائے بازو سے مچھلی نکل کر
گریں گرم آنسو جو دریا میں میرے / صدف میں گہر پھر ہو قطرہ پگھل کر
عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہی موذی / کرے بے غم ہے بچوں کو اپنے نگل کر
مے گرم سے نے کر دیا گرم ساقی / صراحی پیالا کوئی شور سے نکل کر
یقین ہے کہ پھر جان ہی لین یہ نوی / جو بیٹھیں کبھی مثل چپک نکل کر
جو وہ اُٹھ چلے اہل محفل تو کیسے / پکڑ لے سینہ اسکا دامن اچھل کر
رقیبوں سے کیا راہ ہے ڈاکیوں کو / کر دیتے ہیں مجکو خط اوسکا بدل کر
وہ مجنوں ہوں شب کو جو صحرا میں بھٹکوں / چراغ سر راہ ہو گھاس جل کر
ابھی جان دیدوں جو دیدی مجکو مٹی / غبار اوس ستمگر کے دل سے نکل کر
ادٹھا ایدل آنکھوں سے اتنا نہ طوفان / کنوئیں بیٹھ جاتے ہیں اکثر ابل کر
نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے / جلا یا جو پردوں کو آنکھوں نے جلکر
جھنکائی لحد گلہ خون کو فلک نے / پڑی کس شکنجے میں تازوں پہ پل کر
مرے آنسوؤں نے مجھے بخشوا دیا / بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر
کہو سیر ادہر ناوہ اوس گلبدن سے / شاوے خدنگ حنا ہاتھ مل کر
وہ لاغر تھا میں ہفت قلزم میں ڈوبا / گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسماں بھی کھلاڑی ہے شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستیں سے جو ہوا دست ستمگر باہر / میں یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر
ڈر سے آسکتے نہیں میرے سیہ خانے میں / ماہ و خورشید چلے جاتے ہیں باہر باہر
داغ الفت مرے دلمیں کوئی چھپ سکتا ہے / شمع فانوس کا نور ایک ہی اندر باہر

غیر قاتل سے جدا ہو نہیں آتا ہے یقین
ہوگا سنگ کوچۂ قصاب سے کیونکر باہر

کیا ہوا خط کا جو اوس چاہ ذقن پر ہے ہجوم
مور روزن سے نکلتے ہیں برابر باہر

شوق ہوتا جو نہ اوس چاہ ذقن کا ہمسر
کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر

ایک گھر میں نہیں رہ سکتے ہیں یاں دو انسان
حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے شتر باہر

ہوں وہ دیوانہ جو رکھتا ہو نہیں گھر میں قدم
غل ہے زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر

مجمر چشم سے کیوں دانۂ اشک آئے نہ تند
کہ سپند آگ سے آتا ہے تڑپ کر باہر

ہوں وہ جانباز میں آیا تو پئے استقبال
تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر

چاہتا ہے کہ وہ بے پردہ ہو آنکھوں کی حضور
اتنا جامے سے ہوا ہے دل مضطر باہر

قاصدی کیا جو خط اوس تیر فگن تک پہونچوں
چاہ سے ڈر کے ہو کوئی کبوتر باہر

شیخ صاحب نے جو رندوں کی سنی ہے آمد
کیسے گھبرائے پڑے پھرتے ہیں اندر باہر

کیوں چڑھاتا ہے عبث جان کبھی بھی تھی یا
کب ہوا تجھ سے میں اے ترک ستمگر باہر

بادہ خواروں کا زمانے سے جدا ہے عالم
بھٹیاں ہوتی ہیں آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہے اس پیکر خاکی کی امیر
کیا حقیقت ہے صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزاروں کو پنہائی زنجیر
رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر

ہے ہمارے دل چاک کا حصہ وہ زلف
شانہ ہے کون جو چھوتا ہے پرائی زنجیر

آج منت ہوئی پوری ترے دیوانوں کی
ملک الموت نے پاؤں کی بڑھائی زنجیر

اے جنوں ہاں خدا کو نہ کڑی کر مجھ پر
جوش مل جائیگا ہے جو ہلائی زنجیر

ہے خوشی مجھکو جو زنداں سے رہائی کی تو یہ
تنگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر

ترے پاؤں سے بیڑیو نہیں نالاں ہیں فقط
کھینچتی مرے پاؤں کی دہائی زنجیر

قید خانے کی طرح وادی وحشت میں قید
ہوگئی مجھکو مری آبلہ پائی زنجیر

یاد گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اوتر آئی زنجیر

کس پری کے گل عارض کا مین دیوانہ تھا
کہ مرے پاؤن مین پھولی نہ سمائی زنجیر

قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
موج گل آئی تو سمجھا کہ مین آئی زنجیر

اے پری دست حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پانو پر اونکے گری ہو کے پریشان کاکل
مری وحشت نے پری کو بھی پنہائی زنجیر

اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجھکو
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر

لیچلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہتھکڑی ہاتھون مین پاؤن مین پنہائی زنجیر

اک حسین کا ہو نہین دیوانہ تکلف ہے ضرور
نقرئی طوق ہے زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانب صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنہائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو اے آہنگر
آہن برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

اے جنون پاؤن ہین مجروح تو گر دین نہ حنا
طوق گلرنگ لہو سے ہے حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
چاہیے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
وائے بیرحمی کہ پانی بند ہے بیمار پر

جا بجا سبزہ نہین اے دل یہ قصر یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سر دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا در دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سر دیوار پر

جور ہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہے اسی دیوار پر

یہ مرے بیت الحزن پر چھائی ہے بوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہے قدم دیوار پر

کھا گئی گل کر کے میری شمع بالین کو صبا
کوئی افتاد ان روتا ہے سر بیمار پر

بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہاتھ رکھدے بڑھ کے چشم نرگس بیمار پر

ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نغمہ نہین
دست گلچین چڑھ گیا اک شاخ بیکس خار پر

وار کر سکتی نہ قاتل کوئی گلشن میں بار
دوڑ کر خود رکھدیا سینے گلا تلوار پر

باغ سے پہونچا میں جنتی بے تکلف سرگذشت
پاؤں بھی رکھا نہ شل سے تو گل دیوار پر

مرے کپڑے زاہدانِ خشک کے کیا تر کیے
جلکے میں نے آگ رکھدی جبہ و دستار پر

وہ حسین ہے تو ہوا از بسکہ جس دم جلوہ گر
کھنچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہی بجھتے ہیں مرے ہوا بال ہما
جو کبوتر اوڑ کے آبیٹھا تری دیوار پر

گرد گل کانٹے نہیں ہیں یہ گلشن میں نمود
او نگلیاں اوٹھنے لگی ہیں عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی میں نے آہ
وار روکے سیکڑوں تلوار کے تلوار پر

زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اوٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھہ اگر آئینہ وحدت نما سے ہو دوچار
ہے پر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا میں بے بال و پر
اڑ کے پہونچوں بھی تو پہونچوں باغ کی دیوار پر

شمع ساں گریاں ہے قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہیں عشاق کیا کیا ابروی خمدار پر
روز یاروں کے گلے کٹتے ہیں اس تلوار پر

جلوہ گر ہے خود وہ اپنے طالب دیدار پر
دھوکے کی ٹٹی ہے پردہ یار کے رخسار پر

دیکھ کے چھالے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیونکے ہار پر

شان لو سکتی ہے کوئی قانع ہو کوئی زیرپا
چھت جو ٹوٹی ہے تو کڑیاں چڑہتی ہیں دیوار پر

سے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اوس آنکھ کی
بارہا دیکھی رکھے او نگلی ترک نے تلوار پر

بند آنکھوں کی دکانیں ہو گئیں ہنگام مرگ
آخر شب کیا اوداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت میں بھی کتنے شاد ہیں کتنے حزیں
لالہ داغی کیا کہ دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہیں نہیں وہ محروم راحت گرنہ پاؤں فرش خواب
گر پڑے دیوار چھٹ کر سایۂ دیوار پر

ہے بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہے چال یکساں راہ ناہموار پر

ہون وہ طائر لذتِ غم کب ہوئی پوری نصیب / تو بجنے مین رہگئے صیاد سے دو چار پر

اسلیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہون مست / ہو تالون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

کر کے گلگشتِ چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل / ابر کے بدلے اوداسی چھا گئی گلزار پر

ہے یہی باعث جو ہے رنگِ بدن طوطی کا سبز / زہر کھایا ہے تمھارے سبزۂ رخسار پر

نیزۂ قاتل سرِ بسمل پہ خندانِ زخمِ تن / کیا اوگا ہے نخلِ ماتم قہقہہ دیوار پر

ای پری آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر / سورۂ جن پڑھکے دم کرتے تری بیمار پر

تیر پڑتی ہے نظر اوس ترک کی مجھ پر ایسے
تل رہا ہے باز کیا کنجشک کے آزار پر

ہو اگر ناز سے وہ بزم مین قتمان جھک کر / چوم لے پانون سرِ گوشۂ دامان جھک کر

مرتبہ پیشِ خدا ہوتا ہے اُتنا ہی بلند / جسقدر چلتا ہے الناں کے انسان جھک کر

خاکساران زمین کا ہے یہ شوقِ پابوس / رہگئی ہے کمرِ گنبدِ گردان جھک کر

رفعتِ قصر تواضع سے اگر واقف ہون / آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر

مین وہ عاشق ہون صفا کیش پری رویون کا / ہوتے ہین مجھ سے بغلگیر سلیمان جھک کر

دیکھہ پائے جو اہی ٹھاٹھہ سے تمکو ای ترک / لے قدم دوڑ کے رستم سرِ میدان جھک کر

تم وہ لیلے ہو جو آئے تو برائے تسلیم / بید مجنون ہوے شمشاد گلستان جھک کر

بیڑیان بھی جو کٹین ہون وہ اسیر لاغر / پانون مین میرے پھنسے طوق گریبان جھک کر

سرکشی اہل تواضع سے کوئی چلتی ہے / پست دروازے سے آتا ہے خود انسان جھک کر

تو وہ گلرو ہے اگر باغ مین رکھتا ہے قدم / چوم لیتی ہے قدم شاخ گلستان جھک کر

قد خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین انکے / سب سمجھتے ہین کہ گرجاؤ ہین یون جھک کر

آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیر حیات / چار دیوار عناصر ہوئے ویران جھک کر

ہے یہ ایماء کہ چلا چاہتے ہین زیرِ زمین / چلتے ہین موسمِ پیری مین جو انسان جھک کر

کہدو صیاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہی کام | خود نہ یاد آ گی مجھے شاخ گلستان جھک کر

یاد رکھو مصرع استاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہی جو یاد رخ جانان رات بھر | ہم بھی حافظ کی طرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر
یاد زلف یار مین جمعیت خاطر کہان | خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر
اندنون ہوتی ہین یون اپنی بسر لیل و نہار | یاد رخ دن بھر خیال زلف پیچان رات بھر
کچھ شب فرقت نہ پوچھو حال اشک و آہ کا | برق چمکی صبح تک برسا ہے باران رات بھر
بندھ گیا ہی شام سے کس کی لٹ کی افشان کا دھیان | جگنوؤن سے ہی مرے گھر مین چراغان رات بھر
باغبان ہوتا ہی مجھپر کیون گران چین بر جبین | مثل شبنم ہو نہین اس گلشن مین مہمان رات بھر
نیت بد ہو تو کار نیک سے حاصل ہے کیا | جاگتے ہین وزد بھی مثل نگہبان رات بھر
عالم افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج | ہی چراغ خانہ اپنا ماہ تابان رات بھر
اور بیماری مین ہوتا ہی شریک درد کون | شمع رہتی ہے مرے بالین پہ گریان رات بھر
تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا | پھونکتے ہین مشعلین غول بیابان رات بھر
آتش شوق اور بھی سے قصہ خوان نے تیز کی | کیون سنایا ذکر بلقیس و سلیمان رات بھر
کی عیادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام | حکم حیدر تھی جو آواز نگہبان رات بھر
پوچھتے ہو کیا شب فرقت کی تاریکی کا حال | اپنی آنکھو لیے رہے ہم آپ پنہان رات بھر
ذرہ ذرہ ہو اڑا سا گردش ایام سے | ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سرگردان رات بھر

کشورون مین لکھکے خط احباب کو بھیجے امیر
کیسے کیسے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچہ سان بیٹھ رہا سر بگریبان ہوکر | رخ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہوکر
رہ مین کشتون کی گلے ملتی ہین شادان ہوکر | عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہوکر

پتلیاں کب تئیں آنکھوں میں ہیں ای غیرت حور
دیکھنے آئی ہیں پریاں تجھے انسان ہو کر

عشق عارض میں مرے تار نظر جاتے ہیں
رہیں قرآن میں شیرازہ قرآن ہو کر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشم مردم میں کھٹکتا ہوں میں انسان ہو کر

ہو کے محمود میں ہوں بندۂ فرمان ایاز
ناز پریوں کے اوٹھاتا ہوں سلیمان ہو کر

ابھی اتنا ہی حجاب اونکو جو کچھ کہتا ہوں
نیچے کر لیتے ہیں آنکھیں وہ پشیمان ہو کر

جلگیا اگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہو کر

ہو جدا تجھ سے تو کیا خاک رہے عاشق میں
جسم پیوند نہیں ہوتا ہے بیجان ہو کر

ہوں وہ وحشی مجھے نظروں سے گرانے جو جہان
چشم عالم میں پھروں خواب پریشان ہو کر

دل ملا خاک میں ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑوں دانے اوگے خاک میں پنہان ہو کر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سے آئی
جمع پھر دل نہیں ہوتا ہی پریشان ہو کر

کچھ اوٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
چل دیا زخموں پہ قاتل نمک افشان ہو کر

خون دل کوچۂ گیسو سے سیہ میں جو بہے
جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہو کر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن میں چمکیں
جل اوٹھیں شہپر طاؤس چراغان ہو کر

چاہتے ہیں تری تلوار کے جوہر اوترک
دہن زخم میں جم بیٹھتے دندان ہو کر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھیں
رہ گئیں رخنۂ دیوار گلستان ہو کر

موسم گل میں تقاضا ہے جنوں کا یہ امیر
چاک ہو پیرہن زیست گریبان ہو کر

دار الیا میں ہوا بادیہ پیما ہو کر
ذرہ چاہے تو تھکا دے تجھے صحرا ہو کر

اسقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہو کر
کف پا اوٹھ نہ سکے نقش کف پا ہو کر

ہم مریضوں سے یہ اغماض مسیحا ہو کر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہو کر

لذت درد سے جینے کا مزہ ملتا ہے
چھیڑتا کیوں ہے مجھے زخم دل اچھا ہو کر

بعد مرنیکے بندھی ہو مرے نالون کی ہوا
گنبدِ قبر اڑے کیون نہ بگولا ہوکر

سرو و گل سے تمھین تشبیہ مین کب بنتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہوکر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخمِ جگر
رنگیا دیدۂ بسمل کیطرح وا ہوکر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھسلا
آ رہا کان مین اوس مہرکے بالا ہوکر

اونچے اڑتے ہین کبوتر تری ٹکڑی کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقدِ ثریا ہوکر

حسرتِ دستِ حنائی مین ہم ایسا روئے
بہگیا آنکھ سے دل خونِ تمنا ہوکر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہو رہنے
غرق کردے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہوکر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور ہر دانۂ انگور ہو مینا ہوکر

لیجیے مال امیرون سے فقیرون کیلیے
لوٹیے دولتِ دین طالبِ دنیا ہوکر

آکے وحشت مین جو کہتا ہون نہین سنتا ہی
ناز مجنون کے اوٹھاتا ہی وہ لیلی ہوکر

بید مین بنتے ہو تم سے جلاتا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مردونکو مسیحا ہوکر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہوکر

لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہین جب بہرِ شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوی صحرا ہوکر

خرمنِ جان و جگر مزرعِ امید امیر
دل نے پھونکا شررِ آتشِ سودا ہوکر

کبھی تو بھول کے رکھدے قدم مرے سر پر
پڑا ہون صورتِ نقشِ قدم ترے در پر

جو ذبح بھی ہو تو احسان نہ رکھہ ستمگر پر
یہ ذکر خیر رہے گا زبانِ خنجر پر

وہ مست ہون کہ رگڑتا ہون سینۂ خنجر پر
وہ شیشہ ہون کہ ٹپکتا ہون سنگ و پتھر پر

وہ مست جب کبھی گذرا ہے میکدے کیطرف
بہک کے دستِ سبو جا پڑا ہے ساغر پر

دلِ شکستہ نے اوس بت کے دل کو نرم کیا
کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

برنگِ سایہ رہا پائمال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگ یار کو سلام نیاز — ہما نے سایہ پرون سے کیا کبوتر پر
ہوا ہے بوسۂ لب ہے یہی تو مرگ کے بعد — حباب بنکے رہونگا مین آب کوثر پر
ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون — چھڑک لیا تھا نمک مینے شیر مادر پر
پھڑک رہا ہے مرا مرغ روح اے قاتل — کہ جوہرون نے بچھایا ہی جال خنجر پر
وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک ہوتا ہے — پڑا ہوا ہے فقط رخت خواب بستر پر
نگہ کو دیتے ہین گردش جو آشناے چشم ترک — چھری کو کرتے ہین وہ پیدا تیز پتھر پر
جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر — یہ قول گرد یتیمی ہے روے گوہر پر
صف مژہ کو بھی ہی تاک چشم ساقی کی — گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر
چلا ہی نامہ مرا لیکے نامہ بر یارب — ترے حبیب کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہی یہ نفرت نہ ہاتھ اوٹھاؤن امیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربت تونگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر — گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہے چادر پر
پھرینگے حشر مین کھولے ہوے وہ زلف دراز — پڑی بلا تو پڑیگی یہ اہل محشر پر
کچھ ایسی مین شان نکالی ہی تیرے مژگان کی — نثار ہو رگ جان ایک نوک نشتر پر
کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ — ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر
پیا تھا جوش جنون مین کبھی لہو میرا — تو ہی مزا ہے ابھی تک زبان خنجر پر
ہوا تلون اہل دول سے یہ ثابت — قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آب گوہر پر
مین سخت جان ہون وہ کرتا ہی سنگسار مجھے — خطر ہے ضرب نہ آجاے اوسکی پتھر پر
ملے جو خدمت آئینہ داری خوبان — مرے گناہونکی گٹھری ہی غیر کے سر پر
لیے ہین دفتر عصیان کو کاتب اعمال — مرے گناہونکی گٹھری ہی غیر کے سر پر
یہ مجھکو حسرت دیدار یار تھی دم قتل — نہین فقط نہ چڑھا خون ہی مرا سر پر

جو ایکدم کو بھی غرفے مین آپ آ بیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اوٹھ گئی در پر

وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے پا بیٹھے
چلون وہ چال کہ پہونچون تو حشر تک پر

ہجوم اشک سے دانتونکے عشق مین کھیلا
بندھا ہی موتیون کا پل یہ آب گوہر پر

وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھونکا
تو اوڑکے مثل پرکاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمت عصیان سے رہگیا پردہ
عجب نقاب پڑی روے اہل محشر پر

سنا کسی سے جو نام دوائے درد جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہاے درد جگر

رہا جو عشق کی ہو ہر طرح ہو نہین رہتے
گھٹائے درد جگر یا بڑھائے درد جگر

نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہے طبیب
کہان سے آئے الٰہی دوائے درد جگر

زبان رک نہین سکتی ہے رنگ چہرہ ہے زرد
کہان تلک کوئی یا رب چھپائے درد جگر

تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہے اب مجھے ثابت
کہ جان جائے یہ ہے انتہائے درد جگر

دیا ہے قسمت بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہے سوائے درد جگر

ہوئی دوا بھی لکھے عاملون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے درد جگر

اٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے درد جگر

ہمارے دل کا وہی درد امیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے درد جگر

جلتا ہے دل فراق مین کیونکر خوش آئے ابر
پرکالے آگ کے ہین مجھے قطرہاے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پہ جو آئے ابر
رو رو کے چادر آب کی ان کی چڑھائے ابر

ہین کسکے غم مین نالۂ درد آشنا سے رعد
ہے کسکے غم مین گریۂ بے انتہائے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہے ٹھیک انکے بدن پر قبائے ابر

ساقی ہین بادہ خوار ترے بادشاہ وقت
سر پہ ہے انکے سایۂ بال ہمائے ابر

سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون
بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعاے ابر

ہین ہیچ یا ہین نکرون نالے فلک
بلبل تو ہاے گل کے طاؤس ہاے ابر

آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان
چھائی ہے کیا چمن مین اداسی بجاے ابر

اک برقوش کی یاد مین رو رو کے مر گیا
کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری رداے ابر

دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین
پانی کو ڈھونڈھتے ہین عبث لکہ ہاے ابر

ہر دامن قطرہ مین سمندر بھرے ہون جب
پھر کسطرح نظر مین ہماری سماے ابر

خط اسطرح ہے روے کتابی یار پر
کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اوڑھاکے ابر

سیکھا ہے میرے دیدۂ گریان سے سا شا
کہدو کہ آبرو کو نہ اپنی مٹائے ابر

مجھ مست سے پھری ہوئی ہے یہ ہواے باغ
شیشہ بھرون جو مے سے تو پھر گھر آئے ابر

برسات مین بھی ہے اگر سے کشی کا لطف
دامن نچوڑ زاہدون کے نہ دھبا لگاے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے اسیر
ہان نیلگون ہے دوش پہ ابر رداے ابر

اے بتو لازم ہے چشم لطف دولتخواہ پر
بوسہ یا دشنام کچھ تو دو خدا کی راہ پر

جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندون کے مطیع
سایہ کرتا ہے ہما شہپر سے فرق شاہ پر

پھنس گیا ہون دام مین صیاد کا ہے خفیا
اب گلا میرا دبائے خواہ اوڑائے خواہ پر

بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض نہ آپ
شک اگر ہو مہر ہم کردین کلام اللہ پر

چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین
چھائیان ہمکو نظر آتی ہین روے ماہ پر

کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بنایا ہے عبث
چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر

کی مشقت ہو گئے ہم خاک جسکی راہ مین
آہ وہ قاتل وہ آج تک آتا نہین ہے راہ پر

اوٹھ سکیگا کس طرح مجھ ناتوان سے بوجھ غم
اسلئے ہے کوہ کا غم بوجھ برگ کاہ پر

شکر ہے اتنا تو الفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اٹھتا ہے وہ بیدرد میری آہ پر

ہو وہ شاہ حسن ہین افلاک بھی زیر نگین
سکہ بٹھلا دے نہ خورشید و سیم ماہ پہ

دیکھیے کیا ہو دل نالان کو دیکھو رعد کو
کیا بڑی آواز ہے اس قامت کوتاہ پر

ہون وہ بیمار محبت مین جو چاہونگا علاج
چرخ سے اوترینگے عیسے سقف بیت اللہ پر

ہے تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پر

شکر ہے آئے کبھی میرے گھر مین مہمان ہوکے
یہ عنایت یہ عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین مٹ جائینگے یہ مثل حباب ایسا امیر
ہین عبث مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہوا سلسلہ جنبان چلکر
آرہا جو مرے دامن مین گریبان چلکر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
رہ گیا چار قدم سوے بیابان چلکر

جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاشہ پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سر میدان چلکر

ابر آیا ہے بہت بیٹھ چکے مسجد مین
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر

قصد اوس بزم کا کیجے کہ ملے بوسۂ لب
لیجیے مول کوئی لعل بدخشان چلکر

جانتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال
چال مجھ سے نکر اے کبک خرامان چلکر

باغ باغ اوسکی گلی مین ہے مرا غنچۂ دل
کیا کرون مین طرف روضۂ رضوان چلکر

سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
پانی پانی ہے ترا خنجر بران چلکر

تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے
کبک و طاؤس نہ کیونکر ہون پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت مین امیر
روئیے خوب سر گور غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلف رسا ہے سر پر
تو شہ حسن ہے یہ ظل ہما ہے سر پر

سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی اسکی جا
پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہے سر پر

واقعی کتنی ہے معشوقۂ دنیا بے شرم
رخ پہ اسکے ہے نہ برقع نہ ردا ہے سر پر

شمع ساں سوزش غم سے نہیں دنیا کو نجات
کیا تکلف ہے اگر تاج طلا ہے سر پر

دھوپ میں جلکے دکھایا ہے تماشا تہ شمع
آفتابی ہے کہ داماں قبا ہے سر پر

روبرو اوسکے جھپکتی ہے مہ و مہر کی آنکھ
چاند سورج کی وہ چوٹی میں ضیا ہے سر پر

کہکشاں چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر
ترک کھینچے ہوئے شمشیر جفا ہے سر پر

سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہیں وبال
سایۂ بال ہما ابر بلا ہے سر پر

سرخ ٹوپی نہیں پہنی ہے مرے قاتل نے
خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہے سر پر

حسب ارشاد نبی فقر حقیقت میں ہے فخر
ابر رحمت کہ گلیم فقرا ہے سر پر

دشت میں گرمی رفتار و بخار دل سے
بجلیاں پاؤں کے نیچے ہیں گھٹا ہے سر پر

حائل کوہ غم ہجر ہوں کیا راہ چلوں
پاؤں اوٹھ سکتے نہیں بوجھ بڑا ہے سر پر

کوئے جاناں میں گرایا مجھے او لغزش پا
بارک اللہ یہ احسان ترا ہے سر پر

سیکڑوں پاؤں اوٹھائے ہوئے گلشن کو چلو
ساتھ چلتی ہے ہوا سر و گھٹا ہے سر پر

محتسب لیے ہے شیشے کی پری کا دشمن
سخت دیوانہ ہے جن اسکے چڑھا ہے سر پر

واعظ شہر بھی رکھتا ہے کنھیا کا مکٹ
واہ عمامۂ عجب جلوہ نما ہے سر پر

اہل دنیا ہیں غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہے سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جاں کیا کیا
ساتھ پیکاں کے نکل جاتے ہیں ارماں کیا کیا

ذکر اوس مصحف عارض کا بھی ہوتا ہے ضرور
جمع ہوتے ہیں جہاں حافظ قرآں کیا کیا

ساکنان حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے
رخ کے حیراں ہیں تو گیسو کے پریشاں کیا کیا

جب نکلتے ہیں مکاں سے وہ بدلکر کپڑے
چاک ہو جاتے ہیں جتنے ہیں گریباں کیا کیا

مجلس گور غریباں نہیں رہتی خالی
روز آرہتے ہیں اسمیں نئے مہماں کیا کیا

جھانک کر روزن دیوار سے دیکھو تو ذرا
در پہ ہیں خاک نشیں بے سر و ساماں کیا کیا

عاشق عارض و لب قید سے چھوٹے جسدم
گئے دس بیس حلب کو تو بدخشاں دو چار

ہوں وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہیں دل روز دو روز
جب تلک طے نہیں کرتا ہوں بیاباں دو چار

بت کے عشاق سے وابستہ گیسو ہیں سدا
لاکھوں ہندو نظر آتے ہیں مسلماں دو چار

ہوں وہ بلبل کہ زخموں کو غرہ درہ کا ہے
نہ بھرے جی جو نہ خالی ہوں نمکداں دو چار

امتحان مردم دنیا کا کیا ہے ہمنے امیر
دیو خصلت جو ہزاروں ہیں تو انساں دو چار

تمہیں کو جا تمہیں کو تکتے تمام عالم سے تنگ ہو کر
دوئی کا وحدت میں دخل کیسا ہے ہمیشہ اک رنگ ہو کر

ادا تو دیکھو کہ وقت رخصت ہر ایک یاں بدنما ہے
چھبا رگ جاں میں مثل نشتر جگر میں بیٹھا خدنگ ہو کر

ٹھہر گیا ہے ہمارے دل میں ہزار منت سے درد الفت
نکل پڑے ڈر ہے کیا وہ جائے ستانے کی تنگی سے تنگ ہو کر

قدم جو اس کے مکاں میں رکھوں بہشت گلشن ہو کوئے جنت
لگا دو ذروں کے جا بجا پر ہر ایک زن تفنگ ہو کر

جو بخت دل وحشیوں چھوڑ تو پہنچ جاؤ دلکو وہیں آئند
بتوں کو زخمی کرے مقرر جدا فلاخن سے سنگ ہو کر

عبور دریا میں ساتھ تیرے جو میری تقدیر کی برائی
بچا ہی کشتی نہ دانت پیسے جو اژدہ بیشت نہنگ ہو کر

نہاں تھا اتنا کہ ہو نظاہر عیاں جانا کہ سبتاں میں
وہ دل میں آئے تمہارا کر گئے تو پھر کے کار رنگ ہو کر

بہت فرنگی بچوں کی صحبت کا شوق دل میں جو ہو تو ہم کو
حرم کو تم سیدھی راہ جاؤ ہم آئینگے فرنگ سے ہو کر

کہاں طریق جنوں میں ہے کوئی آتا جگاہ آفت
چھپا ہے ٹکڑوں میں اپنے کا ٹکڑا وہ لیٹے ہیں تنگ ہو کر

عزیز اپنے انسان میں مصیبت کریں تو سمجھیں بیوفائی
کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے بہم ہو گردش میں سنگ ہو کر

جو ہم ہیں ہند و بجز ہوں کے عاشق شہید ہوتے کی کیا خبر تھی
نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اڑیگا ہولی کا رنگ ہو کر

اثر نہ جائے کسی طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا
فلک نے تعمیر وسیع بھی دے وہ قبر پہنچا سے تنگ ہو کر

گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ تو تھا کہ پائیں گل
وہ فصل ہے اب کہ ہیں شگوفے بھی پھول غنچہ سے تنگ ہو کر

جوابِ خط وہ ادھر سے آیا کہ دل گیا اے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھر اوہاں سے خدنگ ہو کر

نہ کور باطن ہوا ہے برہمن ذرا تو چشم تمیز وا کر
جو اوٹھکے پہلو سے انجمن مین وہ دور بیٹھے ہین مجھسے جا کر
شرر سے کہدو کہ پست فطرت پہ پھٹتے کیون ہین سمجھتو اگر
قدم کو لغزش زبان کو لکنت ہے رعشہ ہاتھونکو سر کو جنبش
جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان بستی
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہین ہے کچھ اعتبار اسکا
بپا ہے طوفان بے ثباتی روا روی مین ہین ہم جہان مین
چمن ہے کشتونکا تیرے مدفن ہے لالہ و گل نہین شگفتہ
نہین ہے کوئی جہان مین باقی چلیگی اب تیغ ناز کسپر
اوسیکا ہے رنگ یاسمین مین اوسیکی بو یاس نسترن مین
بلا ہے حرص ہوائے دنیا کہ سب چمکتے ہین انسان
جو آئینہ ٹوٹ جائے تو ہو جو آنکھ ہو تو پھوٹ جائے
سخنورون کی سبھا مین سوا ذلت حصول کیا ہے
پہ اسکی تیغ جفا کا یارب ہر ایک لب پر ہے حسب غالب
شبیہ انظر کسی کہ کوئی پوری نہین لی و ترقی
زمانہ ہے دل جلا دنگی محفل سپند سے کم نہین لیکن
ہو گرم جانان شرر بپا ہر طرف کا ڈنکے یہ تھا تقاضا
جواب کہتی نہین ہین اپنا فسونگری مین تمہاری آنکھین
ذرا سے کھٹکے نے نیند اڑائی کہ چوٹ تیر پہ جب لگائی

خدا کا بندہ بتون کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر
ترے پنجے درد جگر کے دلکو ٹپک پایا ہے اودھا اٹھا کر
یہ کیا سمجھ کے پرے ہین تیر ارادۂ قتل بنا کر
کہ ہر گلی ہائے نوجوانی ان آفتون مین ہین پھنسا کر
ہو نہ پھر ابھی مین اتنا کہ ساتھ لیتے مجھے دگا کر
کہ راہ لیگی یہ پیچ اک دن تمہارے گیسو سے تجھے بتا کر
ہو مین نا حق بھرا ہوا ہے حباب دریا مین گھر بنا کر
صبا نے گویا کہ تربتون پر چراغ روشن کئے ہین آکر
مگر ترے قتل گہ مین لاشے ہین بیچ مرکے جلا جلا کر
جو گھر کے بنیا بھی اس چمن مین خیال آوارۂ آشنا کر
کیا پشیمان آن دھوئے تمام ذرونکو خاک اوڑا کر
خدا نہ منھ غیر کا دکھائے فروغ عارض ترا دکھا کر
چمن مین سمجھے جو ہم تجھے ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
ہلال کی ہے خمیدہ گردن سپہر چلتا ہے سر جھکا کر
بتا دیئے صانع ازل نے ہزارون نقشے بنا بنا کر
کھوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل ہے انجمن مین جگا کر
مگر تمہی شکوون سے روکتا ادب زبان تو دو یا دبا کر
فریب تیری ہین تا کہ جہان کو ٹھیے مجھ سے کہ آ کر
صدا یہ گردش شہر مین آئی کہ خواب سے چشم وا کر

امیر میری رگ گلو کو یہ تیغ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آکر جو بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

ہوا سوا ہمکو جوشِ وحشت چمن میں روزِ بہار جاکر
گلوں نے ہنس ہنس کے مار ڈالا اڑایا پھولوں نے مسکرا کر

وہ مست ہیں ہم کہ پانوں اپنے ٹکے ہیں عرش بریں پہ جاکر
کبھی جو چوکھٹ پہ میکدے کے گرے ہیں نشہ میں لڑکھڑا کر

عبث ہے مغرور تجھکو نخوت نہیں غریبوں کو تیری پروا
خدا ہے ہر مور ناتوان کا جو تو سلیمان ہے تو ہوا کر

یہ ظلم سارے ہیں چند روزہ ہے اکدن انتقام کا بھی
امیر حکام گرم کر لیں فقیر کا جھونپڑا جلا کر

خیال گیسو میں دل ہمارا جو آج کی شب الجھ گیا ہے
کہاں سے لایا ہے یا الٰہی یہ گھر میں کالی بلا لگا کر

شب جدائی ہوئی یہ حالت رہی تپ و غم کی شدت
جو ہوش آیا تو سرہنے تکیہ زمین پہ تکیے سے سر اوٹھا کر

خدا ہی جانے ہوا کچھ ایسی دل میں سوزِ غم نہانی
کیا ہے اوسکو نے آگ اوسکو لگا لگا کر بجھا بجھا کر

عیان جو سرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہوا یہ کھٹکا
ترے شہیدوں میں بڑھکے گردون ہوا ہے شامل لہو لگا کر

نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ بھولینگے بے تامل
ہماری تربت پہ اقربا نے کیا ہے اندھیر خاک اوڑا کر

نبی نے چھوڑا ہمانہیں قرآن سمجھے کوئی تو خود ہو حائل
قصور رہبر ہی ہو جو بہکے قصور رستہ بتا کر

طبیب جب کوئی جاکے کہدے دوا کی ہے فکر تجھکو بیجا
یہ درد دل ہے علاج کیسا خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کر

بجا ہے جاہ و حشم کو تیرے کہے اگر خلق پادشاہ ہم
مریض چھپے ہوئے ہیں آکر اسی کنوئیں میں ہیں ہنسا کر

جدا ہے پہلو سے کسکا پہلو کہ سارے اعضا ہوئے ہیں دشمن
فشار دیتے ہیں زندگی میں ہمارے پہلو میں بیٹھ بیٹھ کر

رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا
زمین پہ ہے غبار آدم فریب شیطان سے داغ اوٹھا کر

بہار آئی چمن میں ساقی ہمیں بھی گردور جام خوش ہے
نسیم گلشن نثار ہی ہے گلوں کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیر قسمت میں جو لکھا ہو اوسیکا ہر روز سامنا ہے
خدا ہے مالک خدا ہے رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف راے ثقیلہ

سخن ہے تیر کر وطن کیطرف یوں وطن کو چھوڑ
چھوڑو جو بو سے گل کیطرح سے چمن کو چھوڑ

اے روح کیا بدن میں پڑی ہے بدن کو چھوڑ
میلا بہت ہوا ہے اب پیرہن کو چھوڑ

کیا لطف اگر لحد پہ فلک ہم نہ آسکے
سیدھی طرح سے راہ پہ آ سب چلن کو چھوڑ

ہے روح کو ہوس کہ نہ چھوڑے بدن کا ساتھ
غربت پکارتی ہے کہ غافل وطن کو چھوڑ

کہتی ہے بوے گل سے صبا آکے صبحدم
اب کچھ ادھر اودھر کی ہوا کھا چمن کو چھوڑ

تلوار چل رہی ہے کہ یہ تیری چال ہے
اے بت خدا کے واسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش فکر یار کا رخ کھینچ زلف کھینچ
کھنچا نہ جائیگا کبھی اوسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑکر
اے بت امید خیر نہ رکھ برہمن کو چھوڑ

عریان محض مجکو نہ کر کچھ خدا سے ڈر
چادر تو اے فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سواے حق ہے کسیکا کہاں وجود
باتیں خودی کی خوب نہیں ما و من کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے پھرتا ہے چوکڑی
اے وحشت اب تھکا کے غزال ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہے کیا جدا
دولہا سے کہہ رہی ہے قضا اس دلہن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھ کو نہ محنت سے ہاتھ اوٹھا
اے دل ہوا ہے زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر میں راحت کہاں امیر
آرام چاہتا ہے تو مشق سخن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا ہوش باہیں تری تلوار کے انداز
سیکھی ہے یہ شاید تری رفتار کے انداز

اک جلوے میں غش کر گئے اے حضرت موسیٰ
ہوتے ہیں یہی طالب دیدار کے انداز

ہنگام غضب منہ میں زبان کرتی ہے شمشیر
ہیں محتسب شہر میں میخوار کے انداز

طوبیٰ سے نکلتے ہیں جو فردوس میں پیچھے
سایے تلے جس کے ہیں سایۂ دیوار کے انداز

کیا ناز ہیں صاحب تمہیں یکتا و جہان ہو
دیکھو تو ذرا اوس بت عیار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہیں کہتے ہیں ہنسکر
انکار میں بھی صاف ہیں اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجر قاتل
ظالم کی کھنچاوٹ میں بھی ہیں پیار کے انداز

جب چوکڑیاں بھرتے ہوے جاتے ہیں آہو
یاد آتے ہیں مجکو تری رفتار کے انداز

الفات تو فرمائیے کیونکر میں اٹھاؤن
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھیں تہ خنجر بھی ہین دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز

ہر موج سے اک لغزش مستانہ ہے پیدا
ہین آب رواں میں تری رفتار کے انداز

کس آنکھ سے دیکھوں میں الٹ رنگ گل کی
پھرتے ہین نظر میں گلرخ یار کے انداز

سیکھے ہین تری چال ترے ناز کہاں ہین
ہان باتوں میں البتہ ہین گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا جو چلا ہے سوئے گلشن
اچھے نہیں کچھ نرگس بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اوس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہیں عیسیٰ ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچان دراز
عمر خضر ایسی کہاں جانان دراز

ہر مصیبت میں رہی میرے شریک
یا خدا عمر شب ہجران دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئے
کرکے دست ظلم وہ مژگان دراز

کیون نہ دعوی تیرے قامت سے کرے
قد صنوبر کا ہے اے جانان دراز

اہل دنیا کی ہوس ہے اے امیر
مثل موئے قیدی زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہوں میں کعبے صنم بے وفا کے پاس
پہونچا جو اوسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس

یون دل مرا ہے اوس صنم بے وفا کے پاس
جس طرح آشنا کسی نا آشنا کے پاس

پہلو میں دل کے چاہیے تصویر یار کی
بتخانہ بھی بنے حرم کبریا کے پاس

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
فریاد کو ہمارے چلے ہو خدا کے پاس

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کے
بجلی نہیں ہے ہوکے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے داؤ
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا
کیا بوے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس میں خدا
حاجت نہ لیکے جاؤں کبھی اغنیا کے پاس

انصاف کر کہ ہجر میں کیونکر میں جان دوں
قاتل کہاں ہیں تیری ادائیں قضا کے پاس

مجروح لاکھوں جنبش مژگاں سے ہو گئے
کیا کیا کٹاریاں ہیں تمہاری ادا کے پاس

مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقوں کو اب
جب پوچھیے قضا کو ہے اونکی ادا کے پاس

رہتے ہیں ہاتھ باندھے ہوے گلرخان دہر
یارب ہے کس غضب کا فسوں دست حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہیں ہم حسن و عشق کا
آئینہ دیکھتے ہیں وہ مجکو بٹھا کے پاس

آئی قضا جو حسرت پابوس میں تو چھپ
بنتا ہزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترے
لٹکا عجب یہ ہے تری زلف رسا کے پاس

تجھکو پڑا ہے اپنی کیوں بے دل امیر
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین ہین بن سنکے نئے گلبدن لباس
یارب ہزار رنگ سے کے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرایش بدن
اک روز فرش خاک ہے مسند کفن لباس

کیا کیا بتوں کو دہر میں آراستہ کرے
اوترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس

پھاڑوں میں اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن
پہنائے یوں حیا مجھے جیب کہن لباس

کہدو رقیب آئی سواری بہار کی
پہنے نیا اوتار سے پرانا چمن لباس

در کفن سے گور کی منزل میں خوش رہے
اس راہ میں کبھی لوٹتے ہیں راہزن لباس

نافے لباس میں قیمت مشک ختن چھٹے
پائیں ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریاں تنی اگر
پہنیں کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہر عید کا ذہن میں بھی تماشا ہے بوستان
کیا لعل لعل پہنے ہیں گل پیرہن لباس

عریاں تنوں پہ تیرے ہے اللہ کا کرم
گذریں ہیں مدتیں نہیں ہوتا کہن لباس

ہیں تنگ ٹکڑے ٹکڑے یار وطن میں دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجر یار میں اپنا جگر ہے دل کے پاس
بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس

تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جا بیٹھنگے بزم غیر میں
دیکھا زحل کو خواب میں بیٹھے مہ کامل کے پاس

لیلیٰ حسیں تم ناز میں وقت سفر ہو مہ جبیں
ناقہ ہو ناقے کے قریں محمل رہے محمل کے پاس

ہوں جو گدا سے مجتمع گھر میں مرے خلق خدا
گویا کہ نقش بوریا ہی نقش حب عامل کے پاس

کیونکر ہوا وہ رخ پہ خط چاہ ذقن ہو خوشنما
سرسبز رہتا ہے بہت جو کھیت ہو ساحل کے پاس

پیری میں باقی ہیں کہاں ہوش و خرد تاب و تواں
لوٹا گیا یہ کارواں پہونچے جو ہم منزل کے پاس

زاہد جو تنہائی میں تھا کچھ مجھکو باتوں کا مزہ
لازم تھا کنج انزوا میخواروں کی منزل کے پاس

نزدیک وصل دکھا دل کو تسلی ہو بجا
لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس

یہ فوج غم آ کر گری اک دم میں ساری لٹ گئی
جتنی متاع صبر تھی مجھ خستہ جاں کی دل کے پاس

جیسیں سما جائیں گے اس چشم تر کے سر بسر
دامن دریا سے ہے چشم تر ایسا کہاں ساحل کے پاس

بیمار ہجر یار ہوں عیسیٰ سے میں بیزار ہوں
دیوانہ ہشیار ہوں جاتا ہوں کب عاقل کے پاس

تا دل کیا شکر خدا سینہ ہدف تو نے کیا
پیکان تیر جیسا ترا شل جگر ہے دل کے پاس

جب تک کہ ہو سر دوش پر جائیگا کیونکر درد سر
صحت کہاں عیسیٰ کے گھر جیسے کسی قاتل کے پاس

آنکھیں تری سفاک ہیں خونریز ہیں چالاک ہیں
دو ساحر بیباک ہیں بیٹھے ہیں دو ابرو کے پاس

کیا فکر اہل سیم و زر سلطان گدا ہوں فقیر
وہ بھیک بھی کو آکر آئے کبھی سائل کے پاس

دنیا سے راحت دو ہے سرکش عجب مغرور ہے
تاج سر فغفور ہے کاسہ نہیں سائل کے پاس

محفل میں وہ مہر جبیں گرد اوسکے سیارے تار
گویا کہ ہیں محفل نشیں انجم مہ کامل کے پاس

کیا حسن رخ خال ہے جادو کی دونوں تمثال
چاہ ذقن پہ خال ہے زہرہ چہ بابل کے پاس

مرتا ہون خواب عیش پہ بھولون نہین قتل گر
پہونچے مقر ریوٹ کر سر زانوے قاتل کے پاس

سن جو امیر ایدل کے تا پھر نہ تو صدمے سہو
ناقص نہ پھر ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یوہین مرے پیک آہ کی گردش
دہائی دیگی رسالت پناہ کی گردش

ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش
کہ سارے خلق کو ہے ایک آہ کی گردش

کسیکا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہے
پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

جو گرد باد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
اسی طریق سے ہے چتر شاہ کی گردش

بجا ہے تیغ نگہ ہے جو آبدار اے ترک
کہ سان ہے تری چشم سیاہ کی گردش

ہزار بار ادھر کی اودھر کرے دنیا
فلک نہ پائیگا تیری نگاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہے اوسکو شہر بشہر
کہین فقیر سے افزون ہے شاہ کی گردش

پھنسینگے حشر مین فریادرس غافل ہین
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

صفت ذرہ کو وہ دیتا ہے جنبشین ہردم
پسند شاہ کو ہے خود سپاہ کی گردش

تمھاری گرمی رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنی ہے شعلہ جوالہ راہ کی گردش

اوٹھا او پردۂ رخ کس سے دوڑتے ہین عجیب
کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

دھوئین اوڑائے زحل سے مقابلہ کرکے
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجکو
نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

بنینگے نہ ورق چرخ پہ دو اثر داغ
رہی جو یوہین مرے کلک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جاکے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائیگی طلب عز و جاہ کی گردش
بنیگی حلقۂ زنجیرہ راہ کی گردش

نہین ہی چرخ یہ ہیو جہ ماہ کی گردش
پھرا رہی ہے کسیکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اوس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی داد خواہ کی گردش

مکان یار مین تب دخل مہر نے پایا
جب اوسکے کوچے مین دوجا ماہ کی گردش

کسیکے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کجرفتار
زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش

لگا کے سرمہ نظر اوسنے پھیر لی ہمسے
اثر دکھا گئی بخت سیاہ کی گردش

کسیکے کوچۂ گیسو مین دل ہی سرگردان
گدا کے پانون ہین اور کوئی شاہ کی گردش

جو کچھ نصیب مین ہی بے ہوس وہ ملتا ہی
پھرا ہی سر جو اوٹھاؤن مین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہے
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یوہین زمانہ ہے اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہی کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

برنگ جادۂ صحرا ازل سے ای وحشت
مرے نصیب مین لکھی ہے راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ شکل بنگئی ہی امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہی راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہی وصل کی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ سے ہے برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہی
نادان ہی دیکھے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہی ہمین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہی خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بے عقل ہے جو دن کو کرے رات کی تلاش

جز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہے یاد خط و زلف یار انھین
دن رات عاشقونکو ہی آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہین مری پروا تو غم نہین
بندے کو کب ہے قبلۂ حاجات کی تلاش

ہی مستی کا دھیان عبادت کے وقت مین
مسجد مین بہکے ہے خرابات کی تلاش

شہرے سے حسن کے ہوئے مشتاق ایار ہم
سنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش

ہم اور بوسہ لب محبوب سبزہ رنگ
کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

ای شیخ ہو اسیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زلف سیہ فام کی حرص
ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص

میری آنکھوں کو مرے کانوں کو
ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل مست مجھے رکھتا ہے
جم نہیں ہوں جو کروں جام کی حرص

باغ عالم میں ہے عنقا کی طرح
بے نشانی میں مجھے نام کی حرص

ہے عجب درد محبت میں مزا
اس مرض میں نہیں آرام کی حرص

نام محبوب رہے ورد زبان
کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص

نظر آجاوے جو وہ مصحف رخ
ہندوؤں کو بھی ہو اسلام کی حرص

عاشق خانہ خرابی ہیں ہم
کسکو ہے زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہے وہاں سے پرزے
اسیے قاصد کو ہے پیغام کی حرص

ابھی پختہ نہیں وہ سیب ذقن
کیجیے کیا طمع خام کی حرص

لب شیرین پہ ترے خط نکلا
اب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص

عشق نے سب سے کیا بے پروا
ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص

ہجر جانان میں ہنانا کیسا
خاک مردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہیں ہم جامۂ عریانی میں
کسکو ہے جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہیں جو چوٹی میں ترے
عندلیبوں کو ہے گلدام کی حرص

ہے جو مسیکش ہو لب واعظ پر
دل میں پوشیدہ مے و جام کی حرص

لیگئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اوس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین ہوا کسیر کے خواص
وہ سب ہین خاک روضۂ شبیر[۱۴] کے خواص

حیرت مجھے ملی ہے جو تمکو ملا ہے حسن
دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص

دنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاک پا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہے یہ بھی اوسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص

اوترے نہ مر کے بھی تری عاشق کا طوق
زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص

آتی ہے خاک گور غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھ مین سحر تسخیر کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اوٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہے شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ
کچھ میرزا کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھکے شغل نہین ہے کوئی امیر
آجاتے ہین مرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہے نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور نہین ہمکو ہے وہان سے غرض

تمھارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض

تمھاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا مین
نہ کچھ یہان سے غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہی رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزان سے غرض

خیال ہے کہ جو برق آئے منفعل ہو پھرے
نہیں کچھ وحشت خار آشیاں سے غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اسنے ہنسکے کہا
کہ آپ کون ہیں کیا ہے مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شب وصال ہیں ہے کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس ہیں کہاں وہ کم سن ہیں
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہاں نہ پھلنے کی
نہال خشک ہوں کیا مجھکو باغبان سے غرض

زمین کوچہ جاناں میں دفن ہو جاؤں
اگر غرض ہے تو اتنی ہے آسمان سے غرض

ہجوم اشک سے جان عزیز کہتی ہے
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہے دیر سے ہمکو
سر نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی قسمت
امیر ہے مجھے شیریں زبان سے غرض

جلائے دل عاشقوں نے کیونکہ نہ وقت نظارہ تاب عارض
وہ روئے روشن ہے مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہم سے ایمان کی بات پوچھو کہاں ہے جواب عارض
اگر وہ عارض ہے مصحف اب غلاف مصحف نقاب عارض

عیاں ہے اعجاز حسن پر ہو نہ مطلع کیونکر
جمال اسکا ہے وہ پیمبر ہے جسپہ نازل کتاب عارض

بیان توصیف خال و خط میں جو کوئی لکھے تو بس یہ لکھے
یہ خط گرد صفحہ رخ وہ نقطہ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا کیے ہیں پر نور دونوں عالم
فلک پہ ہے آفتاب خاور زمیں پہ ہے آفتاب عارض

حسین کوئی کہاں ہے ایسا کہ ہوں مثال سب تمام عنقا
اوسکا گیسو جواب گیسو اوسی کا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتا دے وہ چہرہ بے پردہ کیا دکھا دے
جو خواب عاشق کو بھی آئے کبھی الٹ کر نقاب گیسو

کہوں بہشت بریں میں گلبن تو نامناسب نہیں کہنا
ہزار وہ صفا و تاکید دہن کیا ہے جیسے حساب عارض

شراب پی کر وہ مہر طلعت گزک کو ہستی میں ہو جو لب
کباب بابی کی پھلیوں کو کرے وہ ہیں لہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہے یہ رشحہ ہے آب باران
غلط نہیں اب خط سیہ پہ جو ہو گمان سحاب عارض

ہوئی ہیں ہم پر جو حسن لیکے کہ علم ہے اور طاق نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتاب عارض

نہیں ہے ممکن میان فانوس ہو جو پوشیدہ شمع روشن
اگرچہ ٹینگے ہزار پردے نہ ہونگے وہ حجاب عارض

برنگ قطرہ بسان شبنم ہزار دیدار کے ہیں طالب
دکھایئے آفتاب عارض دکھایئے آفتاب عارض

نمود خط سیہ اگر ہے تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہے تمکو صدقہ دینا گہن میں ہے آفتاب عارض

کہیں ہے چاردہ اگر ہم تو ہے یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہر نصف النہار سے بھی سوا ہی ہمکو خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہے نے وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف طی

آیا ہے بندھ کے تیر میں مجکو ادھر سے خط
لکھنا پڑا جواب میں خون جگر سے خط

کرتا ہوں میں تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہیں آتا ادھر سے خط

مضمون ایسے ہیں کمر یار کے رقم
آتا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت میں کس طرح نہ پریشان ہو غریب
اک عمر ہو گئی نہیں آیا ہے گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہیں قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چھپتے نہ ماہتابی پہ اوٹھے ہوے نقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہل وطن کے بھلا دیے
بھیجوں کسے میں لکھ کے الٰہی سفر سے خط

میں تھام لوں جگر کو بہت ہے یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہیں اشک آنکھ سے فرط سرور میں
اے دل نہ شاد ہو کے لگا چشم تر سے خط

اونکو غرور حسن ہے مجکو غرور عشق
آئے کبھی ادھر سے نہ جائے ادھر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب میں دیکھ یہ آیا ادھر سے خط

آنسو رواں ہیں دم تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہوں میں آب گہر سے خط

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہجوم شوق میں آیا ادھر سے خط

لکھتا ہون فرط شوق مین مین بار بار خط
لکھتا نہین ہی ایک مجھے وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہی وہ
لکھے ہین ایک روز مین مینے ہزار خط

کیا شوق ہی بنا کے کبوتر کو نامہ بر
ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال
خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسیکو کرے نامہ وہ رقم
جب تک نکالتا نہین اوسکا عذار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا یہ کیا ہوا
ڈوبا کہ جل گیا مرے پروردگار خط

لکھا ہے اپنے ہاتھ سے اوسنے یہ سہی
آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

یٰسین کے بدلے اوسکو پڑھو میرے سامنے
آجائے یار کا جو دم احتضار خط

وہ سخت جان ہون تڑپتی ہین تیغین ہزار ہا
پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اوسنے مجھکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظاے معجمہ

جان بزم مے و معشوق غنیمت واعظ
خلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کر لونگا کچھہ انکار نہین
مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستون کا ہی یہ بیان رہ گیا
کچھہ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور
کہین انکو بھی نہ آجائے حرارت واعظ

حق بجانب ہی جو زہاد کی تعریف کرے
تو نے رندون کی دکھائی نہین صحبت واعظ

درد دل کون سنے ذکر جو مین کرتا ہون
اور اولٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان ہوتے ہین
در میخانہ نہین ہے در جنت واعظ

ہمسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان
کہین آجائے تجھی پر نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ
رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام مے دیکھ کے جامے سے ہوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری شدت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہیں لیتا ہے سلام
گھر مین اللہ کے رکھ یہ نخوت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
سر پہ مستون کے ہے اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ مین ہے باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حورون کا اسیر
کبھی سمجھیگا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہے تجھے کیون آئی ہے شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہے محروم مے گلگون سے
دن تو اچھے ہین بری ہے تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اوٹھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین
کچھ تو ملتی ہے زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اوٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہے موقوف عذاب اور ثواب
ہے یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہے لذت واعظ

قبر پہ سنگ کی جا چاہیے خشت سر خم
کر اوٹھا آج مہک کر یہ نصیحت واعظ

ایک دم ذکر سے اوسکی نہین تھمتی ہے زبان
دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانۂ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہے زیارت واعظ

دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے کہ مے ہے کیا چیز
نہ بصیرت ہے تجھے ہے نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جاے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

جیب بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ
مغز رندون کا کھا گیا واعظ

تیرے کہنے سے رند جا مین گے
یہ تو ہے خانہ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیا خدا کا ہے دوسرا واعظ

بے خطا سیکڑون پہ چشم غضب
حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہین فقط شراب سے بیمار
کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے مین ساری عمر
کبھی میخانے مین بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پہ
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دختِ رز کو برا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ

آج کہتا ہون وحدت مے مین امیر
دیکھون کہتا ہے اس مین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیش رخ پر نور ہے ہر دم سحری شمع
کیون شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

وہ بات ہے روشن ہے وہ روشن تجھے شب بھر
پائے ترے کانون کی کہان جلوہ گری شمع

کس مہر درخشان کی طرف دیکھ رہی ہے
ہو جب نہین ہے تری آنکھون کی تری شمع

پروانون سے ہوتا ہے جو رخصت تجھے کے ہو
آتی ہے کوئی دم مین نسیم سحری شمع

ظاہر مین ہے معشوق تو باطن مین ہے عاشق
سیرت مین ہے دیوانہ تو صورت مین پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہین تجھکو
پروانے سے اچھی نہین یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگون کے پر و بال جو پھونکے
یہ بھی ہے کوئی شیوۂ بیدادگری شمع

سبزہ ترے کانون کا اگر عکس فگن ہو
شمشاد کی صورت ابھی ہو جا ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہے عاشق
زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھون مین تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گل کر گئی محفل مین نسیم سحری شمع

پروانے کرین کس سے بیان حال دل اپنا
سنتی ہے نہین شکوۂ بے بال و پری شمع

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق
پروانہ جلے خود تو خطا سے ہے بری شمع

محفل میں کھلے بالوں حسین کیا کوئی آیا
بے وجہ نہیں تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہیں امیر اشک جو اسکے تو اثر کیا
ہے سوز و گداز غم الفت سے بری شمع

میرے دل میں نہیں ہیں ارمان جمع
گھر میں اللہ کے ہیں مہمان جمع

سیکڑوں عیش کے ہیں سامان جمع
پر نہیں خاطر پریشان جمع

جوش سودا خیال خط غم زلف
ہیں پریشانیوں کے سامان جمع

آرزو داغ بیکسی حسرت
کیسے کیسے ہیں دل میں مہمان جمع

ہم کوئی روکنے سے رکتے ہیں
در جانان پہ کیوں ہیں مہمان جمع

ایک دل کے ہزار دل ہو جائیں
اس لیے کر رہا ہوں پیکان جمع

ہنس چکو تم ہمارے رونے پر
لطف دیں ہوں جو برق باران جمع

آرزوئیں تری ہیں دل میں بھری
یا پری خانے میں ہیں پریان جمع

اے جنون کب سے دونوں ہیں مشتاق
آج ہو جائیں جیب و دامان جمع

آج اوچھینگے زخمیوں کو مزے
ہو رہے ہیں وہان نمکدان جمع

گر یہی طبع کی روانی ہے
چار دن میں ہے اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل میں ہیں سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہے جو چمکاتی ہے تیغ
یا پری کہسار سے کھینچے ہوئے آتی ہے تیغ

جب گنہگاروں پہ تیرے رحم فرماتی ہے تیغ
ابر رحمت بنکے مقتل میں برس جاتی ہے تیغ

واہ رے شوق شہادت ایک گرتا ہے ایک
عمر گذری ہے کہ دم لینے نہیں پاتی ہے تیغ

چین پیشانی پر ابرو پر شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہے تیغ

رو چھین قالب سے نکل آتی ہین تار شوق کے
میان سے اوسکو نکلنے بھی نہین پاتی ہے تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہ بانکپن
تھرکی چالین تجھے ای ترک سکھلاتی ہے تیغ

سخت جانی نے خجل کس کسکو مقتل مین کیا
اوس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے شرماتی ہے تیغ

بسملون کا جذبہ شوق شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہوکر خود نکل آتی ہے تیغ

آبروے الفت دندان قاتل مین ملی
اپنا مالا ... گلے مین میرے پہناتی ہے تیغ

چاہتی ہے تو بلے شفقت سرخرو ہو جائیے
قتل ہو جانے کا بیڑا تجھسے اوٹھواتی ہے تیغ

ہوتے بازار جزا لے تیغ زن اپنی جنس
دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوے آتی ہے تیغ

سخت ... ہے ہماری سخت جانی دیکھیا
جیسی ہو برداشت ... پتھر سے ٹکراتی ہے تیغ

حال پیدا آبداری کا ابھی کھل جائیگا
تشنہ مرنے سے ... کیون کرکے کھلواتی ہے تیغ

کیا عروس مرگ کا دولہا بنائیگی مجھے
سرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہے تیغ

ہو بری کیا سامنے مین تجلی سے ... مین ہے
ناز سے آتی ہے اور انداز سے جاتی ہے تیغ

تشنہ ... بھی ہو فقط ... اسکو چاہیے
جان لیتی ہے تو منزل پر بھی پہنچاتی ہے تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آتا ہے رحم
حلق مین دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہے تیغ

تشنہ ... پیاسا محب کو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہے تیغ

مجرمان عشق کو لی دم مین بیڑا پار ہے
آج کل دریاے رحمت بنکے لہراتی ہے تیغ

بسملون کے خون سے قاتل اسے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبان خشک کھلاتی ہے تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہے سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجھکو دکھلاتی ہے تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا چلے مہ رو چراغ
انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ

ہاتھ سے اپنے جلانے تو جو اے گلرو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر ... لو لگی ... چراغ

وقت گریہ یاد گیسو سخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھون مین آنسو ہین ضرور
نور تب دیتا جب روغن سے مملو ہو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہو طعنہ زن
اے مہ تابان ہو گردون پہ نکلکر تو چراغ

فرقت محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہے نظر مثل گل شب بو چراغ

جوش وحشت مین بیابان مرگ قسمت ہو گیا
قبر پر یارون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

مل کے مہندی پانو مین جب وہ ہوے گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہوگئے ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق ہین شمع روشن کا سر زانو چراغ

چھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہوگئے روشن میان کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شب کو تصور کسکے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اوس پہلو چراغ

ایک سے ہی ایک کو اس محفل عالم مین فیض
شب کو ہین آنکھون کے حق مین توشۂ بازو چراغ

کسکی زلف مشکسا کی لائی ہے خوشبو صبا
مشکبو شمعین سر محفل ہین عنبر بو چراغ

صاف محراب حرم ہے ابروے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو تہ ابرو چراغ

روشنی اوسکی ہے شب بھر یہ روشن آن دن
کیا چراغ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہے پر داغ اشکون مین ہین سخت دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنار جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجائے چراغ

گلہ نہین ہے اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوون نے مری قبر پر جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئے ہین وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیائے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا غضب کی چلی یک قلم بجھائے چراغ

موئے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہدِ پیری میں
نسیم صبح سے جس طرح جھلملاے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شعلۂ دل کا آتا ہے
خدا کی شان کہ پروانہ آشناے چراغ

جہان کو فیض ہے مجھسے میں قید کلفت میں
مکان میں نور اندھیرا ہے زیر پاے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ و روشن
جو کاسہ گر نے مری خاک سے بناے چراغ

عبث ہے سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھاے چراغ

جنون رہا ہی تا صبح یادِ عارض میں
کبھی جلاے کبھی رات کو بجھاے چراغ

خدا ہی دل جو بچے ماہ وشوں کے جھونکوں سے
کہاں تلک تہِ دامن کوئی چھپاے چراغ

رہے نہ داغ جوانی امیر پیری میں
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھاے چراغ

ردیف ف

زلفیں آئی ہیں لٹک کر رخِ جانان کیطرف
پانوں پھیلائے ہیں اس کافر نے قرآن کیطرف

گھر سے اُٹھتے تھے کہ جائینگے گلستان کیطرف
وحشتِ دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف

پھول مرجھا جائیں شاخوں پہ جو ہوجائیں شگفتہ
میں جگر تفتہ جو جا نکلوں گلستان کیطرف

دل کے اک گوشے سے ہم دیر تلک رویا کیے
لیگئی عبرت جو کل گورِ غریبان کیطرف

رہگیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب آ میرے پاس ہو جا میرے ارمان کیطرف

ہوں وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہے مزہ
دیکھتے ہیں زخم حسرت سے نمکدان کیطرف

ہو چکیں وہ دستِ وحشت کی جو تھیں چالاکیاں
ہاتھ اب برسوں نہیں اُٹھتا گریبان کیطرف

حشر ہے شہرِ خموشاں میں جو برپا دیکھنا
کسکی میت آئی ہے گورِ غریبان کیطرف

کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیروں کا خیال
روز آنکلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف

زاہدا تسبیح میں زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کیطرف ہو یا مسلمان کیطرف

آپ سے جاتا نہیں ہر بار میں مجبور ہوں
دل کھنچا جاتا ہے میرا کوے جانان کیطرف

چاہتا ہون وصل وہ ہے جو وہ عالم مین نہین
اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین

مجکو دکھیو ادھر میرے دل کے ارمان کیطرف
شوق دل لے چل مجھے گور غریبان کیطرف

جا کے اب یارون کی تنہائی مین دیکھون گا امیر
لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کی طرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اوسکی چتون کیطرف
چتونین کہتی ہین ہم ہین چشم پرفن کیطرف

سیر دیکھو دل بھی ہے اوس شوخ پرفن کیطرف
دوست ہوکر دیکھتا ہے میرے دشمن کیطرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو
وہ چلے تلوار تیری میری گردن کیطرف

اوس رخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہے خلق
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کی طرف

ہاتھ جب وحشت مین اوٹھتا ہے مرا دست جنون
جھٹکے کہتا ہے گریبان مین ہون اس کیطرف

عارض گلگون سے اولٹی ہے جو اوس گل نے نقاب
بلبلین اب رخ نہین کرتی ہین گلشن کیطرف

سنگ پڑا کیا کوئی سمت دل کا لعل ہے چشم تر
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جو دامن کیطرف

کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف

کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بسمل کو ذبح
اے صبا ہنگامہ کیسا ہے نشیمن کیطرف

دونون آنکھون سے ہے میری آبرو برسات کی
ایک بہتا ہے ادون کیطرف اک بہتا دامن کیطرف

ناقبول خلق جیسا کوئی عالم مین نہین
پھر بھی آتی نہین ہے میرے مدفن کیطرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے الله رے شوق
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف

میرے گھر آتے نہین اچھا نہ آؤ خوش رہو
خاک اوڑا نے آؤ گے اک روز مدفن کیطرف

پھول مرجھا جائین تو مجھسے نکرنا کچھ گلہ
اے صبا چلنے کو مین جاتا ہون گلشن کیطرف

آج تک خورشید کا منھ اس طرف ہوتا نہین
دیکھنا آسان نہین اوسکے رخ روشن کیطرف

جب مین کہتا ہون دم آخر کوئی اپنا نہین
تیغ کہتی ہے کہ مین ہون تیری گردن کیطرف

جب بہت تعریف سنتا ہون مین چشم حور کی
دیکھ لیتا ہون ترے گھر کے روزن کیطرف

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مگر
ایک سینے کیطرف ہے ایک گردن کیطرف

لاابالی جب نکل چلتے ہین پھر رکتے نہین
بوے گل کب دیکھنے دیتی ہے پھر کے گلشن کیطرف

لاکھ اوبھارے وحشت دل کوے جانان کے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کیطرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہما پاشکار زلف
رشتہ جو دام کا ہو وہ ایک ایک تار زلف

افسون پڑھو ہزار اوترتا نہین یہ زہر
ہے اوسکی موت ہی جسے ڈس جاے مار زلف

چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے
دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف

کرتا ہے پھنس کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد
مصروف ذکر مین ہے یہ شب زندہ دار زلف

حاضر ہے [illegible]
منظور [illegible] زلف

[illegible] بال [illegible]
آنکھ [illegible] زلف

[illegible] انکے [illegible]
[illegible] وطن [illegible] زلف

[illegible]
آیا ہے [illegible] زلف

[illegible]
گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف

[illegible] کسی طرف
آیا [illegible] زلف

[illegible] کی روشنی
دیتا [illegible] زلف

اے دل سمجھ کے کوچۂ الفت مین رکھ قدم
[illegible] زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہے امیر
ہون پاس سے جدا [illegible] زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق
ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق

تیرے معشوق خدا کے معشوق
تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے جورون کے اوٹھاتے ہین کوئی — آپ کے ناز و ادا کے عاشق
منھ دکھاؤ نہ سناؤ آواز — کان اپنے ہین صدا کے عاشق
پاؤن رکھتے نہین بالاے زمین — تیرے نقش کف پا کے عاشق
ان جفاؤن پہ وہی ذوق وفا — ہم تو ہین اپنی وفا کے عاشق
تجھسے روٹھے نہین اے تیغ قضا — ناز کرتے ہین ادا کے عاشق
شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم — گڑے جاتے ہین حیا کے عاشق
مہندی ملواؤ نہ تم غیرون سے — رنگ لائینگے حنا کے عاشق
دیکھیے حشر مین کیا ہوتا ہے — ہم ہین محبوب خدا کے عاشق
رغبت اس دل کو ہے یون جانب غم — جیسے معشوق کو تاکے عاشق

رات دن ہوتے ہین اوس بت پہ اسیر — سیکڑون بندے خدا کے عاشق

ہین نہ زندون مین نہ مردون مین کمر کے عاشق — نہ ادھر کے ہین الٰہی نہ ادھر کے عاشق
ہو وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو — کان وہ ہین جو رہین تیری خبر کے عاشق
جتنے ناوک ہین کماندار ترے ترکش مین — کچھ مرے دل کے ہین کچھ میرے جگر کے عاشق
رہ ہین دیر سے کعبے سے پرے آئے حاجی — تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سر کے عاشق
آنکھ دکھلاؤ انہین مرتے ہون جو آنکھون پر — ہم تو ہین یار محبت کی نظر کے عاشق
چھپ رہے ہونگے نظر سے کہین عنقا کی طرح — تو یہ سچ ہے کہین مرتے ہین کمر کے عاشق
بے جگر معرکہ عشق مین کیا ٹھہرینگے — کھاتے ہین خنجر معشوق کے جگر کے عاشق
تمکو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمکو — ہم ہین زاہد یہی اجڑے ہوئے گھر کے عاشق
کیا ہوا لیتی ہین پریان جو بلائین تیری — کہ پریزاد بھی ہوتے ہین بشر کے عاشق
بیکسی درد الم داغ تمنا حسرت — چھوڑے جاتے ہین ہمین گھر یہ ترے کے عاشق

ہو سبب سیر شب ماہ نہیں ہے یہ امیر
ہو گئے تم بھی کسی رشک قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم ہے رہ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہیں دربان درِ خانۂ عشق

مرکزِ خاک ہے دُردِ تہِ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف بر آوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی میں نہیں عرش سے کاشانۂ عشق
دونوں عالم ہیں دو مصراع درِ خانۂ عشق

ہے جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس ہے قندیل درِ خانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہے آنکھیں مری پیمانۂ عشق
جیم یا جوش محبت سے ہے پیمانۂ عشق

ہم سے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانے میں نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا میں یہ دو عالم ہو جائیں
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نئی صورت سے پہاڑ
حسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ میں نہیں گرمی کے سوا مثل سپند
برگ و بر دو دو شرر ہوں جو اوگے دانۂ عشق

عین مستی میں ملے ہیں مجھے گوشِ شنوا
سن رہا ہوں میں صدائے لب پیمانۂ عشق

آرہے باغ جناں سے جو زمیں پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانۂ عشق

معتقد کون نہیں کون نہیں اسکا مرید
پیر مفتا و دو ملت کا ہے دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یکدانۂ عشق

زلف معشوق نہ گھٹ جائے اونچا ہی مقام
بڑھ چلیں اتنے نہ سولی سر دیوانۂ عشق

سننے والوں کے یہ ڈر ہے نہ جلیں پردۂ گوش
کیا سناؤں کہ بہت گرم ہے افسانۂ عشق

خاک درکار ہے وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اُگتا ہے کوئی دانۂ عشق

کہتے ہیں مرگ جوانی جسے سب اہل جہان
اپنے نزدیک ہے وہ بازی طفلانۂ عشق

آہ عاشق سے ہوئی غفلت معشوق نہ کم
خواب تھا حسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بخت برگشتہ ہوں تب بھی نہیں جاتا یہ مزہ
ذکر سے بادہ جو دو ازدون بھی ہو پیمانۂ عشق

طور پہ کہتی ہے یہ شمع تجلی کی زبان
سرمۂ حسن ہے خاکستر پروانۂ عشق

طالب درد ہے اس رتبہ مرا طائر دل
ٹوٹ پڑتا ہے یہ جس دام میں ہو دانۂ عشق

ہوں وہ دیوانہ کہ قدموں سے لگا ہے مرے حسن
ہے مرے پاؤں میں زنجیر پریخانۂ عشق

مر کے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس ہنس بن کے چگے گوہر یکدانۂ عشق

کیا فلاطوں کو ہے نسبت ترے دیوانے سے
آشنا ہے یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جس روز نہ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہیں گور کنارے مشتاق
دم میں آجائیں نہ ہوں روح کے تمہارے مشتاق

دل صد چاک کبھی چلمن ہے کسی کمرے کی
سر جھکاتے ہیں تو کرتے ہیں نظارے مشتاق

مست ہونے کا انہیں حکم ہے اے نرگس یار
خوب پہچانتے ہیں تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہیں کون
گل زمیں پر ہیں تو گردوں پہ ستارے مشتاق

استخواں کو ہیں جلدی ہو بدن سے باہر
ہیں ہما و سگ محبوب تمہارے مشتاق

بیخودی تا بکجا آپ میں آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہیں احباب تمہارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف رسا سر سے پاؤں تک
لینے لگی بلائیں ادا سر سے پاؤں تک

لاغر ہوں اس قدر مجھے پہچانتی نہیں
رہ رہ کے دیکھتی ہے قضا سر سے پاؤں تک

رخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اے صنم ہے نور خدا سر سے پاؤں تک

کھائے ہیں ہنسنے گل ترے چھلوں کے اس قدر
خالی نہیں ہے جسم میں جا سر سے پاؤں تک

گنڈا نظر کا پہنائیگی آپ کو
قد ناپتی ہے زلف رسا سر سے پاؤں تک

[illegible] ضعیف کا ہر عضو جسم پر
ہیں کا ہو ہوں وہ کہ ادا سر سے پاؤں تک

دوران سر کے ساتھ ہے چکر بھی پانون مین
ہون مبتلائے رنج و بلا سر سے پانون تک

موقوف شمع پر نہین کچھ سوزش درون
جسپر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک

اونچی یہ خار وادی وحشت کی ہے خلش
اک آبلہ ہے جسم مرا سر سے پانون تک

میرے نگاہ شوق کی اللہ رے گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہے خبر
زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسیکی آنکھ کسیکی نگاہ ہے
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی سے حسن کے وہ ہوا ہے عرق عرق
دیکھو ٹپک رہا ہے ادا سر سے پانون تک

زلف دوتا سے آپ ہین الجھن مین یا ونکا دل
گھیرے ہے دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اک مین نہر لبن سے گذر گیا
فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک

ترپے شب وصال نہ کیونکر نگاہ شوق
گھیرے ہوئے ہے اونکو ادا سر سے پانون تک

جب بیٹھے فکر کی ترے دانتون کے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچائے کربلا مین جو بخت رسا امیر
ملیے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہانتک
لگی ہے آگ دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اوٹھا ہے ایسا
اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک

کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمہارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر اونکا قاصد
گئے کیونکر پیمبر لامکان تک

غش آیا ہے مجھے مسجد مین سے ہی
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجھکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہے مجھپہ صیاد
خبر پہونچے نہ اوسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

مرے ہر عضو کو ہی اوس بت خونخوار سے لاگ
دل کو ہی تیرے گردن کو ہی تلوار سے لاگ

اوس دل آرام کو ہی میرے دل زار سے لاگ
مژدہ اے مرگ مسیحا کو ہے بیمار سے لاگ

رو بھی لین کھول کے دل تو بھی کہین آنسو پی جا
ضبط غم تجکو ہی کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کند تلوار سے کرتا ہے جو عاشق کو حلال
دل مین رکھتا ہی وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی
ہے جو درپردہ او نھین لب بام دیدار سے لاگ

پھولنے پھلنے کی نوبت نہین آنے پاتی
کیا خزان کو ہی الٰہی مرے گلزار سے لاگ

شانہ کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہے
جیسے ہی دل کو ترے گیسوئے خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
فتنۂ حشر کو ہے یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن
یار سے ہمکو لگاوٹ ہی نہ اغیار سے لاگ

مدد اے پیر مغان المدد اے پیر مغان
بڑھ گئی ہے بہت اب چرخ ستمگار سے لاگ

تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتا ہون
کیا کرون خواب کو ہے دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اونکو نکلنے نہین دیتی باہر
حسن یوسف کو ہے کیون گرمی بازار سے لاگ

بندۂ عشق ہون مین ایک سے دونون ہین مجھے
کچھ نہ کافر سے محبت ہے نہ دیندار سے لاگ

اسطرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون امیر
ہو گئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سنتا نہین وہ دل سے کبھی داستان دل
کس سے بیان کرے کوئی دردِ نہان دل

کرتا ہے آب آب جگر کو بیان دل
افسانے کی طرح سنو داستان دل

اے شاہ کشور دل و جان جان جان دل
قربان ہر ادا پہ دل و جان جان دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا
سینے مین نام کو نہین باقی نشان دل

ہمراہ دوڑتا ہون مین اوس شہسوار کے
ہر دست اختیار ہے باہر عنان دل

جیسے کہ تیر یار کی سینے مین ہے جگہ
خالی نہین ہما سے مرا آشیان دل

حوا کا عشق قسمت آدم مین جو لکھا
پہلا تھا نقطہ قلم امتحان دل

بے شبہ اس زمین سے جدا ہی زمین عشق
اس آسمان سے ہے الگ آسمان دل

پھینک جائے صور حشر جو ہوتا ہو جلد ہو
کب تک کرون مین ہجر مین ضبط فغان دل

پھولے ہین کیسے لالہ و گل فیض عشق کے
قابل ہے تیری سیر کے یہ بوستان دل

جیسے کہ دھیان ہی رخ تابان یار کا
ہے آفتاب حشر چراغ مکان دل

جائیگا کیا تصور خال سیاہ یار
آنکھون مین مردمک ہی سویدا میان دل

حسرت وہی فروغ وہی ہے جلا وہی
کچھ کچھ تو آئینے سے ہے آئینہ شان دل

تو ہے وہ ماہ مصر کہ جاتا ہے جس طرف
رہتا ہے ساتھ تیرے کاروان دل

غنچے مین آکے ہاتھ سے پھینکا ٹپک دیا
آئینے پر ہوا وہ نہین شاید گمان دل

ممنون ضعف عالم پیری ہون ای امیر
جھکتا چلا ہے سر طرف آستان دل

داغون سے گل خوشنگے دوبالا شان دل
بے ماہ و آفتاب نہین آسمان دل

غنچہ سا ہے بلند کہین آشیان دل
سنتے ہین نام پر نہین ملتا نشان دل

فیض قدم سے تیرے تو بھی ہے یہ شان دل
ہین ساتون آسمان تہ آسمان دل

دوزخ شرار نالۂ آتش فشان دل
فردوس برگ ریزۂ گل بوستان دل

کعبہ ادب سے آتا ہے میرے طواف کو
جیسے ہوا مین گوشہ نشین مکان دل

غنچے کے توڑنے کو سمجھتا ہون معصیت
سونگھی ہے جسنے بوے گل بیخزان دل

اتنے لیے پسند ہے مجکو چمن کی سیر
گل شکل داغ دل ہے صنوبر بسان دل

رہتے ہین وقت فکر سکندر سے کم نہین
کرتا ہو سر جھکا کے مین سیر جہان دل

آئے نہ نظر عالم عنبر ہوا اگر نگین — خالق نے کیا وسیع بنایا مکان دل
تھی نہیں ہے اہل صفا کے خمیر مین — دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوان دل
کیا آنسوؤن نے پردۂ الفت کیا ہے فاش — آنکھون سے آشکار ہے راز نہان دل
کرلینگے یاد وسمہ دندان یار کو — اس طرح سرمئیون سے بھرینگے دہان دل
ممکن نہین کہ وہم کسیکا پہونچ سکے — کوسون ہے لامکان سے بلند آستان دل
مانند شمع نطق کی طاقت نہین مگر — روشن تری زبان سے ہے میرا بیان دل

دو ٹکڑے ہو ابھی جگر بوالہوس امیر
کھینچون جو معرکے مین مین تیغ زبان دل

گل وہ رخ نازک ہے پسینا عرق گل — شبنم سے ہے لبریز کہ بھرا طبق گل
بلبل کا قفس چھپا دو کبھی پھولون سے صیاد — اس رخ پہ کبھی پایا ہے پھولے شفق گل
تا زیست تھا مجھ زار کو عشق رخ رنگین — ہو غسل بکفن کو عرق گل ورق گل
اوس روی کتابی کا ہو ذکر اور دہن اپنا — بلبل کو فراموش ہو گا سبق گل
ہو فصل خزان مین بھی وہی رنگ بہاران — گل سینۂ بلبل مین ہے داغ قلق گل
کسکے رخ رنگین کا سنا ہے فسانہ — گل کان ہوئے کان کے پردے ورق گل
سب خار الجھ سکتے ہین دامان صبا کے — گلشن کی قلمرو مین ہے نظم و نسق گل
آہون نے کیے سخت جگر سیم و درہم — کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورق گل
آمد ہے یہ گلزار مین کسکی کہ صبا نے — صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبق گل
وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی — بیکار ہے اب تذکرۂ ما سبق گل
تحریر کرے وصف رخ اوسکا تو ہی لازم — کاتب خط گلزار مین لکھے ورق گل
زیبا ہے کہون مین جو قبا خاک چمن کو — پھولی ہے عجب شام گل مین شفق گل

پائیگا امیر اوس رخ گلرنگ کا بوسہ

بلبل کے سوا کوئی نہیں مستحق گل

بجا ہیں بلبل و گلچیں خراب خندۂ گل
وہ آتشہ ہے چمن میں شراب خندۂ گل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل
تو کیوں نہ ہو دل بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہے اوس گل تر کی جواب خندۂ گل
تبسم سے نکیں انتخاب خندۂ گل

مر گئی بلبل نالاں جو حشر میں فریاد
صبا سے ہوگا حساب کتاب خندۂ گل

محال ہے کہ چھپے عشق حسن کے منہ پر
کہاں ہے نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن میں نالہ کشی ہے قبول اے صیاد
ہوا اس چمن میں نہیں تاب خندۂ گل

ابھی تو صورت شبنم ہوں اشک بلبل خشک
چھپائے دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسہ سر بلبل سے وہ متصف ہوں
سحر ہوں میں اوس میں لب آب خندۂ گل

شراب خندۂ بلبل کو پی کے کیوں نہ ہو مست
ابھی تو نام جدا ہے شباب خندۂ گل

مدہوش ہو بلبل کا کیوں نہ برق خرام
جہاں زمانہ ہو مست شراب خندۂ گل

دبا ہے وہ مجھے اللہ رے دل نازک
کہ آپ آپ کہے جسکو تاب خندۂ گل

بتا تو کچھ بھی ہوا یہ کہ ہو گئی غش بلبل
کھلا کے غنچہ اٹھائے نقاب خندۂ گل

ذرا نہیں کسی بلبل کو ہوش صورت مست
غضب کی تیغ کھنچی ہے شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچوں کے مسکرانے سے
کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی ہے تمام سے مضمون کہ رہا بلبل
سحر کو دیکھے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گرچہ بلبل ہے کہ پہ رہے سنا
ہنسی ہے جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن میں جان بلبل کی
کھنچی ہے صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

ہے نور رخ سے ترے یہ جو نور محفل
ہے تجلی کدہ جلوے سے ترے محفل

جذبۂ دل کھینچ کے گل پیر ہو نکلے آ
عطر مجموعے سے ہو جائے معطر محفل

رشک پروانہ ہیں ہم کم ہو اگر غیرت شمع
امتحان کے لیے ہو جائے منور محفل

بت فراہم ہوئے اس کے رخ پُر نور میں سب
ہو گئی غیرت بتخانۂ آذر محفل

ہجر میں جا رہا ادھر جا رہا ادھر کو وہیں
جس طرح ماہ محرم میں ہو گھر گھر محفل

صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے
گھر ہی ہے یہ ترے رقص سے جا بجا محفل

باغ کس کام کا جس میں گل شمشاد نہ ہوں
لطف دیتی نہیں بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کے وقت قیامت ہے تمھاری ٹھوکر
کیوں اُلٹ جائے نہ مثل صف محشر محفل

لیکے نالوں کے علم ہم بھی ضرور آئینگے
ہو گی جس روز محرم میں ترے گھر محفل

جا چکا عہد جوانی کا چلیں سوئے عدم
شمع ساں دیکھ چکے دہر میں شب بھر محفل

شمع فانوس میں پھولی نہ سمائی اے گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

مل گیا یار کا بوسہ جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذرا دس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو اجر
لکھیے چودھویں تاریخ مصور محفل

فرقت یار میں ماتمکدہ ہے گھر محفل
بلکہ ہوگا نہ محشر کے برابر محفل

ہے عجب شمع کی صورت دل قاتل جلنے
بلبلوں کے ہوتے سایۂ خنجر محفل

چاہیے آئینہ رویوں کا کبھی ہو جانا
لیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل

ہم بغل مجھ سے ہو غیروں کو لگا کے رکھو
گھر میں خلوت ہی رہے جمع ہو باہر محفل

کس پہ ہو کا شعور نہیں دل میں اپنے
جمع رہتی ہے اس آئینے کے اندر محفل

سب مکانوں سے جدا پیر مغان کا ہے مکان
میکشوں کی ہے الگ شہر سے باہر محفل

ایسے ہی حسن ترے سے ہو جہان کی رونق
جس طرح شمع سے ہوتی ہے منور محفل

تمکو پروا ہے نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل

بہر دل سوختگان روز الم ہے شب عیش
چشم پروانہ میں آتشکدہ ہے ہر محفل

دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم اداس
محفل آرا نہو کوئی تو ہو ابتر محفل

شمع محفل میں ہے پروانے ہیں گرد سر شمع
کیا تجمل ہے کہ محفل کے ہے اندر محفل

ہم ہیں پروانہ دل سوختہ بزم خیال
شمع رویوں سے بیان گرم ہے شب بھر محفل

سرفروش آئے ہیں مشتاق شہادت ہو کر
جمع کرتا ہے ہمیشہ ترا خنجر محفل

اوسکے اٹھ جانے سے برہم ہوئی یہ غیر امیر
شمع کیا ہم پہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل
تب ہم نہ رہے وفا کے قابل

ہے خوف سے سارے تن میں رعشہ
اب ہاتھ کہاں دعا کے قابل

آئے تھے مجھے دیکھنے اطبا
جب میں نہ رہا دوا کے قابل

بولے مرے دل پہ پیس کر دانت
یہ دانہ ہے آسیا کے قابل

کلفت سے امیر صاف کر دل
یہ آئینہ ہے جلا کے قابل

ایدل مجھے بیٹھے جہلابات سے حاصل
خالی ہے مکان حرف و حکایات سے حاصل

تسکین مجھے دیتے نہیں ای حضرت واعظ
کیا اوس مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل

پتھر ہے ترا دل میں کہوں حالت دل کیا
کعبے میں جو بت ہو تو مناجات سے حاصل

ہے زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذت
جب بات کا وعدہ نہو اوس بات سے حاصل

روتا ہوں لہو بھی تو مجھے مے نہیں ملتی
کیا بندگی پیر خرابات سے حاصل

ظاہر میں دیا بوسہ تو کیا دل سے مکدر
نیت ہی نہیں ٹھیک تو خیرات سے حاصل

تقدیر مری تو نہ بدل دیگا دعا سے
اے شیخ پھر اس کشف و کرامات سے حاصل

قسمت میں جو ہے وہ بہر کیف ملیگی
پھر قاضی و مفتی کی ملاقات سے حاصل

پہچانتے ہیں اہل سخن خوب سخن کو

خاموش امیر اتنی مباہات سے حاصل

ردیف میم

کیون نالہ کرین بلبل گلشن تو نہین ہم
ای ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

دلکو جو بچاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لینگے کوئی رہزن تو نہین ہم

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

خط دیکے تجھے کوچۂ جلاد مین بھیجین
کچھ خیر ہے قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

ذلت سے کبھی لینگے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقے کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین نہ پہونچے
ذرے ہین مگر ذرۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہے قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

رہجائینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبار سم توسن تو نہین ہم

سو بار کہینگے ارنی طور پہ جا کر
کیا سمجھے ہین موسی ہمین الکن تو نہین ہم

کرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹون مین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کیطرح پائی ہین آنکھین
پر قابل نظارۂ گلشن تو نہین ہم

بخیے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم
سلواتے ہو کیون قابل سیون تو نہین ہم

موسی سے یہ کہدو کہ بہت جھک کے نہ بولین
کچھ نابلد وادی ایمن تو نہین ہم

کہتا ہے حیا سے وہ دہان مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سب گل سوسن تو نہین ہم

غیرون سے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
اے دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا نالہ کشی کی ہمین بت دیتے ہین ترغیب
انسان ہین ناقوس برہمن تو نہین ہم

کرتی ہین یہ طنز اونکے خط سبز پہ آنکھین
کچھ پیرہن خضر مین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ اونکا ہے جو زندان مین بھیجین
زندانی تاریکی مدفن تو نہین ہم

بے منت احباب یہان قبر ہے روشن
محتاج چراغ سر مدفن تو نہین ہم

بوے گل فردوس امیر اپنا ہی مردہ
سر کا جو ذرا تخت مدفن تو نہین ہم

ہوے جو رنگ وصل یار مین ہم — اچھے پھولے پھلے بہار مین ہم
ہو گئے مردہ ہجر یار مین ہم — گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم
اوسکو لائینگے خاک قابو مین — کہ نہین اپنے اختیار مین ہم
کون پوچھیگا ہم غریبون کو — روز محشر ہین کس شمار مین ہم
فرش سے عرش تک نشان نہین — دور پہونچے ہواے یار مین ہم
حضرت دل جو تم ہو پہلو مین — مر کے بھی رہ چکے قرار مین ہم
وصل مین بھی شکستہ خاطر ہین — توبہ مست ہین بہار مین ہم
پیش رخسار یار خار ہین گل — ایک دو کیا کہین ہزار مین ہم
قاصد آیا ہے پر نہین پاتا — گم ہوے ایسے انتظار مین ہم
گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح — ہین ہر اک ملک ہر دیار مین ہم
زلف و رخسار کے تصور سے — ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہم پہ وہ کر لین
ہین امیر اونکے اختیار مین ہم

ہوا کہ زندہ رہا نامہ بر نہین معلوم — کچھ آج تک نہین اوسکی خبر نہین معلوم
مکان دل مین ہے کسکا گذر نہین معلوم — یہ بیخودی ہے کہ گھر کی خبر نہین معلوم
کیا ہے بیخبری نے جہان سے فارغ — فلک کہان ہے زمین ہے کدھر نہین معلوم
مین جسکو دیتا ہون اوس فتنہ گر کے نام خط — وہ ٹالتا ہے کہ مجھکو تو گھر نہین معلوم
تری گلی ہے کہ میدان حشر ہے قاتل — یہان کسی کو کسیکی خبر نہین معلوم
ہوا شہید تبسم جبکہ دل یارب — رہی تڑپ سے یہ تجلی کہ خبر نہین معلوم

کیا ہے ذوق شہادت ز محو یہ دم قتل — لگے ہیں زخم کہاں جسم پر نہیں معلوم

شب وصال ہوں بوس و کنار سے محروم — دہن کہاں ہے کدھر ہے کمر نہیں معلوم

ترا ہے تیغ کے نیچے کہ پائے قاتل پر — کدھر کو اوڑ کے گیا تن سے سر نہیں معلوم

شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہیں — کہ آج کیوں نہیں ہوتی سحر نہیں معلوم

ادھر کو منھ جو نہیں پھیرتا کبھی خورشید — یہ کسکا گرم ہے بازار اودھر نہیں معلوم

جو کل تھے ساتھ گئے آج کسطرف یارب — کسیکا حال کسیکی خبر نہیں معلوم

خضر ہو راہبری ہے ثواب اے زاہد — کہ ہمکو بادہ فروشوں کا گھر نہیں معلوم

ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہے کیا باعث — یہ نخل کیوں نہیں لاتا ثمر نہیں معلوم

جہان میں اب نظر آتا ہے رات دن اندھیر — فنا سے کیا ہوئے شمس و قمر نہیں معلوم

بھٹکتے پھرتے ہیں ہم مثل گرد راہ امیر
ہوا ہے قافلہ راہی کدھر نہیں معلوم

تیرے جور و ستم اوٹھائیں ہم — یہ کلیجا کہاں سے لائیں ہم

ابھی میں ہے اب وہاں نہ جائیں ہم — دل کی طاقت بھی آزمائیں ہم

[…] ھتے ہیں تری ہوائیں ہم

[…] کو منھ لگائیں ہم

[…] اب یار لیا [...] ہے — کوئی پیس [...] ائیں ہم

دل میں تم دل ہی سینہ سے خود گم — اپنے دل کی للی [...] ہم

آب شمشیر یار اگر مل جائے — اے بت اپنے خدا سے [...]

اب جو منھ موڑیں بندگی سے ترے — قصر کیا مقبرہ بنائیں ہم

زندگی میں ہے موت کا کھٹکا — زاہد و دیکھ کر گھٹائیں ہم

توبہ سے کیا پشیمان ہیں — جو گھٹائے اوسے بڑھائیں ہم

دل میں ہے مثل ہیزم و آتش

زار سے زار ہین جہان مین امیر
دل ہی بیٹھے جو لطف اٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہے امیر کے عفو گناہ مین
اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین
تو لو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین
مشہور یہ خبر ہے غلط خانقاہ مین

خالی شرارتون سے نہین ظلمت جہان
لپٹی ہوئی ہے برق گلیم سیاہ مین

پیری مین قد نگون جو ہوا دانت بھی چلے
بھاگے پڑی شکست علم سے سپاہ مین

مدت ہوئی بچھڑے ہوئے آنکھونکی پتلیان
صورت تمھاری پھرتی ہے اب تک نگاہ مین

نکلا نہین ہے خط ترے عارض پہ حسن نے
کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین

کشتی ضرور ساتھ رہے تیرے اے فقیر
ڈوبے نہ قلزم کرم بادشاہ مین

بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہے کار نیک
شب کو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین

دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو
کیون دل پگھل کے بہہ گئے ایک آہ مین

اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ کھینچ کے
تاثیرین دوڑی آتی ہین آغوش آہ مین

اعلی کو کیون نہ صحبت ادنی سے ہو حذر
دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین

یوسف سے بھی سوا ہے مرے دل کا مرتبہ
ڈوبا ہوا ہے چاہ زنخدان کی چاہ مین

بے داغ عشق ارض سے تا آسمان ہو کون
ماہی مین فلس ہے تو کلف جرم ماہ مین

ہے نقش دل پہ صورت توحید اے امیر
ہون محو ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اس قدر کہ تری جلوہ گاہ مین
چھپ جاؤنگا مین پردہ گرد نگاہ مین

ہین جلوہ گر شرار مری دود آہ مین
یہ تخم چھپتے ہین کوئی ابر سیاہ مین

وہ توڑ اسے فلک ہو مرے تیر آہ مین
چاہون تو رخنے ہون سپہر مہر و ماہ مین

سمجھے سریر و تاج کو کشکول و بوریا
ہو فقر کا مزہ جو دل بادشاہ مین

اہ اوس دہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو
بنجائے ماہ سیم جو ملجائے آہ مین

سایہ پڑا اگر مرے بخت سیاہ کا
یہ تیرگی نہ تھی تری زلف سیاہ مین

اقبال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو
مے پیجیے تو چل کے کسی خانقاہ مین

آنے نہ دے حیا کو یہ ہے رات وصل کی
کیا کام غیر کا ہے ترے جلوہ گاہ مین

دیوانہ تیرا آتا ہے لرزان ہین اہل شہر
رستم کی دھاک سے ہے تزلزل سپاہ مین

کیون مثل رخ نہ ہمکو خط سبز ہو پسند
پھولون کی ہمکو آتی ہے خوشبو گیاہ مین

اہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد
ہے ماہ کو زوال و کمال ایک ماہ مین

ہم رہروان عشق کو محشر کا خوف کیا
پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین

زلفونکی آڑ مین نہین آتے وہ چشمگین
بجلی تڑپ رہی ہے یہ ابر سیاہ مین

کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم
دنیا نہین سماتی ہے جسکی نگاہ مین

تونے تو اے سیاہی شبہائے ہجر
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین

اوترے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے
لغزش نہ تا زبان کو ہو عذر گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوئے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہے آنکھ ترے جلوہ گاہ مین
کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین

ہین شوخیان بلا کی جو تلوار کی نگاہ مین
بجلی گرے گی چار طرف جلوہ گاہ مین

محراب اوسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز
ہم سمجھا ہین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین

فریاد کس سے تیرے سوا اے اجل کرین
ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہے آئینہ
قرآن ضرور چاہیے دست گواہ مین

اوس ترک کجکلاہ پہ اوٹھین کیون انگلیان
انداز ماہ نو کا ہے طرف کلاہ مین

دیکھو جو جا کے آنکھہ تو دیکھو یہ تیغ تو
چھریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا ادھر ادھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اوٹھگیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہے راہ مین

اعضا تمام صوم مین رہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پایین و صدر ایک ہے اس بارگاہ مین

ہے راست رو وہی جو ہے دین رسول پر
ہوتی ہے کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
پر تو اگر پڑے ترے دانتونکا چاہ مین

یون روئے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہو جائے جیسے چاک کتان نور ماہ مین

مقراض دونون پاؤن ہین وحشت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطع راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین امیر
یا چند سرخ پوش مکان سیاہ مین

وہ تو سنتا ہی نہین مین دادخواہی کیا کرون
کسکے آگے جا کے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھ گدا کو دے نہ تکلیف حکومت اے ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

رشک دیکھو غیر پر اظہار خون بیکسی
سوچتا ہے اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوون سے ہو گئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچائیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھسے تباہی کیا کرون

تیغ ہین آنکھین ملا کر یار نے مجھسے کہا
اب تری آنکھون مین دم بھر کم نگاہی کیا کرون

ترک لذت سے جدائی مین بان ہے آشنا
بادہ صاف و کباب مرغ و ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہے پہونچ جا اڑ کے کعبے مین جلد
راہ مین تنہا نہ چھٹتا ہے الٰہی کیا کرون

کھل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہوں دل میں آج | خدمت پیر مغاں میں عذر خواہی کیا کروں
وزن کر دم آہ رک سکتی ہے تھم سکتے ہیں اشک | چھپ نہیں سکتا ہے لیکن ننگ کاہی کیا کروں

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہے امیر
پیش خالق ادعائے بیگناہی کیا کروں

لگے ہیں ہاتھ تجھے شب وصل پری کی آہیں تھیں | سحر ہوئی تو وہ آنکھیں نہ وہ نگاہیں تھیں
شکل کے چہرے پہ میدان نما خط نے کیا | کبھی وہ کوچہ تھا ایسا کہ سدراہیں تھیں
فراق میں ترے عاشق کو جا کے کل دیکھا | کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہیں تھیں
نگو لے اب ہیں کہ غربت ہے گوشہ ہائے پناہ | سروں پہ چتر جلو میں کبھی سپاہیں تھیں
ہزاروں لوٹ گئے کل ادا دیکھی جو وہ چلیں | خدنگ سے مژہ برچھیاں نگاہیں تھیں
کیا یہ شوق نے اندھا تجھے نہ سوجھا کچھ | وگرنہ ربط کی اس سے ہزار راہیں تھیں
یہ ضعف ہے کہ نکلتی نہیں ہیں اب لے کے | کبھی فلک سے بھی اونچی ہماری آہیں تھیں
جگر میں ہجر کی چھپ ہی نہیں چھپا ہیں | مگر جو غور سے دیکھا تری نگاہیں تھیں
پہنچ گئے سر منزل چلے جو چال نئی | اوکھیں میں بھیڑ تھا دیکھی ہوئی جو راہیں تھیں
فلک کے دور سے دنیا بدل گئی ورنہ | جہاں نئے ہیں یہ پنہاں نے خانقاہیں تھیں
یہ ضعف اب ہے کہ ملنا گراں ہے قدموں کو | سبکروی میں کبھی انکو دستگاہیں تھیں
مشاعرے سے حسین کیوں نہ چھین لیجاتے | رہا عیاں مری جو گوشہ کلاہیں تھیں

حسین زر کے ہیں طالب کہ اب ہیں گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہیں تھیں

جب کبھی اوسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہیں | دل ہے واقف ہے جس ارمان سے ہم دیکھتے ہیں
داغ سے بڑھکے نہیں دل میں کسیکا جلوہ | گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہیں
ہے پری تو نہیں پریوں کی مگر خو تجھ میں | انس تجھکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہیں

ضعف کا پاس کرے دست جنون کے ہوتے | یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہے اگر طالب مقصود تو سٹ جا ای دل | نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھ سے رضوان کے اوسے بھی ہو نصیب | ذلتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص تجھے حق نے بنایا ہے صنم | شان اوسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

گرد ابرو پہ ہی منہہ لال ہی چتون ہی پھری | آج اونھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے | مور کو بڑھکے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہی بدخشان مین شفق پھولی ہی | سرخ جب ہونٹھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پاتے ہین غلطان اوسے حسرت کے سبب | جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہی زلف اوس رخ روشن کی طرف | ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر | ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کنہ باری کو پہنچ جاے دلا فکر سے تو | یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر | آئینہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی پھرے مقتل سے | لاشے آتے ہوے میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھ ہمین سے نہین کاوش ہی حسینونکو امیر
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین | موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین | زیر خنجر بھی اوسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تھے بہ امید کو جس حسرت سے | یاس کو بھی اوسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سنکے حال دل عشاق کو اسکا چپ رہ | صاف اوڑا دیتے ہین اوس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اونکی پھری جاتی ہے | کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران ہین ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہے جو تو غیر کی دانائی کی | پھیرو منہہ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہے ہمیں حیرت نے | دیکھتے ہیں جسے حیران سے ہم دیکھتے ہیں
شک یہ ہوتا ہے کہ حلقے ہیں یہ ناگن کے ہیں | زلف پیچی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہیں
جان باقی نہیں گو دل میں ہماری لیکن | تجھپہ قربان ابھی سو جانیں ہم دیکھتے ہیں
خط نمایاں کبھی کرتا ہے کبھی خال وہ منہ | روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہیں
بھر گیا جی غم دلدار سے شاید اے دل | کچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہیں
رشک ہوتا ہے کہ شاید ہے تمہارا عاشق | تنگ ایسا جسے جان سے ہم دیکھتے ہیں
ساغر بادہ بھی ہو جام جہاں بین ساقی | سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہیں
جی میں آتا ہے کریں ہاتھ کلائی سے قلم | جب الگ اسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہیں
ہوگیا میل کچھ آپس میں کہ اب غیروں کو | جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہیں
سخت داود سے آہن جو ہوا موم تو کیا | دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہیں
عرش کا حال دل صاف سے آتا ہے نظر | رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہیں

دوربیں کہیں کیا چشم بصیرت کی امیر
صاف سیر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہیں

بخت سیہ سے گو کہ کلیم گدا ہوں میں | شاہوں کے سر پہ سایۂ بال ہما ہوں میں
صحرا میں شکل موج ہوا کم نما ہوں میں | دریا میں نقش آب کی صورت فنا ہوں میں
واکردہ چشم دل صفت نقش پا ہوں میں | ہر رہگذر میں راہ تری دیکھتا ہوں میں
[illegible] اپنے اپنے کیے عاشقوں نے سب | وہ بت بگڑکے بولا وفا کیا خدا ہوں میں
لے انقلاب دہر مٹاتا ہے کیوں مجھے | نقشے ہزاروں مٹ گئے ہیں جب بنا ہوں میں
وحشت میں گو کہ قیس سے بڑھکر نہیں مگر | اتنا کہونگا ایک وہ تھا دوسرا ہوں میں
افتادگی میں اوس سے نہ سمجھو جدا مجھے | سایہ صفت قدم بقدم زیر پا ہوں میں
ہمت یہی کہ فلک کا ناخن کا ناخن [illegible] | عقدہ وہ ہے [illegible]

اوس دل کا مبتلا ہون جو رکھتا ہی داغ عشق — پروانۂ چراغ حریم خدا ہون مین
کشتہ کیا ہے مجکو محبت کے جوش نے — مذبوح خنجر نگۂ آشنا ہون مین
اعضا ہے تن کو بسکہ ہی زخمونکا اشتیاق — آہن ہی تیغ یار تو آہن ربا ہون مین
کہتی ہے ہر بلا یہ تری زلف دراز سے — چھوٹے سے قد پہ میرے نجانا بلا ہون مین
رسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا — جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بیخطا ہون مین
زندہ کیے ہین مینے دل مردہ سیکڑون — فیض سخن سے عیسی معجز نما ہون مین
مشتاق ہے میری جان کو وہ جلوہ گاہ ناز — دل سے ادا یہ کہتی ہے تیری قضا ہون مین
لذت سے آب تیغ مین آب حیات کی — زندہ لبان خضر ہون گو مر چکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمن دہر مین امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اوسکے اکثر لگے ہوے ہین — کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوے ہین
کیونکر نہ ہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی — پتلی کی سان پہ یہ خنجر لگے ہوے ہین
نکلینگے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر — قبرونکے منہ پہ بھاری پتھر لگے ہوے ہین
کیا دیکھے عاشقونکے وہ داغدار سینے — پھولونکی کشتیون مین زیور لگے ہوے ہین
یارب ہی کسکی آمد جو شہر مین ہی شادی — صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوے ہین
چاہی جو مینے مہلت بولا بگڑ کے قاصد — اڑجاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوے ہین
کیا حال دل چھپاؤن جاسوس ہین پری کے — اندر لگے ہوے ہین باہر لگے ہوے ہین
نامے وہ باری باری عشاق کے پڑھینگے — عجلت سے کچھ نہ ہوگا نمبر لگے ہوے ہین
مین جانتا ہون بلبل جو ہے تری حقیقت — اک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوے ہین
کیا کیا اذیتین ہین مژگان کی یاد مین بھی — ایک ایک رگ مین سو سو نشتر لگے ہوے ہین
پڑھتا ہی آبرو مین کیا آنسوؤن سے میرے — کون ایسے لعل تجھمین گوہر لگے ہوے ہین

ہو حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے | یہ اشتہار اب تو گھر گھر لگے ہوئے ہیں

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا
شاہوں کے اوس گلی میں بستر لگے ہوئے ہیں

جب خوبرو چھپاتے ہیں عارض نقاب میں | کہتا ہے حسن میں نہ رہونگا حجاب میں
بے قصد لکھ دیا ہے گلا اضطراب میں | دیکھوں کہ کیا وہ لکھتے ہیں خط کے جواب میں
بجلی چمک رہی ہے فلک پر سحاب میں | اب دختِ رز کو چین کہاں ہے حجاب میں
اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب میں | گھبرا کے کروٹیں لگے لینے وہ خواب میں
مہمان کے ساتھ کھانیکا ہوتا نہیں حساب | ہم تم کباب کھائیں ڈبو کر شراب میں
اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی | یاں عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب میں
ملنے کا وعدہ منھ سے تو اونکے نکل گیا | پوچھی جگہ جو مینے کہا ہنسکے خواب میں
دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہک کے چار | تھے نیند میں پڑا اونھیں دھوکا حساب میں
قاصد ہے قول و فعل کا کیا اونکے اعتبار | پیغام کچھ کہا ہے لکھا کچھ جواب میں
ترغیب میرے قتل کی دو اونکو مدعیو | ہے کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب میں
کیا آہ کی ہوا سے ہوا ال گئے جو وہ | اوٹھتا مزہ جو بند نہ ہوتے نقاب میں
سمجھے ہیں دل میں کیا جو یہ مغرور ہوئے ہیں | مہمان چار دن کا ہے جوبن شباب میں
سمجھا ہے تو جو غیبت پیر مغان حلال | واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب میں
خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ | قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب میں
کام آگئی کیسی ظلمت عصیان بروز حشر | سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب میں
دیکھا کیا جو دفتر آفاق بعد جمع | ہم پہلے ہو گئے نظری انتخاب میں
منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے | ہے یہ گنہگار بھی حاضر جواب میں

دامن میں اونکے خون کی چھینٹیں پڑیں امیر

بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

قاضی بھی اب تو آئے ہین بزم شراب مین
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

جا پائی خط نے اوسکے رخ بے نقاب مین
سورج گہن پڑا ہے شرف آفتاب مین

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن نہائے گئے آفتاب مین

رکھا یہ تمنے پاے حنائی رکاب مین
یا پھول بھر دیے طبق آفتاب مین

تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین

وہ ناتوان ہون قلعہ آہن ہو وہ مجھے
گر دے جو کوئی بند مکان حباب مین

حاجت نہین تو دولت دنیا سے کام کیا
پھنستا ہے تشنہ دام فریب سراب مین

قتل نفس آمد و شد سے ملا فراغ
جب تک رہی حیات رہے اضطراب مین

سرکش کا ہے جہان مین دوران سے زوال
کیونکر نہ گرد باد رہے پیچ و تاب مین

چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہین برگ شجر آفتاب مین

دل کو جلا تصور حسن ملیح سے
ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب مین

ڈالی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان
موذی کو پال کر ہین پڑا کس عذاب مین

اللہ رے تیز دستی مژگان رخنہ گر
بیکار بند ہو گئے اونکی نقاب مین

چلتا نہین ہے ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہے پردہ در کہ ہین مہدی حجاب مین

سمجھو یہ ربط حسن و عشق سے عجب نہین
بلبل بنے جو بلبلہ اوٹھے گلاب مین

چومے جو اسکا مصحف رخ زلف مین پھنسے
مار عذاب بھی ہے طریق ثواب مین

ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش ہین بند
اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین

فرقت مین میرے دل کے ڈرانیکے واسطے
مشعل ہے برق کی کف دیو سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو اے امیر
اوسنے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہاں ہے اوسکو جو پیچ و تاب میں
دیکھا نہ پاسے موج کو کشش حباب میں

ساقی یہ وقت ہے بزم شراب میں
دیتا ہے بھر کے قدح آفتاب میں

دریا سے حل یہ مسئلہ ہی فہم چاہیے
دیکھو بلا صفت میں خلا ہے حباب میں

دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے
شعلہ ہے کب موتیوں کیطرح پیچ و تاب میں

دنیا بھی دین ہی جو ہو لذت بشر سے ترک
کیون ہو حرام نشہ نہو جس شراب میں

مردہ جو اہل دل ہوں تو زندہ اونھیں سمجھ
عاشق کی آنکھ رہتی ہے بیدار خواب میں

دریا میں ہو گیا ہے نہاں قطرہ اے عشق
شاید ہے نقش حب کا اثر نقش آب میں

خط اوسکے روئے صاف پہ پیدا ہوا نہ ہو
مانند ماہ داغ لگا آفتاب میں

رکھ دیکھ ... ہمیشہ سے پیچ
طاقت ہے جذب آب کی مردہ سحاب میں

دکھلائی ہیں وہ وقت ترک سجدہ مسیح
ہوتی ہیں سے جان پڑتی ہے مرغ کباب میں

پھر وہ نہیں کہ ہمکو اگر ہیں قفس میں بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہیں خواب میں

پیری میں یہ جھکی ہوئی پلکوں کا حال ہے
دیوے رہیں جیسے خم ہوں مکان خراب میں

لکھا ہے سینہ دیدہ گریاں کا لٹنے والا
جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب میں

بیٹھا نہ میں چہا سے تو ناصح ہے خوش
دم مارنے کی جا نہیں لشان کو آب میں

پیاسوں کو خاک سیر کرے گا یہ آسمان
چشمہ تو ہے پر آب نہیں آفتاب میں

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا امیر
عالم کبھی نہ ہو سکے ہو کیڑا کتاب میں

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہیں
دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہیں

واماندہ دور سے یوں منزل کو دیکھتے ہیں
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہیں

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے
صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہیں

آنکھوں کو بند کرلیں خالق سے لو لگا کر
کیوں غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہیں

شوق نظارہ دیکھو بیٹھی ہوئی ہے عینک
آنکھیں ہیں بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہیں

پردہ نہیں جو انکے باز نہیں ہیں شب بھر
ہم خواب میں تمھاری محفل کو دیکھتے ہیں

کیوں منہ بنا رہے ہو بوسے کے مانگنے پر
خوش ہوتی ہیں نگاہیں جب تل کو دیکھتے ہیں

لیلےٰ کو دیکھ کر جو مجنوں نہیں ہوئے ہیں
ناقے کو دیکھتے ہیں محمل کو دیکھتے ہیں

دنیا امیر ساری ہے محفل نشاط کی
دیتا ہے جان اور جس دل کو دیکھتے ہیں

شمشیر ہے سناں ہے کسے دوں کسے نہ دوں
اک جان ناتواں ہے کسے دوں کسو نہ دوں

مہماں ادھر ہما ہے ادھر ہے سگ حبیب
اک مشت استخواں ہے کسے دوں کسو نہ دوں

درباں ہزار اوسکے یہاں ایک نقد جاں
مال اسقدر کہاں ہے کسے دوں کسے نہ دوں

بلبل کو بھی ہے پھولوں کی گلچیں کو بھی طلب
حیراں باغباں ہے کسے دوں کسو نہ دوں

سب چاہتے ہیں اوس سے جو وعدہ وصال کا
کہتا ہے اک زباں ہے کسے دوں کسے نہ دوں

شہزادے دختِ رز کے ہزاروں ہیں آشنا
حیرت شدہ مغاں ہے کسے دوں کسے نہ دوں

یاروں کو بھی ہے بوسے کی غیروں کو بھی طلب
ششدر وہ جان جاں ہے کسے دوں کسو نہ دوں

دل مجھسے مانگتے ہیں ہزاروں حسیں امیر
کتنا یہ ارمغاں ہے کسے دوں کسے نہ دوں

تصور ایک ہجر حسن کا یوں ہے مرے دل میں
رواں ہوتا ہے دریا جس طرح آغوش ساحل میں

ہوئے ہیں زلف جاناں نے نہ چھوڑا مرکے بھی پیچھا
قیامت میں بھی ہم آئے ہیں تو آئے سلاسل میں

شراب سرخ شیشے میں نہیں ہے یارا ساقی
بھرا ہے خون بسمل یہ گلوئے مرغ بسمل میں

تمھارے شہادت میں نہ مرکے بھی ہوئی رخصت
تڑپ کر جسد سے پھر آرہا ہوں کوئے قاتل میں

ترا خال ذقن دیکھا تو ہمکو یہ خیال آیا
فرشتوں کی جگہ ہے قید زہرہ چاہ بابل میں

کیا ہے مرے مجھے جسدم ستم ٹھکرا کے در پر آیا
بجائے تیغ آئینہ ہے لازم دست قاتل میں

رہ صحرا ہے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹیگا
تری تلوار کا دم آگیا ہے تیرے بسمل میں

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملی بعد فنا مجکو
فلک میرا بھی حق ہے کچھ زمین کوے قاتل میں

کھٹکنے نوک مژگان کا تصور آنے والا ہے
کھٹک جاتا ہے اک کانٹا سا جو ہر دم تو دمین

سمجھ لے رنگ کو جاہل نہیں ہے قابل صحبت
ملمع ہو گیا ہے کب طاؤس ہر رقص محفل میں

تڑپتے ہیں کہ شوق قتل میں یہ رقص کرتے ہیں
تماشا بسملوں کا ہو رہا ہے کوے قاتل میں

یہ کیوں گھبرا رہے ہیں کچھ سبب سکا نہیں کھلتا
کبھی جاتے ہیں آنکھوں میں کبھی آتے ہیں وہ دل میں

چھری کو تیرے اسے مینا و ابتک بیقراری ہے
کوئی رگ رہ گئی ہے کیا گلوے مرغ بسمل میں

تقاضا جان نثاری کا یہ ہے ایذا نہو اسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھ دیجیے قاتل میں

ہزاروں قیس مشہر بیابان تھے پھرتے ہیں بیابان میں
مرے دل میں خیال آیا کیا لیلے ہے محمل میں

کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
تو پلکوں کے چبھو جاتے ہیں وہ نشتر مرے دل میں

جہاں ظلمت تھی میرے گھر نفقت سمٹ آئی
دھوئیں کا نام اب باقی نہیں ہے چاہ بابل میں

بمشکل ضعف میں پہونچا ہوں ان تک بیٹھا دستانک
ہٹا دوسے قدم اب درد پہلو کوے قاتل میں

عروس مرگ تیری تیغ کا منہ چوم لیتی ہے
نکلتی ہے لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل میں

نکل جا تیر اسکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی اے ترک تیری جان باقی ہے مرے دل میں

امیر اب تک نہیں کھلتے جو اوسکے تیغ کے جوہر
توقف کیوں ہے کیا منہدی لگی ہے دست قاتل میں

کبھی ہر وقت تمثال کا تصور ہے مرے دل میں
منم یا قمر کا ہے گذر خورشید منزل میں

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی دن نے فنا ہیگا
نکل جائینگی جتنی آرزوئیں ہیں بھری دل میں

رہیگی خوب اے قاتل غضب کا رنگ لائیگی
لگائی ہے جو منہدی ہیرا سکو خون بسمل میں

نہیں کرتا کبھی پروا جست اگر گل خوبی
نہایت پائی ہے بے نیازی تیرے سائل میں

یہی حیرت کا عالم ہے تو نظارہ کہاں ممکن
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلی ہے محمل میں

دوئی اوٹھ جائے تو جھگڑے اُٹھائیں شیخ و برہمن کا — بنے آئین سجدہ کرتے شوق ہے اس کعبۂ دل مین
تڑپتا ہے دلِ صیاد بھی اُنکے تڑپنے پر — قیامت کا اثر ہے اضطرابِ مرغِ بسمل مین
یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہے ایدل — جہان آیا مسیحا درد دونا ہوگیا دل مین
دہانِ زخم ذکس کس کے مزے اسکو چوسا ہے — لبِ شیرین کی لذت ہے زبانِ تیغِ قاتل مین
جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل زور کرتا ہے — زبانِ تیغ نے لذت یہ پائی خونِ بسمل مین
ذرا محمل سے ہٹ کر خاک اڑا او بادیہ مجنون — خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہے کون محمل مین
کرامت ہے کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون ہے — چھلکتا ایک پیمانے سے تو نے سب کو محفل مین
لگا کر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اوسطرف تمنے — قضا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوے بسمل مین
اجازت چاہتی ہے کس سے پروانوں کی آنے کی — کھڑی ہے عرض کرنے کی کیطرح جو شمع محفل مین
نہ آیا وہ ہوا ہو کوئی غمزہ اوسکا شوخی پر — الٰہی خیر بجلی سی چمکتی ہے مرے دل مین

امیر اوسکی تجلی گاہ ہے دنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہے گلستان مین وہی ہے شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لبِ آب آتے ہین — شوقِ دیدار مین آنکھون کے حباب آتے ہین
اشک آنکھون مین مرے گرم شتاب آتے ہین — شہسواران عدم پا برکاب آتے ہین
یاد وہ ولولۂ عہدِ شباب آتے ہین — جوش کیا کیا ہین ہنگام خضاب آتے ہین
پی کے ہو جذب یہ مجھہ رند کا بڑھ جاتا ہے — اڑکے شیشے تک صفتِ مرغ کباب آتے ہین
اس طرح مجلسِ ہادین جاتا ہون مین رند — متقی جیسے سوے بزم شراب آتے ہین
بیخبر دیکھ کے مردون کو یہ کہتی ہے زمین — جو یہان آتے ہین مست مئے خواب آتے ہین
چونکہ گنبدِ تسلیم و رضا بیٹھہ رہے — غیب سے اونکے سوالونکے جواب آتے ہین
سیم ہموار سے روندینگے وہی خاک نژاد — تا درِ گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین
صفتِ شمع سحر جو تری محفل سے ہین دور — موت سے اونکو پسینے دمِ خواب آتے ہین

موت آتی ہی کہ آتی ہے سواری اونکی / کئی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہین
مرگ کے بعد شکر آئینگے کبھی ہم او ہنین یا / جن حسینون کے تصور دم خواب آتے ہین
غیر منھ پر چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے / کہو ابلیس ہٹے تیر شہاب آتے ہین
سوزش دل سے جلتی ہین ہماری آنکھین / اشک منھ پر صفت اشک کباب آتے ہین
ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر / ہر طرح سے مرے حصے مین کباب آتے ہین
راحتین وصل کی یاد آتی ہین اوڑ جاتی ہین ہوش / غش پہ غش ہجر کی شب مین دم خواب آتے ہین
یہ قضا ہی کہ ادا آپ کی سبحان اللہ / صف اولٹی ہے جو مسجد مین جناب آتے ہین
نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال / صبحکو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین
کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی / تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین
عمل بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین / گور مین نکلے وہی مار عذاب آتے ہین
کیون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آہی گیا / خوب چھوٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین
دھیان بیجا ہے بڑھے کی ہم آوازی کا / ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین
پانون تھکتے ہین کوئی بحر جہان مین اونکے / سر اوٹھائے ہوے جوشش حباب آتے ہین
جوش وحشت مجھے ہر سال بناتا ہی جوان / جب بہار آتی ہی ایام شباب آتے ہین
ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ / لوگ کعبے مین پے کسب ثواب آتے ہین
حال افلاک دل صاف مین آئینہ ہے / ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دھیان بندھتا ہی جو اوس عارض و گیسو کا امیر
متصل سنبل و مشک و گلاب آتے ہین

خاکسا ہون خواہ آئینہ ہی زنگ خانہ ہون / جیسا ہون پیش چشم ہون پیش نگاہ ہون
با وصف بخت تیرہ مین روشن نگاہ ہون / سرمہ وہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون
منکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر / بولی زبان تیغ کے مین گواہ ہون

رد رنگی اشک گرم مرے مجکو روسپید / گو روسیاہ ہون مگر ابر سیاہ ہون
حرص و ہوا کو صد جہان سے نکال دون / دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون
ہفتے مین ایک دن تو مرے گھر مین آیئے / امیدوار رحمت گاہ گاہ ہون
رہتا ہی صبح و شام گنا ہون کا سامنا / فارغ جو اسے ہون تو کبھی عذر خواہ ہون
غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس / تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون
تاب و توان نہ مجھ مین نہ عقل و حواس ہی / شکل آدمی کی صورت مردم گیاہ ہون
کہتا ہے روے یار یہ خط سیاہ سے / تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون
لاغر یہ عشق مو سے کمر نے کیا مجھے / پنہان نگاہ خلق سے مین مثل آہ ہون
دست کشادہ ہے سبب تنگی معاش / دریا دلی سے اپنے مین مجبور چاہ ہون
اس قلزم جہان مین سفینہ ہے میری ذات / سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون
رکھتا نہین ہے فرق سر مو مرا سخن / گویا زبان خامۂ صنع الٰہ ہون
مد نظر ہے صاحب جوہر کا مجکو حفظ / مثل نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسول کا ہے اگر بارگاہ حق
مین بھی امیر خاک در بارگاہ ہون

خیال لب مین ابر دیدہ ہاے تر برستے ہین / یہ بادل جب برستے ہین لب کوثر برستے ہین
خدا کے ہاتھ ہم چشمون مین ہی اب آبرو اپنی / بھرے بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کسپر برستے ہین
ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین / بھلا یہ مین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین
کبھی تپ ہین کبھی ہین سختی ایام سے نالے / ہوا چلتی ہے بجلی گرتی ہے پتھر برستے ہین
جہان اون ابروؤن پر میل آیا کٹ گئے لاکھون سر / یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین
لب شیرین سے ایسی سخت باتین میری جان / گویا کوہکن کی قبر پہ پتھر برستے ہین
چھلکے رہتے ہین مے سے جوش پر رحمت ساقی / ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین

جو ہم گزشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی
تو ہے باران رحمت بھی تیغ سے پتھر برستے ہین

غضب لگتا ہے بخون افشان ہے اب تیغ قاتل بھی
روان ہے خون کا سیلاب آنکھون سے برستے ہین

سما گئی ہے بنیان خاک مجھ گریبان کی آنکھون مین
کہ پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین

وہان ہین سخت باتین یان امیر آنسو بہاتے ہین
تماشا ہے ادھر موتی اودھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پہ جو دل نثار کرتے ہین
لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین

وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین
لباس زیست ہم اتار تار کرتے ہین

جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین
ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین

جو راہ چلتے ہین وہ دل کے پانون مین مہندی سی
زمین کو صفحہ نقش و نگار کرتے ہین

موے پہ بھی ہمہ تن ہے شگفتہ نرگس
ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین

ہزار شکر گئین بدگمانیان اونکی
وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین

فریب بتون کے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل
خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین

دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے
تڑپ تڑپ کے مجھے بے قرار کرتے ہین

ہین مر کے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد
وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین

نشانہ گل ہے مراد دل نہ دامن ہی خوار
بہار مین اسے کیون داغدار کرتے ہین

ہین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ ہنستے ساقی
لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین

خدا نے ان حسینون کو دی ہے اور ہی کیا
بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین

وہ صاف دل ہین رقابت کا کچھ خیال نہین
جو تمکو پیار کرے اوسکو پیار کرتے ہین

طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمکو
وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین

کبھی بتون سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش
خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین

نکالا نہین جو اوڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے
یہ ترک ایک سے مجکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قصر سے ہو اور کیا ہمین حاصل — فقط نظارہ نقش و نگار کرتے ہین

چلو امیر چلو تا کجا اقامت دہر
مسافران عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسی کو خطر ہو شوق برق طور مین — لغزشین پڑتی ہین سالک کو حجاب نور مین
روز حشر ایسی جلن ہوگی دل محرور مین — بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین
خاکساری کی ہے ذلت دیدۂ مغرور مین — مال کیا ظرف گلی ہے مجلس فغفور مین
ہم ہون یا موسی ہون کوئی دیکھ سکتا ہے اوسے — پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہ طور مین
کیا تماشا ہے اسے سمجھے ہین غافل جلترنگ — جام چینی رو رہے ہین ماتم فغفور مین
حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے — دار بھی ہے شاخ سدرہ دیدۂ منصور مین
گور مین چونکا کے یہ عبرت پکاری بار بار — ہوشیاری شرط ہے غافل شب دیجور مین
نزع کے وقت آدمی سے ہل سکین کیا ہاتھ پانون — شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین
بت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر — چھپ رہے تھے بت خدا کے ڈر کے سنگ طور مین
گھر بنایا ہے یہ کسکا قصر تن ہو بے ثبات — جھونکتی ہے خاک عبرت دیدۂ مزدور مین
شیخ کو تھوڑا انچا لو یہ بڑا اسکا رہے — ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہے تلاش حور مین
منزل مقصود کی مستون کو دکھلاتی ہے راہ — خضر بن بیٹھی ہے سبزی دانہ انگور مین
اوسنے کہتی ہے حیا اتنا جو میرا پاس تھا — نور بنکر چھپ رہی ہوتی نگاہ حور مین
محتسب کے لاکھ احسان کہ خوشے کی طرح — کاٹ کر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہے اگر گردون مخالف غم نہین مجھکو امیر
ہون مین ظل دامن شاہ ابو المنصور مین

چھلکتے ہین اعضا یہ گرمی ہے تن محرور مین — جائے ہیزم استخوان جلتے ہین اس تنور مین
رنگ پریون کا جدا لطف اور ہے اور حور مین — ہے زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہے خیال عارض پرنور مین — ڈوبتی ہے میری کشتی چشمۂ کافور مین
چاہتا ہے ایکدم مین طے کرے ہستی کی راہ — آج ایسی آگئی طاقت ترے رنجور مین
اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سے بشر — پہلے محنت سے اجورہ دے کف مزدور مین
جمع مال انسان تو کیا حیوان کو کرتا ہے تباہ — شہد دلواتا ہے آتش خانۂ زنبور مین
فرش استبرق کی کچھ حاجت نہین اے باغبان — بادہ کش ہین ٹھہر رہینگے سایۂ انگور مین
ہین اگر چھوٹون خلش سے آسمان پیدا کری — خار سر غنچے مین جیسے نیش ہے زنبور مین
سچ ہے اہل درد سے ہوتا نہین رونیکا ضبط — اشک بہتے ہین لبالب دیدۂ ناسور مین
کشتگان عشق سے کہتی ہے تیغ حسن یار — شربت دیدار کا شیشہ ہے کوہ طور مین
ساقیا کیون دمبدم ہے تاک وہ شاداب ہے — خون تن مستون کا شاید بھر دیا انگور مین
سچ ہے انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہے یاد — موت کا دھیان اکثر آتا ہے دل رنجور مین
میری بزم عیش مین رویا ہے یہ جی کھولکر — ایک قطرہ خون نہین باقی تن طنبور مین
داغ سے ہے سینۂ پرسوز عاشق کا فروغ — گردۂ نان آئینہ ہے خانۂ تنور مین
داغ الفت کھاکے جاتی ہے جوانی ہو تو کیا — چاہیے شب بھر چراغ اہل شب دیجور مین
رات دن مین لاکھ بار اوٹھ اوٹھ کر بیٹھا ہے کون — درد شاید قید ہے میرے دل رنجور مین
عیب سلطان کیا ضرورت ہے رعیت مین تنگی — تنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشور تیمور مین
ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت — شہد آتش سے سوا ہے خانۂ زنبور مین
سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا — کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین
سینہ پر درد مین کیا روح کو آرام ہو — کون سو پایا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسی موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حسن کے نیرنگ تھے خلوت سرا طور مین

ہٹاؤ آئینہ امیدوار ہم بھی ہین — تمہارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپ کے روح یہ کہتی ہے ہجر جاناں میں
کہ تیرے ساتھ دل بیقرار ہم بھی ہیں

رہے دماغ اگر آسمان پہ دو رہمیں
کہ تیرے کوچے میں مست غبار ہم بھی ہیں

کہو کہ شغل چمن ہے سرکشی بکریں
او شقین کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہیں

ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زیر سنج
کہ ایک نغمہ سرا سے ہزار ہم بھی ہیں

کہاں تک آئینے میں دیکھہ بھال دھرتیکے
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہیں

شراب منہہ سے لگاتے نہیں ہیں ایسے زاہد
فراق یار میں پرہیزگار ہم بھی ہیں

ہمارا نام بھی لکھہ لو جو ہے قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی ہیں

ہما ہیں گرد مری ہڈیوں کے آٹھہ پہر
سگ آستانے کے کہتے ہیں امیدوار ہم بھی ہیں

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امیر مست نہیں ہوشیار ہم بھی ہیں

چار ابرو ہیں ترے حسن میں بہتر چاروں
کیا رباعی ہے کہ مصرع ہیں برابر چاروں

کس گل تر کا ہیں کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
لگگئے چار چمن گوشۂ چادر چاروں

ایکدم حکم خدا مجکو فراموش نہیں
دل پہ لکھے ہیں سماوی ہیں جو دفتر چاروں

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہوے آج
دم میں ہوجاینگے اک جا دم محشر کا غذ

ہاتھوں پانوں کا مجھ سا تھا شوہ بھی خاک
ہوگئے مجھسے جدا ایسے مقدر چاروں

ابر مژگان کی شب ہجر جو بارش ہوی
گھر کی دیواریں گرائیگا مقرر چاروں

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقت شمار
گرد پھرتے ہیں ترے باندھ کے حلقہ چاروں

تندرستی کی کہاں فرقت جاناں میں امید
صد اصلاح سے اخلاط ہیں باہر چاروں

حق تو یہ ہے کہ ہیں تیرے در دولت کے گدا
سنجر و قیصر و دارا و سکندر چاروں

شاک ہیں لعل و زمرد ہوں کہ یاقوت و عقیق
ہوں غنی میری نظر میں ہیں یہ جوہر چاروں

بطن یا در بغل گورستان باغ بہشت
اپنے بندوں کو خدا نے یہ دیے گھر چاروں

اے امیر احمد مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یاری ہون مجھے ہین یہ مرے چارون

سوز کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طاقت جواب دے کہ نہ بار دگر کہون

طول شب فراق کا قصہ نہ پوچھیے
محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون

قاصد یہ کوے یار سے کہتا ہوا پھرا
اپنی خبر نہین مجھے کسکی خبر کہون

اے اہل دیر وکعبہ مین غماز کچھ نہین
جو اس طرف کی سنکے کہین ادہر کہون

سنتے ہین آپ سارے زمانیکا درد دل
کہیے تو مین بھی قصۂ سوز جگر کہون

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون

حاصل صفا سے قلب ہو آئینے کی طرح
کیون منہ پہ صاف صاف نہ عیب و ہنر کہون

وقفہ بہت قلیل ہے حسن شباب کا
بڑھکر کہون تو جلوۂ برق و شرر کہون

تشبیہ سامنے کی ہی ای فکر چاہیے
گیسو کو شام چہرے کو اوسکے سحر کہون

محروم ہون مین لذت بوس و کنار سے
کیونکر نہ اونکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات مین امیر
اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

سخت دل لٹتا ہے ناحق آہ بے تاثیر مین
کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین

ہو کے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
آگے آگے دیکھیے کیا ہے مری تقدیر مین

پھر تو ہے ای دل کنارا مرگ کا زیست دم
پیرتے دو ہاتھ اگر آب دم شمشیر مین

ہنستے ہنستے ایکدن شیرین کو پہونچیگا ضرور
نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوے شیر مین

عشق ابروے بتان مین دل نے کی اپنی تلاش
زلزلہ آیا زمین کوچۂ شمشیر مین

جس پری کی آنکھ مجھسے پھر گئی بولا جنون
لو مبارک اور اک حلقہ بڑھا زنجیر مین

آئے جب تجہیز ہونے پر کئی ترکون کی کیا
پر نہین سہراب کا ایسے کمر تیرے تیر مین

سوی ابرو کو بتاں میں تل نہیں ہاں ہیچ رخ — دانۂ چسپیدہ ہے یہ دام جوہر شمشیر میں
عشق گیسو میں ملی دنیا کی گردش سے نجات — نیند بھر کر پاؤں سوئے خانۂ زنجیر میں
اور نہ رسوائی سے نادم ہو کے قاتل [illegible] — وہ تری تقدیر میں تھا یہ مری تقدیر میں
کشتۂ خوں اپنا ہی رہتا دور [illegible] — رو نہ [illegible] پھرتے کو چہ شمشیر میں
نیند تیرے وحشیوں کو صبح تک آتی نہیں — رنگ کا رہتا ہے شب بھر خانۂ زنجیر میں
باندھتا ہے گر [illegible] ظلم کر جب [illegible] شکار — جب [illegible] پڑے [illegible] تیر میں
عشق ابرو میں جو [illegible] ہوں [illegible] — کون [illegible] کوچہ شمشیر میں
[illegible] ہوں پریشاں [illegible] — [illegible] تقدیر میں
[illegible] لگانے اس [illegible] — [illegible] دل [illegible] میں

[illegible] دوں سے [illegible]
ہم نہیں [illegible] ہے [illegible] سے کماں کے تیر میں

ہے [illegible] کا چرچا [illegible] میں — خون [illegible] طفل [illegible] ہیں [illegible] میں
[illegible] سے تمھارے عشق [illegible] — چل گیا [illegible] شمشیر میں
[illegible] آہ [illegible] دل میں گرہ — [illegible] پیکان [illegible] زنجیر میں
[illegible] — [illegible]
[illegible] زبان [illegible] — [illegible] تقدیر میں
[illegible] — [illegible] شمشیر میں
[illegible] کی [illegible] ا — [illegible] ہیں [illegible] شمشیر میں
آئے ہیں [illegible] بادشاہ ملک [illegible] — ہوتی ہے [illegible] ان کی [illegible] خانۂ زنجیر میں
[illegible] میں جا کر کیا کرو — تھا جو [illegible] تقدیر میں
اے جنوں [illegible] — [illegible] کی زنجیر میں

ذوقِ رحمت کھینچتا ہی سوئے رحمت اے کریم
جانتا ہے تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھین ابروے جانان سی جب روتے ہین ہم
بھر دیے ہین ہمنے موتی دامن شمشیر مین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین
قلقلِ مینا کا عالم ہے تری تقریر مین

نقل سے کوئی نکلتا ہی جہان مین کار اصل
پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین

بیقراری سے مجھے الفت مین حاصل ہی سکون
پاے دل ہیچ پریشانی سے ہے زنجیر مین

دور گردون مین کہان ہی جاے آسائش امیر
سیر کو آتی ہی ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہو ترقی حسن کی توقیر مین
جنکے رخ سے رنگ اڑا آیا تری تصویر مین

قتل مجکو یاد ابرو مین اون آنکھون نے کیا
ان نگھون نے ملکے مارا کوچۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے دل حیران مین ہیکر دخل غیر
عکس پڑتا ہے کہان آئینہ تصویر مین

قتل عاشق قاتلون کے واسطے ہی قوتِ روح
آب ہو جاتا مرا دم آگیا شمشیر مین

[illegible] آل مرگ سے ہے وہ حسین
ہو کے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر مین

عشق ابرو مین جوان و پیر سب ہوتے ہین قتل
[illegible] رستہ کوچۂ شمشیر مین

اپنی وحشت سے ہوا روشن تو خانہ زندان غم
[illegible] پائون اپنا دیدۂ زنجیر مین

[illegible] خورشید محشر سے وہ ہین کیا کام ہے
ہین ترے کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین

کام آتی ہے جوانون کے بہت تدبیر پیر
طاقت پرواز ہے زور کمان سے تیر مین

[illegible] اور ابرو کا آیا عارض [illegible]
[illegible] کے بیٹھے سایۂ شمشیر مین

[illegible] رشک [illegible] کرتا ہے ہوا [illegible]
انکی قسمت مین [illegible] کی تقدیر مین

[illegible] کا کام [illegible] کچھ تو [illegible]
[illegible] تیر مین

[illegible] ہوا [illegible] رخ پر [illegible]
[illegible]

کب خزانۂ غیب کا [illegible]

چھپا تھا ہو خاک تا حق خواہش لگے سر چمن

وطن کی یاد ہے بلبل وہ نہار غربت میں
یہی ہو ایک بڑی ہی تنگ سا رستہ غربت میں

شگفتگی کے ہوں سامان ہزار غربت میں
برا ایک سی ہو خزاں و بہار غربت میں

گل وطن کی ہو بوباس اڑا کے گئے
لپٹ گئے ہیں دامن سو خار غربت میں

عجیب شئین ہی جو ہو سو جن نسیم کرم
دکھائیں خار گلوں کی بہار غربت میں

امید و بیم و غم و بیکسی و درد فراق
یہی رفیق ہیں دو تین چار غربت میں

میں بوسہ نا قد آبیر کہ نکہت گل میں
وطن میں صبر نہ مجکو قرار غربت میں

بچھا کے بیٹھے مصلا پڑھا دوگانہ شکر
اگر ملا شجر سایہ دار غربت میں

وہ زار ہوں کہ میں زندہ ہوا ہیں دفن میں
پڑا جو اُسکے بدن پر غبار غربت میں

چراغ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت میں

قرار گھر میں بیابان میں اضطراب ہے کیوں
وہی وطن میں وہی کردگار غربت میں

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہل وطن
کہ جیتے موت سے ہے انتظار غربت میں

تڑپ گیا صفت ابر یہ دل مضطر
برس پڑا اگر ابر بہار غربت میں

کبھی نہ بھول گئے اہل وطن زیادہ کیا
نہ تجکی آئی مجھے زینہار غربت میں

جو دوستان وطن سے ہے وسیلے ہیں داغ اسیر
میں جاتا ہوں اسے اللہ زار غربت میں

تڑپا ہیں جو آنکھوں کو ترے آنکھیں
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کیا کر گئیں آنکھیں

کیا مست نگاہیں مجھے دکھلا گئیں آنکھیں
دو جام مجھے ابر کے چھلکا گئیں آنکھیں

مجروح ہوا ایک نظارے میں مرا دل
دو پھول کی کٹاری تھی کہ چپکا گئیں آنکھیں

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئیں آنکھیں

اودون سے تو پیا کے سر بزم لڑا گئیں
عاشق سے ہو ہیں چار تو شرما گئیں آنکھیں

موسیٰ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہونچے تھے کہ پتھرا گئیں آنکھیں

ہونٹ لاکھ ترے ہلیں [illegible] پرسش [illegible]
پلکوں نے اشارے میں یہ سمجھا گئیں آنکھیں

معشوق کا جلوہ مجھے دل میں نظر آیا
صد شکر کہ ڈھونڈھتی تھیں پا گئیں آنکھیں

تیغیں تھیں کہ یارب مرے قاتل کی نگاہیں
بسمل کی طرح [illegible] تڑپا گئیں آنکھیں

اس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش
چکر کبھی آیا کبھی پتھرا گئیں آنکھیں

اس ناز سے دیکھا کہ ہم کشتہ [illegible]
[illegible]

[illegible]
رونے سے جو دل [illegible] آگئیں آنکھیں

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
دل سیر [illegible] گیا پتھرا گئیں آنکھیں

گم گشتہ دل کی ہم کہاں جستجو کریں
جان اور دل ملے تو ذرا آرزو کریں

[illegible]
دل خون ہو اگر [illegible] کو لہو کریں

یارب وہ [illegible]
[illegible] جام و سبو کریں

دنیا سے ہاتھ دھو [illegible]
[illegible] وضو کریں

[illegible]
مرتے [illegible] قبلہ رو کریں

بوسہ جو چاہا ابروے محبوب کا ملے
کعبے میں سجدہ آٹھ پہر چار سو کریں

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائیں ہم
نالے کو موتی ہوں گے وہ زیب گلو کریں

ملتے ہیں ہاتھ دیکھ کے صبح شب وصال
یہ چاک وہ نہیں ہے کہ جس کو رفو کریں

[illegible] آپ سے اول [illegible]
[illegible] زبان [illegible] گفتگو کریں

دامن ہے چاک چاک گریبان [illegible]
[illegible] ہم اپنا [illegible] کریں

میں بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہوں
سونگھیں گل حسین مری مٹی کو بو کریں

سب سے جدا ہیں [illegible]
کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کریں

ہیں دست روزگار میں تیغ اصیل ہوں
جوہر شناس ہوں تو مری آبرو کریں

نیچی نظر حیا سے کریں کیا وہ جستجو
جو اک نظر میں خون ہزار آرزو کریں

پلکوں سے وہ اسیر کیا کرتے ہیں سلام
جس طرح گنگ انگلیوں سے گفتگو کریں

خنجر وہ دوں پہ چشم کرم جستجو کریں
سوزن ہم ایک تار نظر سے رفو کریں

سجدہ پہ جو گرداد پے سر شست شو کریں
اتنی تو ہے سبب اشک مری آبرو کریں

جو لوٹتے ہیں ایک نظر میں وہ اور ہیں
بیٹھیں نہ ہم جو نوش سبو کے سبو کریں

دیوانگی کا سلسلہ جماعت میں بھی ہے جا
سیلے پڑھیں نماز تو تیغے وضو کریں

تار نگاہ دیدۂ یعقوب اگر ملے
ہم چاک کے حیا کے دامن یوسف رفو کریں

ہوں مست معرفت مجھے کب ہے دماغ مے
غرفہ نہ ہے سے ساتھ جام

انسان ہو کے ہم رہیں محروم ای فلک
سنبزے کی سیر کیسے آب جو کریں

ہم میکشوں کو کام شراب گنگ سے ہے
قرآن پڑھیں تو ورد اشعار گوا کریں

مٹنے نہ خستہ تن میں کیا کام سے ہے کام
جب تک کہ دم میں دم ہے تری جستجو کریں

زاہد ہے فرشتوں کو یہ دن نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کریں

ثانی نہ ہے یار کا بالین پہ مہر و ماہ
ہم سوں چراغ لیکے اگر جستجو کریں

مرنے کے بعد بہشت کو آئے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کریں

جب تک کہ دل ہی چاہے ہے ہلو تلاش
جب تک چلے زبان تری گفتگو کریں

کب ان کو مسئلہ عشق کا ہے فہم
نامحرموں سے راز کی کیا گفتگو کریں

آیا وہ مست باغ میں لگتے سحاب کے
کہہ دو کہ جام لالہ و گل شست شو کریں

چوری ہے کب ثبوت مرے نقد ہوش کی
مفتی شہر قطع نہ دست سبو کریں

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر
آب بقا سے خضر و سکندر وضو کریں

ہو غنچہ ساں بہار خموشی میں ای امیر
بلبل کی طرح باغ میں کیا ہا و ہو کروں

جیتے جی جان سے گذرتے ہیں
مرنے والوں پہ ہم تو مرتے ہیں

کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہے
ہم جو دن زندگی کے بھرتے ہیں

دل ٹھہر جائے یہ امید نہیں
اپنے بگڑے کہیں سنورتے ہیں

کس سے چوری اگر خدا سے نہیں
ہیچ ہے زاہد بتوں پہ مرتے ہیں

لکھتے ہیں خط رقیبوں کو
روز پرچے ہمیں گذرتے ہیں

مل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا
اب کوئی دم میں پار اترتے ہیں

چاہتے ہیں تو اک نظر میں امیر
مہر ذرے کو بھی وہ کرتے ہیں

یہ جو ہے یہ صحبت یہ عالم کہاں
خدا جانے کل تم کہاں ہم کہاں

جو خورشید ہو تم تو شبنم ہیں ہم
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہاں

حسین قاف میں گو کہ پریاں بھی ہیں
مگر ان حسینوں کا عالم کہاں

الٰہی ہے دل جائے آرام غم
نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہاں

کہوں اوسکے گیسو کو سنبل میں کیا
کہ سنبل میں یہ پیچ یہ خم کہاں

وہ زخمی ہوں میں زخم ہیں بے نشاں
الٰہی لگاؤں میں مرہم کہاں

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی روئی یہ چشم پرنم کہاں

ٹھہرے جو دور دور ہماری فغاں کے ہیں
دہشت سے ہوش اوڑ گئے ہوسے نہ آسمان کے ہیں

ظاہر میں ہم فریفتہ حسن بتاں کے ہیں
پر کیا کہیں نگاہ میں جلوے کہاں کے ہیں

یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملینگے ہم
آخر تو پیچھے پیچھے اسی کارواں کے ہیں

گھبرا کے جب فراق میں مانگی دعائے وصل
سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا
شرما کے میرے سر کو وہ کہتے ہیں نا ترے
مر کر بھی ہوسے ہم کو تعلق نہیں رہا
ڈوبے ہوئے لہو میں نظر آئیں کیوں نہ گل
شکوہ شب وصال میں تا چند شب بھی ہے
نادک فگن چمک سے تیرے دار تشنگی ہے
طاقت ہماری گھٹ گئی بہت نہیں کوئی
دنیا میں بھی سفر ہیں شفقے میں بھی سفر
روشن چراغ برق سے رہتا ہے رات بھر
خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہیں میرے زخم
اسے بہت بنتا [illegible]
یاں جان جا پڑی [illegible]
وہ اور وعدہ وصل [illegible]
اس [illegible]
بلبل [illegible]
واں [illegible]
[illegible]

آئی صدا یہی تو مقام امتحان کے ہیں
اے تیر آہ بس اب ارادے کہاں نکلے ہیں
لو ایسے مفت سجدے مرے آستاں کے ہیں
تختے سجد میں پیر مغاں کی دکان کے ہیں
ٹپکے ہوئے مرے قطرہ خون فشاں کے ہیں
اے دل سنبھالے تو تیرے جھگڑے کہاں نکلے ہیں
دو آشیانے لگے ہوئے گھر میں مکان کے ہیں
پیچھا کریں تو آ گئے ہیں عمر رواں کے ہیں
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہاں کے ہیں
ٹھہرے ہوئے نصیب مرے آشیاں کے ہیں
ظالم [illegible]
[illegible]
اے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

مجال میری نہیں اے ہم کہ مانگوں تو لب دہن کا
ہزار وقت ہے یا ہمیں بہشت وفا و نسترن گلستان میں

نہیں تو نغمہ بلبل آیا ہو نغمہ سنجان بوستان کا
ست نہ دیکھے فراق تالہ وصال ہمیں تو نغمہ سخن

زمین میں گڑ گئی ہو طفل اور تھا یاد ادا جو سطح فلک کا
کبھی پالیں تجھے روز نہ گئی میں رہ جو جب

پہنچے وہ سلطنت پیدا کی کہ شہرت جس کا شہر
وسیع ملک سخن ہوا ہے جس کا ملک

اسیر گیسو ہوئے ہیں جیسے ہوئے ہیں اور قیدی ہم سے
نہ کیوں ہوں ہم تو جس کے کہ پیران

اسیر رہتا تھا جس کے ہر بال کل کو مہر الفت نہ تھا
وہ خاک چھانی اور خندہ رہ رہ کی سی کچھ تدبیر بانی کی ہیں

تمہارے آتش سے وہ بیگانہ خوب ہوا
بہار دیکھو ہوں آتا ہے جا رو برو ہوں

رہی اک گل سے کر دو جان کو تیری تجھ بر ہوں
بہار کی کو نکہ پیرا ہیں یوسف کی بو بر ہوں

فلک تیا دشمن ہم کسکو فرصت راحت
جو پیشہ تازہ سے جو پھر دیکھا اسیر ہوں

دل شگفتہ میں کیا ہو جلوہ رو حیران کا
سنے ہیں ایسے ساند ہیں ہم لیے وہ دیدہ ہوں

کہاں نہیں ہے کوئی مرد میدان شمشیر
کیا ہے خوشی کی زبان سے ذکر ہو بر ہوں

سر پایا ہم ہوں لیکن مرتبہ یا کر تیر یہ ہوں
کیا رہا ہے تیری آپ جمال کے وضو ہوں

تماشہ کر گشتہ آنا جا کوئی جا پیش
سبب کیا گر نہ سکے تیر سے دل آرزو ہوں

فراق یار میں ہستی پیشہ کو تجھ سے خوا
شریک پنج تنہائی رہا ہو دو ... ہوں

مری حالت پر تجھ یار میں مر گئی حسرت
سوال بوس سے روٹھ لپٹ کر آرزو بر ہوں

جھکا ہے ہم کہا انکسے سر پا ہم پرایا ساق
تماشائی گردن میں رہا دست بو بر ہوں

جنوں میں سدی بخیہ گری کی وحشت نے
کیا ہے بہار گرد دامن گریبان کو رفو ہوں

تمہاری اک نگاہ ناز نے توڑا اشارہ
بنا یا چشم و دل نے جو طلسم آرزو بر ہوں

بلا لے جسے لا کہ ہاتھ مارا اور گئی گردن
زبان شمع سے اون آپ کی گفتگو ہوں

ہوا ہوں آتش رنگ حنا سے خاک میں جلکر
مری ہستی سے آئی گل عشرت کی بو بر ہوں

کہان ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
رہیگا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

کریگا یاد اے غم ہمکو بعد مرگ تو برسون
کھلایا ہے جگر برسون پلایا ہے لہو برسون

تڑپ کر دل سے میرے مدتون سودا کیا تجکو
بہا کر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گداز عشق مثل شمع ہر مو سے ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ ذبح مین پایا کہ کرتا ہے دعا بسمل
رہے یون ہی الٰہی ربط شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبط الفت کو
نہین آتا زبان تک دل سے حرف آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
مگر اے بیکسی رویا کریگی مجھکو تو برسون

چھپائے منھ اگر وہ یوسف گل پیرہن دو دن
چمن کا منھ نہ دیکھے کاروان رنگ و بو برسون

نہین اے بیکسی بعد فنا کچھ خوف تنہائی
رہیگا میری تربت پر ہجوم آرزو برسون

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
موئے پر بھی نہ اوتریگا طوق گلو برسون

نہ چھوڑا پاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین
رہ شوق بتان مین بھی چلے ہم قبلہ رو برسون

مزے لے لیکے رگڑا ہے گلا شمشیر قاتل سے
برنگ زخم ہم ہنس ہنس کے روئے ہین لہو برسون

نہ آیا ساقی پیمان شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنار آبجو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے جی میرا بہلایا
لگایا ڈھیر پھولون کا قفس کے روبرو برسون

نہ کر اے یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر مین جلایا ہے چراغ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی تھا اے درد دعویٰ ضبط الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آ کر تا گلو برسون

امیر اس بے نشان تک کسی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پاؤن ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویر حیرانی ہم اوسکے روبرو برسون
لب خاموش سے کی درد دل کی گفتگو برسون

نہیں نکلی ہے دل سے مرنے آنکی آرزو برسون
یہ وہ گل ہے کہ مرجھانے پہ بھی دیتا ہے بو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت میں
پھرے ہم بیچتے یوسف کو اپنے چار سو برسوں

نہ ہوگا بادہ فا مینخوار اے پیر مغان ہم سا
گھٹا کر خون بڑھائی دخترِ رز کی آبرو برسوں

نہ ہو مر کر بھی یارب میکدہ سے میں دور مستوں کا
بنائے جائیں انکی خاک سے جام و سبو برسوں

یہ کس تیغ نگاہِ ناز نے زخمی کیا مجکو
کہ آئی سینہ زخموں سے بھی کیونکے تا رفو برسوں

چلے تھے ایکدن ٹھکرا کے ساغر کو مستوں نے
کیے سر زاہدوں کے کاسۂ کرندر سبو برسوں

رہیں کیونکر نہ تو صیفِ دہن میں ہم مجو شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسوں

پسیجا دل نہ او سکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ دردِ گلو برسوں

صدف سے نکلے شرم آئی تیرے دانتوں سے
گرہ میں باندھ رکھی موتیوں نے آبرو برسوں

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغ یار روئی چشم جوہر سے لہو برسوں

زبان اظہار حق سے کافروں میں کوئی رکتی ہے
خدا کی حمد کی ہمنے بتوں کے روبرو برسوں

لگا یا دخترِ رز کو نہ منہ پینے پھر ساقی میں
محبت طاقوں پہ سر ٹپکا کیے جام و سبو برسوں

ہوا یہ ضبطِ آب آتشین ساقی کی فرقت میں
رہا ہر دردِ عا سے توبہ مجکو بے وضو برسوں

اتر دیکھ گیا دل سے مرے مژگان جانان کا
کھٹکتا ہی ہا آنکھوں میں وہ ایک ایک مو برسوں

امیر اک مصرعِ تربت کہیں صورت دکھاتا ہے
بدن میں خشک جب ہوتا ہے شاعر کا لہو برسوں

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہیں
ایک تصویر دردِ دل پہ لگا جاتے ہیں

طرفہ شوخی ہے اگر طور پہ آجاتے ہیں
ہوش وہ برقِ تجلی کے اڑا جاتے ہیں

دم سکے دم کو مرے پہلو میں جو آجاتے ہیں
دل لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہیں

چٹکیاں تک بھی تو پھر باقی ہیں دیکھو دمِ نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہیں

یہ بھی ایسا ہے کہ غصہ نہیں اترا اب تک
ہاے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہیں

کرتی ہے تیغ قضا ڈھونڈ کے آنکو چیر رنگ
چوٹ شمشیر ادا کی جو بچا جاتے ہیں

یاد آتا ہے جو ہنس ہنس کے رولانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہیں

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک
یاد ساقی میں بلا نوش چڑھا جاتے ہیں

کیا سنی ہیں عدم آباد کے جانے والے
نقد جان پہلی ہی منزل میں گنوا جاتے ہیں

جب پلٹ جاتے ہیں وہ ہاتھ کمر پر رکھ کر
جلوۂ ملک عدم مجکو دکھا جاتے ہیں

اور بچپا کے کریں کیا ادھر آنے والے
مارے غیرت کے زمین میں تو سما جاتے ہیں

کیسے کوچے سے ترے آتے ہیں ہوا کے جھونکے
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہیں

جوت ہیں دل میں ترو دیکھنے والے تیرے
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہیں

کیسے چالاک ہیں یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
سرمہ تلوار سے آنکھوں میں لگا جاتے ہیں

گل سے مطلب ہمیں گلشن میں نہ بلبل سے غرض
سیر کرنے کو کبھی باغ میں آ جاتے ہیں

اشکو نکل جاتے ہیں آ آکے گلا سے لگکے
ساقیا دل تو یہ ستون کو ڈھا جاتے ہیں

سادہ آئینہ رخوں کو نہ سمجھنا اے دل
کیسے مطلب کی تہ صاف اڑا جاتے ہیں

ہیں سراپا خشک سمجھتے ہیں مجھے کیا رہرو
راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہیں

یہ ہے آندھی ہیں مٹانے کو حسین دل کے لیے
جو گھروندا یہ بناتا ہے مٹا جاتے ہیں

ہیں مزیدار اگر ہوں تو نگہ کا اون کی
تیغ کیوں سر سے گلے سے وہ لگا جاتے ہیں

حسن کی شان کو ہر بو قلمونی لازم
کیا کہوں کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہیں

ملک الموت کبھی جنکے سلا دیتے ہیں
فتنۂ حشر کبھی جنکے جگا جاتے ہیں

کیا بلا ہو گئے وہ گیسو مجھے لپٹے ہیں اسیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہیں

میں الفت سے کے وہ حسن کے جوش میں
نہ میں ہوش میں ہوں نہ وہ ہوش میں

فلک کر دو زلف آئی ہے تا کمر
کہ لیلیٰ ہے مجنوں کے آغوش میں

نہ او بجھا ابھی بزم سے گفتگو
ہیں ابھی تو آپنے دو ہمدوشی میں

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا
گہر ہو کبھی اوس بناگوش میں

کہیں لعل ہم کیا لب یار کو
کہ ہے فرق گویا و خاموش میں

قدم پہ جو گرنے لگا غش میں میں
کہا بس کے آؤ ذرا ہوش میں

بہت دختر رز سے گرمی نہ کر
کہیں آئے واعظ نہ وہ جوش میں

نہ کر ساقیا اب تو حقہ شراب
نہیں جان رند قدح نوش میں

پلا دو مے سے ہمیں اب نہ اونکو ابھی
مزہ کیا رہے جب نہ دو بیہوش میں

میکش کے دل کے راز کسی پہ عیاں نہیں
شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہے زبان نہیں

عالم میں اوسکے حسن کا جلوہ کہاں نہیں
فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہیں

موجود تخت جم ہے اگر نردبان نہیں
اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہیں

کرتے ہو انکسار کی باتیں جو آج کیا
میرا بیان ہے یہ تمھارا بیان نہیں

مردہ جو مجھ غریب کا سبز گور رہ گیا
دو گز بھی کیا زمین تہ آسمان نہیں

آل ہو روش کی خاک نہ زندان میں ہو جو یاد
در جیں نسیم خار کی ہیں بیڑیاں نہیں

کیا کیا کرینگے قتل نگہ سے تو وہ ابھی
پیکان ہو ترے خدنگ میں تیر جو ہے انہیں

کیا باغبان کا ذکر میں جوان خاطر ا [illegible]
جو رشک نالہ ہی کہیں آشیانہ نہیں

چشم سیاہ یار کے اتنے کیے ہیں وصف
جو ذیل سرمہ منہ میں ہمارے زبان نہیں

طوطی ہو آجکل سگ جانان کا بو نشا
لذت میں نیشکر ہیں مرے استخوان نہیں

مرقد میں بھی نصیب کی گردش وہی رہی
سمجھے تھے ہم زمیں کے تلے آسمان نہیں

بالیدہ اوسکے آنے سے ایسا ہوا چمن
ساقی وہ کون شیشہ ہے جو آسمان نہیں

زندان چمن ہو وحشی نازک مزاج ہوں
پھولوں کی ہو چھڑیاں ہیں مری بیڑیاں نہیں

آنکھوں کے ہم تو ساعد جانان کے گرد ہیں
حلقے ہوا ہی آنکھوں کے ہیں چوڑیاں نہیں

ہوں اس چمن میں طائر کم پر تو کیا ہوا
صیاد ابھی ہے دور بلند آشیاں نہیں

لذت جو آبلے نے اوٹھائی ہے خار کی
کیونکر بیان کرے کہ دہن میں زباں نہیں

پیری میں اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب
انگو قبا سے تن پہ ہے گو جھریاں نہیں

ادنی یہ فیض ہے سخن آبدار کا
موتی صدف میں ہے مرے منہ میں زباں نہیں

ایذا کا خوف صاحب تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگ سنگ گراں نہیں

رقیب تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھیں
زیست کو حرف مسیحا کو جو قاتل سمجھیں

ناصحوں سے کہو سر کاٹ سکے معذور ہوں
اپنے سر کو بھی جو خنجر قاتل سمجھیں

اے پیاو نکے لیے فکر سلاسل ہے عبث
جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھیں

اک تجلی میں جو مدہوش ہے ہو طالب کا یہ رنگ
اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھیں

جان جان جب کہے جان سے ہم جانیں جان
دلربا جسکو کہے دل اوسے ہم دل سمجھیں

لاکھ دو لاکھ میں شاید کہ اوسے ایک کا پاؤں
عاشق اتنی جو کریں عشق کی منزل سمجھیں

زندگی یار کی اور موت ہو اسکے ہاتھ
کسکو آسان کہیں ہم کسے مشکل سمجھیں

آشنا ہو ہے کچھ ہوں جو تباہ بیدرد
پیری ہرزہ کو اک مشربہ بیدل سمجھیں

کیا کسی دل سے تڑپنے پہ اوٹھیں رہ آئے
مقتل بسمل کو جو آراستہ محفل سمجھیں

بت میں بھی دیکھتے ہیں نور خدا کا جلوہ
واعظو حق سے جدا ہیں کسے باطل سمجھیں

اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہوں
کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی وہ قاتل سمجھیں

زخم کا ذکر تو کیا منہ ہے یہاں تک جسے
زہر دیں بوسہ خط کا جو وہ سایل سمجھیں

آپ پیری وجہ الی پہ مجتہیں صاحب
دل عاشق کو پست تو وہی دل سمجھیں

گھر کریں ہو یہیں وہ شہر لیلی ہیں کیوں آنکھوں سے
اسکو محمل تو اب نہیں پردہ محمل سمجھیں

یوں تو ہر غنچہ گل شکل صنوبر ہے امیر

سمجھیں کچھ درد کی بو آسلے اُسے دل سمجھیں

کس طرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھیں
تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھیں

آبلے دیکھیں کریں میرے تحیر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھیں

پیچ قسمت نے دیے ہیں یہ اسیروں کو ترے
موج گل بھی اگر آ جائے سلاسل سمجھیں

کھینچ کر تیغ ہی آئیں وہ کہیں آئیں تو
نہ جلائیں نہ سہی قتل کے قابل سمجھیں

جلد سے لیں کہیں اسکو بھی فراغت ہو جائے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھیں

دور میں چپکے ہیں روحیں شہدا کی کیونکر
غلط سمجھیں کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھیں

ہر مژہ عضو گنہ کا وہ نہیں کچھ دور نہیں
بیگانہ ہوں کو جو تعزیر کے قابل سمجھیں

دور ساقی میں ہے پیمانہ شکست دل میں
ٹوٹ کر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھیں

دل جو انگاروں پہ لوٹے تو وہ کیوں شاد نہ ہوں
شمع و پروانہ سے جو گرمی محفل سمجھیں

پانی ٹپکا ہیں دم نزع نہ منھ میں احباب
تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھیں

بسمل ناز و ادا ہم جو کہاں ہوتے ہیں
رشک کے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھیں

اتنے خود بیں ہیں بار الٰہا کہیں تو پیشانی
آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھیں

ہمہ تن داغ ہیں ایسے کا تختہ ہے بدن
لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھیں

دم بسمل کے دم جو پڑے تیغ کے ناسے پہ نظر
ہم وہ بسمل ہیں کہ گردن میں حمائل سمجھیں

مردمی کچھ کم نہیں زندوں زمیں کے نیچے
فاتحوں سے کہو محفل تہ محفل سمجھیں

لے اڑے گر طرف باغ فنا مجکو اسیر
نالۂ دل کو پر طائر بسمل سمجھیں

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ میں
پھول ہو جائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ میں

گل ترے حسینوں کے ہیں ایک گل جو سارے ہاتھ میں
باغ الفت کا ہے گلدستہ ہمارے ہاتھ میں

پوچھتے ہو کس سے پوچھا ہو کہ دو تمہارا ہے
دل تمہارا ہے ہاتھ میں ہے یا ہمارے ہاتھ میں

اے پری افشان چھڑکنے کا جو تجکو شوق ہو
لطف اوٹھے سیر محل کا شب مہتاب ہین
ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو حبس خانہ ہوا
ہم ہیبت لاغر ہیت پہناؤنہ ہمکو ہتھکڑی
اونگلیان شوخی سے جھپکا تا ہین وہ رقص مین
جام کیسا جام چلو کو نہا سکتے نہین
ناز سے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھون پر وہ ہاتھ
آتش رنگ حنا بھی ہے عجب معجز نما
کیا نزاکت ہے جو توڑا شاخ گل سے کوئی پھول

زہرہ دو رٹے آسمان سے لیکے تارے ہاتھ ہین
ہاتھ اوسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ ہین
حوریں دوڑین لیکے جنت سے ہزارے ہاتھ ہین
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ ہین
پیسنے ناز بھرتا ہے ترا رے ہاتھ ہین
ہے نشہ مستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ ہین
دیکھیو یون بخیہ ہوتے ہین خیکارے ہاتھ ہین
ہے حنا مثل کف موسیٰ تمھارے ہاتھ ہین
آتش گل سے پڑے ہے چھالے تمھارے ہاتھ ہین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے اسیر
عیب رہی ہین مچھلیان دہشت کے مارے ہاتھ ہین

کھائی شکست گل نے اوس گل سے چمن مین
ہین چشم و دل لگا نے جب تک ہے روح تن مین
ہے جبھ پر یہ ابرو سے ماہ نو کا
غصے سے یاد اوسنے مجکو کیا ہے شاید
بڑھتی ہے عمر جتنی ہوتی ہے عقل افزون
ہین قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی
ہے جمع مال آفت دیکھا اے بخیل غافل
کیا جانے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ
شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
دولت نگار مور نفا گدڑی فقر کی سے

ابتک ہے ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہے بدن مین
کیا سعت آرسی ہے دولہا مین اور دولھن مین
کچھ کچھ جھنید گی بھی لازم ہے بانکپن مین
جو ساتھ ہچکیونکے رعشہ بھی ہے بدن مین
ہر دم نیا مزہ ہے اس بادۂ کہن مین
جو شمع ہے لگن مین شمشاد ہے چمن مین
گیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین
بلبل پکارتی ہے صیاد کو چمن مین
کعبے سے اوٹھ کے بیٹھے پہلوے برہمن مین
ہشیار بھی ہین اکثر مستونکے پیرہن مین

دیبا مریر قاقم تھا رفت خواب جنکا
زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوئے کفن مین

داغ جگر کا ہپا ہا چل کر وہین چھپائین
یہ بھی کنول ہو روشن اوس گل کی انجمن مین

سن لے جو تبکدے مین اُس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بت دامان برہمن مین

کیا تکمہ گریبان انگور کا ہے دانہ
رنگ شراب گلگون ہر اوسکے پیرہن مین

مین نقش سکے ہون در پہ جو نفس میری درپے
رہزن کو فکر میری مین فکر رہزن مین

کنعان کی چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا
جب جانئے کہ گرتے تیرے چہ ذقن مین

یاران رفتہ کا ہے غم اے امیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائینگے وطن مین

سمجھا ہے مین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہزار باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اوس بت نے منہ چھپایا گیسوی پر شکن مین
اے دل خدا خدا کر خورشید ہے گہن مین

آزادہ رہ کے مینے ایام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر پہ جا نہ اسکے ہے پیر زال دنیا
غافل ہے تو زلیخا یوسف کے پیرہن مین

آواز کن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہے بس رہ چکے وطن مین

حال بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے
اک شمع ہے سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین خرمی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کے دہن مین

یارون سے انس کیا غربت مین عمر گزری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہے جو صورت خط مین لکھون کہان تک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین بیش کیسا شیشے کی طرح ساقی
رو رو کے دل مین خالی کرتا ہون انجمن مین

گھل گھل کے رہ گئے ہین فرقت مین سارے اعضا
مثل حباب باقی ہے سانس پیرہن مین

بے سعید سر پہ تیاری عدم ہے
غربت سے خاک اڑاتی جاتی ہین ہم وطن مین

صبا نے روز ہشت پیا چمن مین ڈالی
سولی پہ مجھکو کھینچا شمشاد نے چمن مین

عشق دہن مین تیرے منہ سے جو خون ڈالا
اب تک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن مین

چھیڑی ہے صبا نے اتنا کہہ دین بوسے گل ہون
جا کر چمن سے مجکو آنا نہین چمن مین

کسوت مین پشیمان کب ہونٹ چباتا ہون
جب دانت تک نہین ہین باقی مرے دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہے
مانند گل ازل سے ہر چاک پیرہن مین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین
ذرے سے آفتاب ہوتے ہین

ہے خرابات صحبت واعظ
لوگ ناحق خراب ہوتے ہین

کیا کہین کیسے روز و شب ہم سے
عمل ناصواب ہوتے ہین

بادشہ ہین گدا گدا سلطان
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین

ہم جو کرتے ہین میکدے مین دعا
اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین

وہی رہ جاتے ہین زبانون پر
شعر جو انتخاب ہوتے ہین

کہتے ہین مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
اپنے لڑکے عذاب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین
گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین

سینہ ہو کشتگان محبت کا یا گلا
دونون یہ تیرے خنجر آہن کے یار ہین

خاطر ہماری کرتا ہے دیر و حرم مین کون
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین

کیا پوچھتا ہے مجھسے نشان سیل و برق کا
دونون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہین

کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبان لکھنؤ
لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین

وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے
ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین

کچھ اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہین

کانٹے ہین جتنے وادی غربت کے اے جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین

گم گشتگی مین راہ بتاتا ہے ہمکو کون
ہر خضر جنکا نام وہ رہزن کے یار ہین

جلتے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہے خوف
چپے تمام وادی ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیر
دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن مین نہین
داغ مے ایک بھی رہا ہو ترے دامن مین نہین

نذر ہی مرگ ہون مین کچھ بھی مری تربت مین نہین
کس سے او چھینگے فرشتے کوئی مدفن مین نہین

سرو بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین
طوق قمری کی طرح میری بھی گردن مین نہین

کہہ دو آئین نہ فرشتے مجھے خجلت ہوگی
ہر جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین

کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہی جگر کینے سے
کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن مین نہین

مرگ کے بعد بھی ہے تیرگی بخت ایسی
کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن مین نہین

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق اے بت
پتلی پھرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین

آب تو آب ہو صفت خاک لہو اچھلیگا
رگ جنبندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین

عمر دوری کی نکالے دل عشاق سے پھانس
نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن مین نہین

ہین وہ رہرو ہون کہ ہر دست تہی نان سفر
کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن مین نہین

ہین بنا مانے کی جو لذت سی ہری عالی قدر
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

حور و غلمان ہین جو ہر حسن بشر مین بھی ہر
کم یہ تصویر گلی رنگ مین روغن مین نہین

اودڑتے ہین دل عاشق سمجھکر گنجشک
ابھی کم سن ہین اونہین ہوش لڑکپن مین نہین

کھیتہ سے ہمکو نہ معشوق ملا سادہ مزاج
جیبن چولی مین شکن تک کہین دامن مین نہین

دو دن جو امان تجھے پڑی سینے مجھی پر تیغ
لاگ اور اوسکے سوا کچھ سر و گردن میں نہیں

دولت حسن کو کیا دولت دنیا سمجھے
جو چمک رنگ طلائی میں ہے کندن میں نہیں

ہوں وہ لاغر جو ملک آئے پس مرگ امیر
پھر گئے دل میں یہ سمجھے کوئی مدفن میں نہیں

چھوٹ کے بھی قید ہوں قوت جو مرے تن میں نہیں
کہکشاں طوق کا ہے طوق جو گردن میں نہیں

خوف آفات جہاں کا دل روشن میں نہیں
دخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن میں نہیں

چشم نمناک نے اشکوں کا یہ مینھ برسایا
کہ کہیں گرد کدورت دل دشمن میں نہیں

پردہ بیجا ہے غم عشق کوئی چھپتا ہے
چشم خونبار نہاں گوشۂ دامن میں نہیں

دل جو صد چاک ہے اوسمین ہے خیال رخ دوست
شانہ ہے پردہ نشین کون سی چلمن میں نہیں

اپنے چہرے کی سیاہی سب اوسی کو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابو دشمن میں نہیں

باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا
کوئی گل صبح بھی دروازۂ گلشن میں نہیں

فاتحہ پڑھنے مری قبر پہ آئے کوئی کیا
طائروں کا بھی گذر گنبد مدفن میں نہیں

گرم آنسو ترے میخوار کے ہیں او ساقی
رات کو کرمک شب تاب یہ ساون میں نہیں

بزم میخانہ ہے کیا انجمن ناز و نیاز
ہاتھ کس مست کے یان شیشے کی گردن میں نہیں

دل کھنچے جاتے ہیں سب کے تری بازو کی طرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن میں نہیں

محو ہو عشق میں جا دیکھ فروغ رخ حسن
طور کس جا ہے اگر وادی ایمن میں نہیں

خندہ زن کیا ہے کہ طوق ایک ہے آپس ہو کہ نہ
تیری گردن میں نہیں یا مری گردن میں نہیں

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہیں ایک
خال عارض ہے سویدا دل دشمن میں نہیں

کیا زمانہ ہے نہیں صاف کسی سے کوئی
دوست کے دل میں وہ جو دل دشمن میں نہیں

اب یہ تجنید کی طبع سے خالی ہے جہان
مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن میں نہیں

سیکڑوں شیشۂ دل کی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی اوسکے دامن میں نہیں

واہ کیا تازہ مضامین ہیں رنگین ہیں امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن میں نہیں

[illegible] مرے مسکن میں نہیں
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن میں نہیں

جو نشاں دل پہ ہے [illegible] میں نہیں
[illegible] ناگن میں نہیں

ای جنون [illegible] لباس
شکر ہے ہوں گریبان مرے [illegible] میں نہیں

کسکی آہ سے ہی گھبرا کے جو کہتا ہے یہ رنگ
رخصت ای گل کہ گزارا مرا گلشن میں نہیں

ای جنون دست درازی کا تو ہو قایل ہوں
چاک ہے کون گریبان کا کہ دامن میں نہیں

چاہیے کیا مجھے محشر میں کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبا ترے دامن میں نہیں

کہتے ہیں وہ خط سرخ جلد بنا اسے حجام
کام اس سبز قدم کا مرے گلشن میں نہیں

ڈھونڈھ [illegible] گرمی دل جا کے گر استخوانوں میں
یہ شرر سنگ میں ہوگا اگر آہن میں نہیں

ہمہ تن ہو کے زبان کہتی ہے مقتل میں تیغ
کون سر ہے جو مرے سایۂ دامن میں نہیں

آتش مے سے جو اٹھتا ہے دھواں کافی ہے
کسکو پروا ہے ہوا جو گلشن میں نہیں

جانتا ہے مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرہ خورشید سے پنہاں کسی روزن میں نہیں

کبھی زندان کی طرف بھولے سے پری آنکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون میں نہیں

تیغ قاتل کا لب خشک ہے تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن میں نہیں

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن میں نہیں

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیاں طایر سیماب کا گلشن میں نہیں

کشتۂ تیغ تحیر ہوں میں اس محفل میں
جان تصویر کے مانند مرے تن میں نہیں

کیوں لگاتے ہیں سر گور غریبان لوحین
دفن لاشے ہیں دفینہ کسی مدفن میں نہیں

بزم میں جنکے رہا کرتی تھیں شمعیں روشن
سوجھتا کچھ اونھیں تاریکی مدفن میں نہیں

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظل ہما
آشیاں جغد کا اب کون سے روزن میں نہیں

قتل کرتی ہے دوبارہ ہمین شرم اونکی اسیر
خم شمشیر ہے خم یار کی گردن مین نہین

عالم پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہے خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصل بت ہوتا نہین ہے یا خدا ملتا نہین
ڈھونڈھنے پر آدمی آسکے تو کیا ملتا نہین

حسن سے بے پردہ ہے عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

اے امیرا دل تو دیتا آشنا ملتا نہین
دل گیا جب سے کہین اوسکا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دنیا کے مزے کے واسطے
اے بتو تم سے کوئی بہر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہے تو پھیرے دست و بازو کھولکے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیری ہوئی ہین اس کثرت سے مجھکو گور سے
روح نکلے تن سے آخر راستا ملتا نہین

اک تجھی سے رکھیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہے جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

شکر کر ہی ناقدم ہے جو منزل کا ہو قصد
راہرو بیٹھے نہ جب تک راستا ملتا نہین

ہوشیاری شرط ہے غافل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والوں کا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہر ادسی کا فیض اے اہل حرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہین

سنگ یکرنگی معشوق و عاشق ہین جو لوگ
دیکھین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے مین مرے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون عدم مین حال کس سے کہون
ملک بیگانہ ہے کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہے منظور اے دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہے سرزمین عشق مین
سیکڑون منزل نشان نقش پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھیے مضطر ہین مردے اے امیر
خاک کے نیچے بھی کنج انزوا ملتا نہین

سوے مژگان سہی تیرے سیکڑون مرجاتے ہین
یہی نشتر تو رگِ جان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر ہین عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ اودھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہے
جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے
نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہ عشق مین ہے
وہی زندہ ہین یہان آکے جو مرجاتے ہین

تم جو بن ٹھنے ہو نظر پر تو تمھاری ہوتے
سب حسینان جہان دل سے اوتر جاتے ہین

زاہدو تمکو جنان ہمکو درِ یار پسند
خیر جاؤ تم اودھر کو ہم ادھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین
زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علی مین ہے کہ لیتے ہی اسیر
کام بگڑے ہوے بنتے ہین سنور جاتے ہین

مے مین کیا کہ کچھ مزا ہی نہین
ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت
اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصف دہن مین سنکے کہا
ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین اونکی محفل مین
جسکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد
کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذت عیش وصل کیا جانین
اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص
آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہو گئے ہین اب تو تیری الفت مین
صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ اسیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مری مرقد کو ٹھکرا کے قیامت بنکے آتی ہین
پڑا ہون نہین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن پر نگین پہناتے ہین — تماشا ہی کہ کشتے کو تری دولہا بناتے ہین
ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمایش کی — مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین
محبت کا برا ہو دل کو روکون یا جگر تھامون — مری قابو سے یہ دونون کے دونون نکلے جاتے ہین
گذرگاہ جہان خالی نہین ہی ہی کثرت سے — تماشا گاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین
شعاع مہر کس شوق سے آ کر بیٹھتی ہے — کبھی کوٹھے پہ چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین
طلبگارونکی ہی زلف دوتا کی خیر ہو یارب — خدا حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین
بہانہ ہی حنا بندی کا یہ بھی ایک شوخی ہے — ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہی ہم کو چھپاتے ہین
نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر — ہمین کو اور الٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین
نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھونمین — لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین
عزیز ایسی ہوا ہی قاتل کہ بسمل جان دیدیکر — تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین
حسینان جہان سے کہتے ہین شاید درد کا شیوہ — جگہ دیتا ہی جو دلمین اوسی کا دل دکھاتے ہین
نہین خالی ہماری وحشت دل ہوشیاری سے — گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین
جنازے پر جو آئے گو کہو اونسے کہتے ہین — کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہین
گلوری وہ نہین کھاتے ہین مسی مل کر ہونٹھونپر — نگین یاقوت کا نیلم کی ٹہری پہ جماتے ہین
وہ ہیکش ہین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دلمین — کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین
ہماری لغزشونکی تجکو ای زاہد خبر کیا ہے — فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین
وہ اوٹھی ہے گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی — اٹھو رندو چلو واعظ تو یونہین سر پھراتے ہین
دیا جاتا ہی شمشیر قضا پر ہاتھ ہو کا ڈورا — مبارک مرگ تو ای دل وہ پھر سہرا لگاتے ہین
نہین ہی پیار بھی در پردہ اونکا چھیڑ سے خالی — رلا دیتے ہین آتا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہو کر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہے
وہ سیلے ہمکو تیر باغ کے جب یاد آتے ہین

کہا سے بیچ بیٹھے ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
اچھل اٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک ہنگو خانہ کعبہ مین جا ہو سمجھے
بلا کا بھیس اوسکا فرشتے گیسو بدلتے ہین

بہار آئی ہے صبح عید کا عالم ہے گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہے دور دور زلف و عارض مین
مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
پہرے مین جیسے بانکے پہیرے ہر سو بدلتے ہین

ہوا مین کچھ تو پایا پھر انھین اے چشم تر ہمبر
جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مے کہنہ ہے آب وضو تیرا انھین زاہد
جو چھٹے نو رسے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کھتی ہین تصویرین
ادب سے بیٹھے وہ اسکے کہین زانو بدلتے ہین

اسیر اس باغ مین رہکر کرین کیا دم اولجھتا ہے
نہ سنگوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

نکو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین

پہونچے ہم جب شہر مین پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اپنے اس ظالم کو ہے ایسا خیال
چونک اوٹھتا ہے جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابرو دون سے پھر کسی ناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہے منھ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہے
پاؤن سے میرے اوتر جائین نہ زنجیرین کہین

اوسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہے اگر
بوسے دربان جاؤ کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ منت کی نہ نکلی وصل کی صورت اسیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
کرو جو خوب نظر آنسوؤن کا تار ہون مین

بجا ہی سر سے قدم تک جو اعدا رہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار رہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سی ہزار رہون مین

اُٹھی آئے کوئی حور باغ جنت سے
اُلجھ رہا ہون کہ تنہا تہ مزار رہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گناہگار نہین تو گناہگار رہون مین

ہزار مرد ہوئین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہے کیا خاک ہوشیار رہون مین

بچشم ہم ہون پامال شرم ہمجنسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار رہون مین

شریک درد نباتات ہون اثر ایسے
پڑے جو درخت پہ پتھر تو سنگسار رہون مین

کہو فلک سے ملا دے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار رہون مین

صفائی ہو جہان مین مری کدورت سے
کرے جو آئینون کو صاف وہ غبار رہون مین

فسردگی ہو مری باعث خزان چمن
شگفتگی مین تماشاے نو بہار رہون مین

اوٹھا کے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار رہون مین

وہ تیغ مہر ہے جس تیغ کا مین ہون کشتہ
نگاہ لطف ہو جس تیر کا شکار رہون مین

بہا لے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلا لے اپنے ہی دامن کو وہ شرار رہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریا سے بیکنار رہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
وزیر اعظم سلطان تاجدار رہون مین

حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبی
دم دعا کف حیدر مین ذوالفقار رہون مین

ضمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عام نہین خاص کردگار رہون مین

امیر دل مین جو کچھ آ گیا کہا موزون
زبان ہند مین صاحب اختیار رہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا امیدوار رہون مین
گناہگار ہون یارب گناہگار رہون

ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار رہون مین
ہوا اوڑا نہ سکے جسکو وہ غبار رہون مین

نگاہ ذائقہ مین آنسوؤن کا تار ہون مین
گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار ہونمین

کسی کی تیغ کھنچے قتل کو تنگا رہون مین
کسی کا تیر چلے صید پر شکار ہون مین

لگائے منھ سے مجھے وہ نہ دوست کب دیکھون
پیرگل نے بھرتی چشم انتظار ہون مین

کھو گئے جو مجھے مین بھی وہی کھونگا تمھین
اگرچہ ننگ تمکین سے کوہسار ہون مین

ہوا مین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہکر
اُڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہونمین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مردہ تہ مزار ہون مین

مرے گناہون سے ہو اونکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گناہگار ہون مین

ہتو نکی زلف پریشان مزار پر غازہ
رہونگا گرد حسینون کے وہ غبار ہونمین

ہوا جو قصر فریدون مین گل گذرا پہنچا
صدا یہ آئی کہ اوجڑا ہوا مزار ہون مین

رقیب پھولون کی بدھی اوسے پہناتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

اسیر جاتی جوانی یہ مجھسے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہے سر ہر گام پر رفتار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچہ دلدار مین

لیگیا لخت جگر اپنے جو مین گلزار مین
برگ گل بلبل سمجھ کر لیگئی منقار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر ہے یا اندر کا حال
در مین رخنہ ہو نہ روزن یار کی دیوار مین

ہم کو غفلت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہہ سائی کا اسیر
منہ نظر آنے لگا سنگ در دلدار مین

ردیف واو

صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
منہ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجھکو

اوسپہ تھا کون شب ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجھکو

مرکے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسیٰ سر بالین نہ کہین قم مجکو

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین
کف افسوس ملی ہنسنے کیا گم مجکو

ایک کو ایک سے بڑھکر تری جلوہ گری کا ہے شوق
آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدم مجکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی سمجھے طلعت ہی
لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمم مجکو

آبرو ہے یہ مری پیر مغان کے آگے
تشنہ سے ساغر جو نکل جاے تو دے خم مجکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون مثل نگاہ
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجکو

روز دکھلاتی ہے دنیا کا سپید اور سیاہ
اوسکی شام مسی و صبح تبسم مجکو

ہون وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤن
صورت گوہر نایاب کرے گم مجکو

اثر طالع واژون سے عجب کیا ہے اگر
تیغ بنجاے مرا دست تظلم مجکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت تو نہ ہو
خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون
نفخۂ صور ہو آواز ترنم مجکو

مجلس وعظ مین مست اگر جا بیٹھون
منہ پہ کھینچ کے لیجائین سر خم مجکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجکو

لیگئی کل ہوس موجۂ سر خم مجکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجکو

کعبۂ دل کی طرف پڑھنے ہی آنکھوں سے نماز
چاہیے گرد نظر سے ہی تیمم مجکو

داد ای بیخودی شوق کیا خوب سلوک
اوسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجکو

ہون مین وہ قطرۂ نیسان کی لب سیپ سے چھوٹون
کیونہ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجکو

نہین معلوم وہ حیران ہوے ہین کیسے
آج گھر گھر لیے پھرتا ہے توہم مجکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو پہنچا
یاد ہے بھولگئے اب وقت تبسم مجکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا
جام مے بھر کے پلاؤن مین تمھین تم مجکو

بے ثباتی میں نہیں کون سی جا میری نمود
ذرے چلنے میں مجھے گنتے ہیں انجم مجھکو

خم مے تھا کبھی اک قطرے سے کم اے ساقی
اب وہی میں ہوں کہ ہر قطرہ مے خم مجھکو

میں تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھکو

دھوکا کھائے ہوئے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہیں دیکھ کے اب تک لب گندم مجھکو

مردمک ہوں کہ سویدا ہوں الٰہی کیا ہوں
دیدہ و دل میں جگہ دیتے ہیں مردم مجھکو

میں ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی میں
تو نے کیا پھیر لیا منہ کہ کیا گم مجھکو

دیکھتا ہوں کبھی آئینہ تو روتا ہوں امیر
اپنی صورت پہ خود آتا ہے ترحم مجھکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجھکو
ہر حباب مے پر زور ہوا خم مجھکو

ہوں میں نقش قدم اس رہگذر ہستی میں
ایک ظاہر جو کرے چار کریں گم مجھکو

میں جو مر جاؤں تو اے پیر مغاں کہدینا
شیشے کھینچ کے ڈال آئیں پس خم مجھکو

ہو مری قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے لے چار قدم تیغ تبسم مجھکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہوں
ضعف سے اٹھ نہ سکونگا نہ کہیں قم مجھکو

دی صدا دل کو جو اس بزم میں تنہا چھوڑا
ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم مجھکو

ہو سر عجز سے تا شکل گہر سجدہ قبول
چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو

لالہ گل ہوں خس و خار ہوں یارب کیا ہوں
ڈھونڈتا ہوں تو ڈبوتا نہیں قلزم مجھکو

لیے چلی ہے تو سنبھالے ہوئے لے چل سوے یار
بیخودی راہ میں کرنا نہ کہیں گم مجھکو

ہوں وہ سرکش جو کروں رخ در توبہ کی طرف
کھینچے جاتے ہو پکارے دہن خم مجھکو

نگہ مہر کہاں یار جفا پیشہ کہاں
ملک الموت سے ہے چشم ترحم مجھکو

سوز دل وجد کا باعث ہے یہاں مثل سپند
میری فریاد ہے آواز ترنم مجھکو

نظر بد نہ لگے یار کی سیما کو
قتل ہونے نہیں دیتا یہ توہم مجھکو

سجدہ کو آستاں جو واعظ سمجھے آپ سے بیہوش | لب ملیں سب غرض کے دہن تم مجکو

جانتے ہیں جو حقیقت سے ہیں آگاہ امیر
کن کے کلمے پہ بھی معنی ہے تقدم مجکو

اشک ساں جنبش مژگاں نے کیا گم مجکو | لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجکو
مجکو قاتل ہی کے لعل لب خنداں کی قسم | نیمجاں چھوڑ نہ اے تیغ تبسم مجکو
برسوں جھیلی ہے مصیبت شب تنہائی کی | مدتیں گذری ہیں گنتے ہوئے انجم مجکو
دیکھ لوں اونکو ذرا نزع میں آلینے دے | رحم اے بیخبری کر نہ ابھی گم مجکو
خط نکلنے سے تری سوگ نشیں ہیں آنکھیں | کھل گئی وجہ سیہ پوشی مردم مجکو
شوق طوف حرم عشق میں باندھی ہے کمر | گرد غربت سے مناسب ہے تیمم مجکو
شب کو نکلوں جو میں لاغر تو ہے مثل کمند | کھینچ لیجائے شعاع مہ و انجم مجکو
جوں نگیں وہ رند کہ مسجد میں لگاؤں جا جبیں | ہاتھ آجائے اگر خشت سر خم مجکو
شمع ساں محفل عالم میں وہ ہوں سوختہ بخت | دل بھر آتا ہے جو آتا ہے تبسم مجکو
صاف کہدو نہیں دیدار دکھاتا ہے اگر | کعبہ و دیر میں دوڑاتے ہو کیوں تم مجکو
اسنے جنت سے جہنم میں مجھے پھینک دیا | زہر کا گھونٹ ہوا دانۂ گندم مجکو
اسقدر طول خموشی کو ہوا عزلت میں | بزم میں بھول گئی طرز تکلم مجکو

واسطے قسمت کے یہاں قتل کی حسرت ہے امیر
اور وہ سمجھے ہیں سزاوار ترحم مجکو

پہلے تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو | پھر جسنے دل دیا ہے اوسکے جگر کو دیکھو
کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھ سے | اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو
آتش رخ کی گرمیوں سے ہے برق طور ٹھنڈی | پڑھتے ہیں کسکے منھ پہ شمس و قمر کو دیکھو
ٹھہرا گئی ہیں آنکھیں جب جا ملا کسی کی | جاکر وہاں لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملتا نہیں ہمارے مدت سے ڈھونڈھتے ہیں
بیٹھا ہے منہ چھپا کر کیا اثر کو دیکھو

لیٹا جو قبر میں میں منہ سے کفن ہٹا کر
بولی یہ مجھ سے غربت لو اپنے گھر کو دیکھو

غیروں کو منہ ترے ہیں بنا شکل آئینہ یوں
رخ پھیر و اس طرف سے صاحب ادھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو
اک ایک غش کو دیکھو دو دو پہر کو دیکھو

کس مرتبہ پہ پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
اس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو

آخر ہی وصل کی شب افسردہ کیوں نہوں ہم
رنگت اوڑی ہوئی ہے شمع سحر کو دیکھو

رکھتے ہی خط کمر میں پر لگ گئے ہیں گویا
جاتا ہے کس خوشی سے واں نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہیں شام و سحر کو دیکھو

[illegible] کہیں گے نہ یوں پیرہن بدل کے چلو
چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

جنوں بہار میں دیتا ہے مجھکو یہ ترغیب
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

ہر ایک صفحۂ نقاش ہو زمیں رنگین
حنا جو پاؤں میں میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہے یہ قول
ذرا اکڑ کی رفتار لا کے چل کے چلو

سر مزار غریباں ہیں جا بجا پتھر
لگے نہ پاؤں کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

سخن یہ کہتے چلیں گور کی طرف عاشق
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائیں کہیں میرے راہ میں تیور
چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل کے چلو

سنا ہے محتسب آتا ہے دو گھڑی کے لیے
قدح کشو کہیں اب میکدے سے ٹل کے چلو

ستم ہے مجھکو جو سمجھے ہیں تم نے [illegible] کیا
[illegible] کہیں شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا میں ہے پھول کی خوشبو
[illegible] تم پیرہن میں [illegible] کے چلو

رجوع کفر میں اسلام سے [illegible] کہتا ہے
[illegible] چلو

اگر تمہیں نہیں رخصت تو کہدو غیروں کا
[illegible] ہے تم میاں سے نکل کے چلو

نصیب وحشت میں لائے ہیں وحشیو تم کو
ادھر حیا سے ہوئے سونا اچھل اچھل کے چلو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھ دو
مشاعرے میں جو آئے ہو تم تو بہل کے چلو

قضا کا گرم ہے ہنگامہ کوئے قاتل میں
امیر تیز ہے شمشیر تم اچھل کے چلو

آؤ ہمیں کھینچوں تو کھینچیں آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے گا بیٹے اس تیر کو

اے خوشا وحدت خوشا کثرت خوشا نیرنگِ عشق
دیکھتا ہوں ہر مرقع میں تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوقِ شہادت دیکھیے
دوڑ رہا ہے کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہے خاک پر نخچیر کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہے مقتل میں تمہارے تیر کو

ڈال دو عشاق کی آنکھوں پہ حیرت کی نقاب
واہ کس پردے میں رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلو سے نخچیروں کے آتی ہے صدا
آفریں اس تیغ کو صد آفریں اس تیر کو

کھینچتا بیٹھا جو نقاشِ ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیشِ نظر سب نے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جوہر دے یا رب جوہر کھلیں
چوکھٹا درکار ہے آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو تری تکلیف کیوں ہو سمجھے
آپ رکھ لوں چیر کر پہلو میں تیرے تیر کو

صاف کھنچا جاتا ہے شکلِ حیرانی اگر
آئینے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھوں کی بجھائی واہ ری دریادلی
پانی پی پی کر دعائیں دوں تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو مجھے بے بال و پر کے کیا
بے پری پرواز پر کسکے دیکھے ہیں تیر کو

خود میں کھنچ جاتا ہوں زورِ ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف میں حلقے بنائے ہیں شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہیں کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہے منہ نہ موڑے خوف ہے
بسم اللہ دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پر آئی آہ ادھر سے جب اٹھی اسکی نظر
دیکھنا کیا تیر پر ہر دکا ہے جیسے تیر کو

تا یہ شاہد ہوں وہ دعویٰ خونفشانی کا کریں
لب دیئے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

لوٹتا ہے خاک پر اے ترک مدت سے اسیر
ذبح بھی کر ڈال تڑپاتا ہے کیا نخچیر کو

او کمان ابرو سمجھ کر صید کر نخچیر کو
سخت جان ہے یہ کہیں صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہو چکا ہوں قتل تو اس سے قضا نے یہ کہا
تو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو

جب نظر اس ترک کی مجھ پر پڑی تھی تیر سی
بل پڑی شمشیر میں سیدھا کیا جب تیر کو

فصل گل میں گل کھلے تازہ ہوا انگل گمان
کر چکا تھا ان جوانوں نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل میں کثرت سے سما جاوے اگر
ایک برگ گل پہ کھینچوں باغ کی تصویر کو

پھیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ
کیا تماشا ہے یہ خود لینے چلا ہے تیر کو

ہجر زندان کا ہوں مجرم ہو سزا اچھی بحال
موتیوں کا چاہیے زرّہ مری تقصیر کو

نا شکیبا کیوں نکر ہو گیا ہوں پر نہ جھکوا اے کریم
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتیں رہیں شانے ہی سے زلف نگار
خوب سلجھاتا ہے دل الجھی ہوئی تقدیر کو

صفحہ رخسار یاں پر لکھا کیا خوب خط
چوم لوں پاؤں جو دست کاتب تقدیر کو

کس کو کرتے ہیں نشانہ کسکو کرتے ہیں شکار
ترک لڑوائیں گے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے چھوٹتا ہے دل میں کرتا ہے مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے تم نے تیر کو

دل کی ہوتی ہے درستی جتنی ہوتی ہے شکست
کرتی ہے آباد بربادی اسی تعمیر کو

پوچھتی ہے شمع پروانوں سے میری داستان
گل سنا کرتے ہیں بلبل سے تری تقریر کو

قالب خاکی سے ہر دم ہے یہ تہدید اجل
خاک میں اکدن ملا دینگے ہم اس تعمیر کو

پاؤں اپنا درمیان تھا کھل گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھیں یہ کڑیاں جھیلنی شمشیر کو

دل میں گھر اوسکا ہے گردن تک گذر اسکا اسیر
تیغ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہے تیر کو

گھر گھر تجلیاں ہیں طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو

اے تیغ یار کیا کوئی قاتل ہو برق کا
تیزی سی اور سہی تیزی رفتار بھی تو ہو

دل دردناک چاہیے لاکھوں ہیں خوبرو
عیسیٰ سیکڑوں کوئی بیمار بھی تو ہو

چھاتی سے میں لگائے رہوں کیوں نہ داغ کو
اے دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو

گر ہم نہیں تو رونق بازار عشق کیا
اے حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو

پردے میں چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا
اے آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو

اتنی اوداس صحبت مے واہ میکشو
دست سبو میں شیخ کی دستار بھی تو ہو

زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

ساقی ابھی سے جاؤں میں کیا بہر میکشی
آئی بہار رونق گلزار بھی تو ہو

بیجا سری نگاہ کو تیزی پہ ہے گھمنڈ
برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو

سوؤں میں آکے دھوپ سے پاؤں اماں مگر
راحت تمہارا سایۂ دیوار بھی تو ہو

کیونکر ہو درد دل کی ہماری اسے خبر
پردے میں خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو

اشکوں کے ساتھ عشق میں نالہ ضرور ہے
آراستہ ہو فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اوداس کیوں نہ ہو بزم مے سبو
میخانے میں امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہے حسن جو تا دل نشین نہ ہو
کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہ ہو

کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہ ہو
پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہ ہو

وہ یاس ہے کہ وصل میں بھی ہر نگاہ پر
ڈرتا ہوں میں کہیں نگہ واپسیں نہ ہو

راحت کی جستجو میں ہیں اہل جہاں عبث
ہاتھ آئے وہ کسی کو کہاں جو کہیں نہ ہو

ایذا سے خلق پر ہے یہ عشق سوزی فلک
بے سانپ چاہتا ہے کوئی آستین نہ ہو

ساحل سے ہوں میں تشنہ دہن خود کنارہ کش
کہہ دو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہ ہو

مانند بوئے گل چمن دہر سے نکل
اس باغ بے ثبات میں عزلت نشین نہ ہو

نام اس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئینے پہ گمان نگین ہو

ہستی جہان کی ہستی حق پہ دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین ہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہے آشکار
سجدہ کرے درست تو داغی جبین ہو

ساقی مین نشۂ عرفان سے مست ہون
افلاس مین جو بادہ میسر نہین ہو

تیرا وہ مکان جو مشہور ہے فلک
کہتے ہین جسکو عرش ترا شہ نشین ہو

دل سے جو چشم فیض ہر تجکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہے صاف اگر دوربین ہو

ہم رند مشرب ہونگی معاصی سے ہر نمود
روشن ہو نام کیا جو سیہ رو نگین ہو

مین تنگ اس جہان سے وہان پھیل ای جنون
جس جا پہ آسمان ہو نہ زمین ہو

ساجد خدا پرست بھی اس آستان پہ ہین
کیون بے نیاز وہ صنم نازنین ہو

آتا ہے مجکو گریہ لب کشت زعفران
اتنا بھی جور چرخ سے کوئی حزین ہو

سر آستان دل پہ نہ ہو سجدے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پہ قدم اولین ہو

یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو
کس برے وقت مین گھیرا ہے بلانے ہمکو

منہ لگایا ہے بتون نے نہ خدا نے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہمکو

آس کسکو تھی شب غم کی سحر ہونے کی
ای جنون دن یہ دکھایا ہے خدا نے ہمکو

ہجر یاران مین کبھی روز جو ہچکی آئی
جی اوٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہمکو

رخصت ای ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہے بلانے ہمکو

کشمکش مین ہین بیتابی دل رکھتی ہے
آنے دیتی ہے نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شب وصل تمہاری آنکھین
اسی پردے مین تو مارا ہے حیا نے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے گرا رکھا تھا
خوب ہی روک لیا لغزش پا نے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی روتے گزری
آگ پانی سے بنایا ہے خدا نے ہمکو

دیر مین شیخ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تو نے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجر ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون تیر ادا نے ہمکو

حوصلہ کون تماشاے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش مین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہی ترا اے شب فرقت ہمنے
روز آتی ہے بلا جیسے ڈرانے ہمکو

آئینہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کہتا ہے
خود نمائی کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین اوسکا
بے ٹھکانے کے بتاتے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کڑی آتی ہے
نام لے لے کے پکارا ہے بلا نے ہمکو

خار کیا کیا ہے گل دیکھ کے فرقت مین امیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اوٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اوٹھانے ہمکو
ہاے وہ دن کہ جو اوٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

منھ سے شب ہجر دکھایا نہ قضا نے ہمکو
کون پوچھیگا نہ پوچھا جو خدا نے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلتا کیونکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا نے ہمکو

تیغ چلا دے جو ہر کو کیا ہم سے عزیز
آنکھ اوٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہے یہان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار ہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہے کبھی
موت کے منھ سے چھڑایا ہے قضا نے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی بتخانون مین
ٹھیک ٹھیک اوسنے بتائے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہے یہان روز ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دم نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بلانے ہمکو

اوس ستمگر نے جو پہلو سے اوٹھایا اپنے
درد دل تو بھی ترا اوٹھا نہ بٹھانے ہمکو

لیچلے داغ ہزارون چمن ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

مدد اے مرگ کہ آفت مین پھنسا رکھا ہے
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سنکے آواز موذن کی شب وصل کی صبح
صاف سمجھے کہ بلایا ہے خدا نے ہمکو

ہین وہ میکش جو گرے ہین کبھی لغزش کھاکر
بدلیان دوڑکے آئی ہین اوٹھانے ہمکو

امتحان تھا جو ہمارا اوسے منظور نظر
ذبح رک رک کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پر کاہ سے تھے اس گلشن ہستی مین
دو ہی دم سے پھینک دیا باد صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلف دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہے خدا نے ہمکو

پر لگائے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑکے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو وہ تیر و نکا کیا تیر ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

تیرے بیمار سے یہ بیچری کہتی ہے
کہ خبر کو ترے بھیجا ہے قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کرکے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہر شب بشوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہے وہین گور جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہے قضا نے مارا
واہ کس پردے مین مارا ہے ادا نے ہمکو

وہ کہین سگے نہ او مقاصد متفرقت دو دون
موت کیون آئی ہے یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وائے نصیب
مرگئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیرون انگور پڑے کٹتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو جو تجھکو کیا ہے پیدا
رنج اوٹھانے کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
اب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرت عارض جلاد سے سکتا جو ہوا
آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لوٹا غضب اس دزد حنا نے ہمکو

ہمکو

ہوں وہ بلبل گل تلک پہونچوں تو گلشن خشک ہو
مثل خار آشیاں شاخ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہے سوز فرقت اس مجیلا حسن کا
تن مین مثل خار ماہی ہر رگ تن خشک ہو

تازگی ہے روی جانان کی زنخدان کو سبب
چاہ جنس گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر سے کے پڑتی ہے امید
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم تیغ مین سیراب ہون
حلق مین پانی لبسان آب آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی کہی
کیا رہے روشن چراغ ایدل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے سبزے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو جوں برہمن خشک ہو

آبیاری ہے اگر بلبل کی اشکون کی یہی
ہے یقین فصل خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل ہے گرم اپنی خاک ہے کیا ہے عجب
بادہ رنگ گل چڑھتی ہے بالا سے مدفن خشک ہو

اور بھی گردون ستاتا ہے جو پاتا ہے ضعیف
پایمال گاؤ دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرت دیدار مین کھینچوں اگر مین آہ سرد
ایک جھونکے مین یقین ہے نخل ایمن خشک ہو

چھین کر رخت سفر پامال ظالم نے کیا
پاؤں شل ہو جائیں یارب دست رہزن خشک ہو

اوس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سبزے کے زبان ہے گر سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہے روز اسے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہے کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرت دیدار ہے سب کو مکان یار کی
دیدۂ تر کیا بہ رنگ چشم روزن خشک ہو

مین اگر رونے پہ آؤں صورت ابر بہار
سبز ہو دم بھر مین جو سوکھا ہو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثل رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہے مجھ سا کون طائر بے نصیب
پاؤں رکھوں مین جہاں شاخ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہے لگاؤں مین اگر منہ سے امیر
جام مثل چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہیں اسکے بتو حیا کو
کیا منہ نہ دکھاؤ گے خدا کو

لٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو — پیچھے نہ لگاؤ اس بلا کو
ظالم تجھے دل دیا خدا کی — اب بس مین پہونچ گیا سزا کو
کانٹون سے کہو سنبھال لینا — آتا ہے غش اک برہنہ پا کو
بلبل کو ملی جو باغبانی — روکے در باغ پر صبا کو
اے حضرت دل بتون کو سجدہ — اتنا تو نہ بھولیے خدا کو
گل کر گئی میری شمع تربت — کیا موج یہ آگئی صبا کو
کوچے مین ترے ملا یہ آرام — نیند آگئی چشم نقش پا کو
اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ — یون کھولیے قفل مدعا کو
کہتا ہے یہ شوق قتل ہر دم — دم لینے نہ دیجیے قضا کو
کیا کیا تری چشمکین بجا ہین — دھوکے دیے تیر نے خطا کو
دکھلا کے ہم اپنی سخت جانی — غصہ دلواتے ہین قضا کو
ہاتھ آئے اگر نگین حسرت — کھدوائیے نقش مدعا کو
راضی برضا ہون اے صنم مین — جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اوس سے شوخی
اب منھ نہ دکھائیے حیا کو

وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو — امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو
خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھین — نگاہ تک نہ کرو تم ادھر اودھر دیکھو
پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پہ — ابھی تو جان سے آئے جو اک نظر دیکھو
جنازہ غیر کا نکلا ہے تو نکلنے دو — یہین کو بیٹھو جو چلمن سے جھانک کر دیکھو
مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم کو — بہت رہے مرے دل مین اب اور گھر دیکھو
کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو — ذرا کلیجے پہ میرے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر بازیاں ہوں غیروں سے
ہمیں سے آنکھ چرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر ہی کیا
جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہے سحر عشق کہ جلتے پر ہیں بلبل
لگی ہے آتش گل باغ میں جدھر دیکھو

گیا تھا لیکے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر
ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو

ادھر اٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہے خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہیں ممکن حصول دولت دہر
نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہے وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو
اب تو سر میں یہی سودا ہے بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہے طبیبو مرض عشق ہے یہ
غیر ممکن ہے کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکھئے خط اب کسے بھیجوں کہ بر آئے مطلب
جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے میں تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا میں تو کہا اس بت نے
میں نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اس زلف سیہ کی ناگن
ڈال دوں ہاتھ مقرر میں بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہے صحت مشکل
فکر بیہودہ کہ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان وہ ہوں نہ کٹ جاؤں اگر شرم سے تیغ
شرط بدتا ہوں جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہے معما دہن تنگ کا دشوار بہت
حل مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا اے سلطان
عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھیں نہ وہ الفت کی نگاہ
حال دل کس سے کہوں تم تو خفا سے کچھ ہو

بادۂ سرخ ملے تم سے یہ امید کہاں
مغبچہ تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع در دولت پہ کھڑے ہیں کب سے
اب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

کوے جاناں میں کوئی دم تو ٹھہر جاے پاؤں
ایسی افتاد مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالم فقر میں تکلیف گوارا ہے امیر
نہ ملیں گے نہ ملیں گے امرا سے کچھ ہو

دیر سے قتل کے مشتاق ہیں باہر آؤ
دیکھو اتنا نہ کھنچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفس چند کی باقی ہے فقط
اپنے گھر مجھکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست میں مرنے پہ تو لو میری خبر
اب نہ آؤ تو جنازے پہ ستمگر آؤ

دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ کہیں
چاندنی شب ہے ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئینے کو عکس سے کہتا ہے وہ شوخ
کچھ اگر حسن کا دعوی ہے تو باہر آؤ

نذر عاشق کی ہر کچھ لوٹ نہیں ہے صاحب
دل و جان دونوں جو لینے ہیں مکرر آؤ

ساتھ اگر راہ میں ہے باتیں بھی ہوتی جائیں
آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

ناف کی طرح نہ پڑ جاے شکم پر کوئی آنکھ
کھول کر بند نہ دروازے کے باہر آؤ

جان بلب ہوں میں عیادت ہے ضروری کہ ثواب
مانو اللہ کو تم بہر پیمبر آؤ

شب مزہ جانے کا ہاں پر کہے یار امیر
میری آنکھوں پہ تم آؤ مرے سر پہ آؤ

حشر کے روز نہو تشنہ دہانی مجھکو
دے تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجھکو

تیزی موج اگر بحر رواں میں دیکھے
یاد آئی تری خنجر کی روانی مجھکو

آب خنجر سے تری پیاس کوئی بجھتی ہے
اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی مجھکو

خوبرویوں میں صنم ایک ہی تو ایک ہے تو
نظر آتا نہیں تیرا کوئی ثانی مجھکو

اور کس سے ہوں دہان و کمر یار کے وصف
خوب معلوم ہیں یہ راز نہانی مجھکو

اسکے اٹکا ہے یہ مطلب کہ کروں میں بھی فغاں
اس نے بھیجا ہے تو دیوان فغانی مجھکو

نوجوان کوئی جو پیری میں نظر آتا ہے
یاد آتی ہے بہت اپنی جوانی مجھکو

داغ کھا کھا کے کرون اپنی مین اوقات بسر
اسلیے دیتے ہین چرکا وہ نشانی مجھکو

بات وہ کر کہ مری خواہ ترے کام کی ہو
ایسی اے بت نہ سنا رام کہانی مجھکو

جسطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہے
آنکے پیری نے دیا داغ جوانی مجھکو

بیخطر خاک کی سقف فلک ڈھونڈون مین
نظر آتی ہے سرا بیت یہ پرانی مجھکو

سینہ جلتا ہے پلا جلد شراب اے ساقی
آگ بھڑکی ہوئی ہے چاہیے پانی مجھکو

یہ موحد تو سمجھتے نہیں اطلاق صحیح
کہین اول تو بتا دین کوئی ثانی مجھکو

آرزو اسلیے فردوس کی مجھ پیر کو ہے
ہاتھ آئیگی وہان پھر یہ جوانی مجھکو

خوف ہے وصف مین اوس پا و قد کے انشا
کہ ڈبو دے نہ طبیعت کی روانی مجھکو

نغمہ سنجان گلستان سخن ہین جو امیر
کہتے ہین بلبل گلزار معانی مجھکو

بل دلا دیر سے کرتا ہے اشارے گیسو
زندہ باران ہوئے ہین جسکے کہ پکارے گیسو

خانہ شبگیر پہ یہ آتے نہین پیارے گیسو
جال پر جال بچھاتے ہین تمھارے گیسو

چہرہ و تازہ چمن ہے کہ تمھارا عارض
یہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ تمھارے گیسو

مچھلیان دام سمجھکر ہین جو موجون مین نہان
کھل گئے کیسے یہ دریا کے کنارے گیسو

دن کو رخسار دکھاتا ہے فروغ خورشید
شب کو چمکاتے ہین افشان کے ستارے گیسو

بال کنگھی سے جو سلجھانے تو دل اولجھایا
تیرہ بختون کو بگاڑا جو سنوارے گیسو

دل صد چاک نے شانے سے کہا جلکے یہ بات
او سیہ کار سمجھ باندھکے مارے گیسو

شہر سے بڑھکے اگر جانب صحرا جائین
شانہ شاخ سے سلجھائین چنارے گیسو

ہو چکے عین دلبند ملک باقی ہین
اسیر عشق سے زنجیر اوتارے گیسو

عاشقون کے دل پر داغ سے ایسے چمکے
ہوگئے شہپر طاؤس تمھارے گیسو

سانپ سے گھیر لیا گلشن جنت کو امیر

حلقہ حلقہ ہیں عارض کے کنارے گیسو

جھوم میں وہ بیکش اٹھا ساقی مری تعظیم کو / گردن مینا سے مَی خم ہو گئی تسلیم کو
آتے ہی اس مست کے گلزار میں آئی بہار / ابر اٹھا تعظیم کو شاخیں جھکیں تسلیم کو
ساغر جمشید سے کچھ ساغر مے کم نہیں / دیکھتے ہیں بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو
غیر کو دشنام و بوسہ عنایت ہو مجھے / چاہیے مردم شناسی صاحب تقسیم کو
بیٹھے بیٹھے میرے پہلو سے جو وہ بیکس اٹھا / درد دل بھی ساتھ ہی آ کے اٹھا تعظیم کو
لب ہرا ہر غنچہ دہن تحریر مسی کی نہیں / کاتب تقدیر نے خلعت دیا ہے میم کو
نقد آمرزش کا طالب ہو اگر اہر خود فروش / تول میزان عدالت میں امید و بیم کو
ہیں جو مردان خدا آفت میں راحت ہو انھیں / عید تھی قربانی فرزند ابراہیم کو
حسد خالی خال ہو کنج دہن میں یار کے / ہے تعجب جیم کا نقطہ دیا ہے میم کو
خاک اڑاتے تشنگان عشق گر آتے ہیں عدول / کہدو رضوان سے چھپائے کوثر و تسنیم کو
ملکے منزل کا نشان ملتا ہے اہل فنا / ہر قدم پر خضر ہے نقش قدم تسلیم کو
مال سکے کو نہیں کہدو غنی سے بانٹ دی / نقد میں تقسیم کے داخل کیا ہے سیم کو
اپنے وقت مرگ سے غافل رہا اختر شناس / گو برابر جان سے رکھا کئے تقویم کو

چشمۂ دیدار جاناں کی ہیں دو نہریں امیر
جانتا ہوں خوب اصل کوثر و تسنیم کو

نیکی خضر آیا ہے واعظ کیا مری تعلیم کو / اک دوراہہ جانتا ہوں میں امید و بیم کو
تیغ قاتل سے صفائی میں برابر ہی سہی / پر روانی کب ملی ہے کوثر و تسنیم کو
دو قدم اس ناز سے جس سرزمیں پر تم چلو / اٹھ کھڑے ہوں سیکڑوں فتنے وہاں تعظیم کو
دشت ہستی میں قدم بڑھ کر ہٹے پیچھے نہ پھیر / ساتھ ہی عمر رواں غافل اسی تسلیم کو
جادۂ تیغ قضا پر سر کے بل عاشق چلے / طے کیا کس حوصلے سے منزل تسلیم کو

کام کو ہے اک نشان باقی دہن اسکا کہان — کاتب قدرت نے لکھکر جیسے ذوالاسیم کو
فتنہ ہے باذات سے مفسد کو ہوتا ہے ضرور — کیا ہوا اٹھے اگر وہ غیر کی تعظیم کو
شہر کے دن نامہ اعمال کا کیا ہے اعتبار — سال بھر کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو
یہ غزل رنگین سناؤن مین لاہوری کو اگر — دھوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو
کبر و دولت کیا جو کرتا ہے زمانہ انقلاب — دم مین کر دیتا ہے کچکول گدا دیہیم کو
جیتا ہون پہلے مین تجکو رہ زیبان کی طرف — نگر مین آتے ہین کبھی مزدور اگر تہیم کو
آدمی کی شمشیر ہے تکبیر ہے نامردون کا کام — مرد رکھتے ہین کرین تحسین تسلیم کو

یہ وظیفہ سب لطیفون سے ہے بہتر اے امیر
یاد احمد کو کرون یا احمد بے میم کو

نشان عزیز فنا ہوا اہل جہان سنو — وہ مہربان سنو تو کوئی مہربان سنو
لفت کا اپنے نالہ کشتی مین نشان سنو — ہم سو ہے جو آگ جلا مین دھوان سنو
شاد چاہیے رخ زیبا کے واسطے — کس کام کا وہ باغ جہان باغبان سنو
ممکن نہین کہ ذات سوا چھپے اسکی زلف — قرآن کی طرح سے جو وہ رخ درمیان سنو
یا داغ سینہ زیر گریبان چھپا سکے — خورشید چھپا سن گرد دو جہان سنو
اسرار سے نہ بچکے بلا غم سرا بدن — عشق کمر مین یون بھی کوئی ناتوان سنو
لیے تکر بہار سے کے پیوستہ دل کا تماشا — چاہ ذقن پہ جب گذر رکا روان سنو
تھا ہون وہ دن بہار مین ابرو یار سے — کیون صفحہ آفتاب قلم کہکشان سنو
پری مین بھی گیا نہ تغافل ہزار حیف — اتنا بھی کوئی اہل خواب گران سنو
جادو ہون سے بعد فنا بھی کہان نجات — ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان سنو
رتم ہے ضبط نالہ دل بعد مرگ بھی — ہے لطف جام ٹوٹ چکی ہے روان سنو
ٹین نہ رہروون کی اگر شیشہ پاسے دل — دشت جنون مین نام کو ریگ روان سنو

آنکھوں سے فایدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبیں سے کیا جو ترا آستان نہو

جاسنے اگر کہ جاہ عدم میں گرائیگا
کوئی سوار توسن عمر رواں نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی اسیر غیر گل زعفران نہو

عکس سے سمجھو نہ آئینے میں اتنا دیکھو
جاسے دو اپنی طرف اے گل رعنا دیکھو

چشم پوشی کا میں کرتا ہوں جو اُن سے شکوہ
آنکھیں دکھلاتے ہیں وہ اور تماشا دیکھو

ہو اندہ میں مسیحی نے بہت سر مارا
ہم بھی اس قالب بیروح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کے لیے دل آئے ہیں یہاں اے جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اوس کوچے کا کہتا ہے یہی ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو میں جو دیکھا خنجر جلاد کو
دل سے لاکھوں حسرتیں نکلیں مبارکباد کو

ہوں وہ دیوانہ بلاتا ہوں جو میں فصاد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو نکلے بھی تو کب نکلے خزاں جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنے کا مرے اللہ رے اوس ظالم کو شوق
حکم [illegible] بار [illegible] جلاد کو

یاد میں اک رشک بلبل کی جو میں مرنے لگا
ہچکیاں آئیں دم آخر [illegible] صیاد کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہیں ہوتا غریب
کب کوئی دیتا ہے [illegible] فولاد کو

زیر خنجر اور دل بسمل تڑپ اچھی نہیں
[illegible] ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت میں تیرے جا کے بیٹھے اے کریم
کیا [illegible] زمی فریاد کو

مجھ سا صید خفتہ طالع کرن ہوگا [illegible]
[illegible] نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اوس قد ظالم سے چلی گر نہ تھی
[illegible] قمری [illegible] شمشاد کو

جب ہم سیر اکیا اگر قد موزوں پہ سرکش کر کر
[illegible] کیا [illegible] اوکو

کیون نہین بہاتی عدو کو میری نظم طبع زاد
دوست رکھتی ہی عقیمہ غیر کی اولاد کو

ہمسری اوسکے قد موزون سے تو جرم عظیم
کندۂ دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اوس طفل کو سنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگ فو استاد کو

عید موسی کو ہوئی برق تجلی کی مگر
پہلے نظارے مین غش آیا مبارکباد کو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدردان مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
صنعت ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سنکر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرف سے آگیا مجھکو ہوا اسکے مرگ کا
کیا پریشان کردیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہو اسیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہی بلا لو

بیدل رکھنے سے فایدہ کیا
تم جان سے مجھکو مار ڈالو

اُسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پہ سمجھکے ڈالو

آیا ہے وہ مہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوے حشر
یان پیش ہے اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہے جاگو سونے والو

اوروں پہ اسیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجھکو
پھر سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجھکو

کس منہ سے کرون قاتل ابرو کی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجھکو

ساقی کا گلا کیا ہے جو دیتا نہین ایسے
منہ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجھکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہی ہوا ہو آئی کھلاتی نہین مجھکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ سے ہٹ آتی نہین مجھکو

کیا بیخبری ہے کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہے تو آپ مین پاتی نہین مجھکو

کہتا ہے قیامت سے مرا طالع خفتہ
مردون کو جلاتی ہے جگاتی نہین مجھکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی
لینے کا تو کیا ذکر چکاتی نہین مجھکو

بھاتی ہے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار
یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجھکو

سکتا ہے مجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل
کیون آئینہ شمشیر دکھاتی نہین مجھکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے مرے یار
مجبور ہون پر اس سے کہ آتی نہین مجھکو

وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین بھی تیرے
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجھکو

ڈھونڈھون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر
تقدیر کی صورت بھی ہنساتی نہین مجھکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن
اسیر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجھکو

ہو خواب مین آنیکا اسیر اس سے جو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجھکو

پردے مین کبھی صورت موت دکھاتی نہین مجھکو
کیا ذرہ سے ایسے کہون آتی نہین مجھکو

افتادہ ہی کیا موت جو آتی نہین مجھکو
ہون نازکسی کا کہ اٹھاتی نہین مجھکو

اس تنگ فضا سے مین نکل جاؤن کہین جب
جب شمع مری دم بدم سیتا ہی نہین مجھکو

صبر ہی مرے ہوسکے کی جاتی ہے خفتہ
کیا اتفاق قدم بھولون کہ جگاتی نہین مجھکو

اس طور سے کہ ہم بھی شگفتہ ہو
آتی ہو قیامت تو اٹھاتی نہین مجھکو

کبھی گور ہی تک سب کو متوجہ دیکھنے والے
اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجھکو

لاغر ہی مین ایسا ہون تمہاری نہین تقصیر
بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجھکو

کرتی نہین کب دختر رز مجھ سے شرارت
کس دن یہ مری آگ لگاتی نہین مجھکو

کوچے سے ترے میں جو نکلتا ہوں تو وحشت
پھر کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہیں مجھکو

اے ہمت دل ہاتھ میں قاتل کے ہے تلوار
اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہیں مجھکو

ہو جاؤں میں دو ہاتھ میں اس پار سے اس پار
تلوار تری گھات دکھاتی نہیں مجھکو

میں پست بھی اے دختر رز نشہ میں ہوں چور
کیوں دُرد کے مانند بٹھاتی نہیں مجھکو

میکش میں بلانوش ہوں کم منہ سے لگا دے
ساقی یہ صراحی تو جھکاتی نہیں مجھکو

گردش مری قسمت کی پھرا لائی ہر اک کوچہ
اے لغزش پا تو بھی گراتی نہیں مجھکو

نقش گل ہوں امیر آپ کو اس باغ میں سمجھوں
قسمت مری اتنا بھی مٹاتی نہیں مجھکو

اے ضبط دیکھ عشق کی انکو خبر نہ ہو
دل میں ہزار درد اٹھے آنکھ تر نہ ہو

مدت میں شام وصل ہوئی ہے مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہ ہو

اک پھول ہے گلاب کا آج انکے ہاتھ میں
دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہ ہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجھکو کہ اوسکی کمر نہ ہو

فرقت میں یاں سیاہ زمانہ ہے مجھکو سب
گردوں پہ آفتاب نہ ہو یا قمر نہ ہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع میں
میں خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہ ہو

آنکھیں ملیں ہیں اشک بہانے کے واسطے
بیکار ہے صدف جو صدف میں گہر نہ ہو

الفت کی کیا امید وہ ایسا ہے بے وفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہ ہو

طول شب وصال ہو مثل شب فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہ ہو

منہ پھیر کر کہا جو کہا میں نے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے درد سر نہ ہو

ردیف ہائے ہوز

آیا نہ مر کے بھی ثمر قد یار ہاتھ
طوبیٰ سے بھی بلند کیوں اسکو چار ہاتھ

پیری میں ضعف سے ہیں رعشہ دار ہاتھ
ہیں دامن تمنا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب میں بھی اُسکے پانون تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے پنہاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہیں پانون کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ

تکلیف سایون کی جنون میں نہیں پسند
دامن کو پھاڑ ڈالون میں بڑھائینگے خار ہاتھ

ای گل یہ رنگ پنجۂ مرجان میں بھی نہیں
دکھلا رہی ہین طرفہ حنا سے بہار ہاتھ

ہے مرگ مجھکو زیست کہ کوچے میں یار کے
دو گز زمین آ گئی بھر مزار ہاتھ

دینے کی وجہ جنگ میں کیا ہی تمھین کہو
کیا میرے دو ہیں اور رقیبون کے چار ہاتھ

برہم ہو پھنسا کے مری دل کو زلف یار
خوش قسمتو نکو آتے ہیں ایسے شکار ہاتھ

باغ جہان میں راحت بے غم کہان نصیب
پتون سے ملتے ہیں شجر سایہ دار ہاتھ

جب چاہے دوڑی ساتھ مری قیس نجد میں
میدان جیت لون گا میں بڑھکر ہزار ہاتھ

تڑپا میں بحر خون میں تو قاتل نے یہ کہا
بیڑا ہے پار اور لگا تین چار ہاتھ

وہ سخت جان تھا عجز کہ تب سر جدا ہوا
سفاک نے جو گنکے لگائے ہزار ہاتھ

ایک اُسکی چوٹ میں رہے سو پھنکیت کھیت
کتنا منجھا ہوا ہے دم کارزار ہاتھ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑون منزل گیا اسیر
پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھ

دل جو سینے میں زار سا ہے کچھ
غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

رخت ہستی بدن پہ ٹھیک نہیں
جامۂ مستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہان وہ چشم کہان
نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ

نخل امید میں نہ پھول نہ پھل
شجر بے بہار سا ہے کچھ

ساقیا ہجر میں یہ ابر نہیں
آسمان پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی
آج بھی بے قرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ
داغ شمع مزار سا ہے کچھ

اسکو دنیا کی اُسکو خلد کی حرص
رند ہے کچھ نہ پارسا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار اسیر
اب تجھے بے اختیار سا ہے کچھ

داغ غم بھی ہو دلا نالۂ شبگیر کے ساتھ
گر سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ

تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
ٹوٹ جائے نہ قضا بھی کہین نخچیر کے ساتھ

کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

مانگ بالون مین ہے ابرو ہے قریب مژگان
تیغ عریان وہ سپر پر ہے کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
تم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ

ہو صف جنگ مین بھی پیچھے مے او ساقی
کیا مزا ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئے پاے اجل دوڑ کر اس تیر کے ساتھ

تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوا سب قتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کے ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم بقا مثل حباب
اُٹھتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر اے ترک
کاٹ ڈالونگا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان مین ہا
کٹ گئے پانون بھی شاید مری زنجیر کے ساتھ

دی سزا اوسنے گنہ کی مجھے ہنس ہنس کر
دُرّ نایاب ملے دُرّۂ تعزیر کے ساتھ

میرے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے
ہڈی ہڈی مری غل کرتی ہے زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو اوس مہر کے کیا یاد کیا
شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ

ناتوانی سے یہان تک ہین اسیری مین سبک
پانون اوٹھ جاتے ہین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

اسطرح ساتھ ہے گردون کے مرا نالۂ دل
جسطرح راہ مین رہتا ہے عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہو الٹی جو امیر
ضد ہو شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

انس رکھتا ہو بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ — دل نکل جائے نہ یارب کہین اس تیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا عبث ہو او ترک — کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
او کماندار یہ چٹکی کی صفائی کا ہو لطف — دل بھی پہلو سے نکل جائے ترے تیر کے ساتھ
خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا پس مرگ — طفل ہمراہ جوان ہو نہ جوان پیر کے ساتھ
قتل کرتے ہین وہ مین انکو دعا دیتا ہون — چلتی ہے میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ
ہیچ گردان ہو وہی رستم و سہراب کہان — تھک گئے کیسے جوان دوڑ کے اس پیر کے ساتھ
صید اوس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے — کوسون آتی ہے قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ
یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک — مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اسی تصویر کے ساتھ
حسن صورت نے مصور کو کیا مستغنی — ہاتھ کھینچا ہو جہان تری تصویر کے ساتھ
کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے — قطب گردش نہین کرتا فلک پیر کے ساتھ
مین صبیحون کا ہون بیمار مری نسخے مین — عرق شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ
قابل نطق نہین کلک کے مانند زبان — خامشی خلق ہوئی ہو مری تقریر کے ساتھ
کلمہ یاد آتے ہین اس بت کی جو پڑھتا ہون نماز — منہ سے فریاد نکل جاتی ہے تکبیر کے ساتھ
پہلوے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو — حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ
ہول وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا — دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کے ساتھ

کیا عجب مین بھی شہید وہین ہون محبوب امیر
انس رکھتا ہون بہت حضرت شبیر کے ساتھ

بڑھ گئے تصویر سے لاغر ترا حیران ہو کچھ — ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہو کچھ
وصل کی راتین بڑی ہجر کی چھوٹی ہون اگر — یہ تو کہہ ای فلک اسمین ترا نقصان ہو کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اوس سے
کیوں ہوا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہے کچھ

وصل مین بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہے کچھ

یاد عیزون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہے کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہے بہت سخت پریشان ہے کچھ

دیکھیے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین اسیر
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہے کچھ

رند مشرب ہم ہوے دست سبو پر دھر کے ہاتھ
دستگیری اب ہے ساقی کوثر کے ہاتھ

عشق بت تنہا نے سے جانے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہے کیا کرون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہے فن مین قدردان ہوتا ہے خوب
بیچیے آئینہ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہے مجھے مر مر کے ہاتھ

اسلیے تا جاسکے نامہ کوئی دے جا کے فریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اوسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب اے گلو ہے تیزی خنجر کے ہاتھ

وصل گل آ لی ہوس سب اب کیسا لحاظ
گردن قاضی مین ہین مست مے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی ہتا نہین
دونون خالی ہاے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اٹھینگے کب کڑی بھاری اسیر
گر سنے میری تو باندھون سلسنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

زیور سے بڑھکے تجکو تری چال ہوگئی
موج خرام پانون مین خلخال ہوگئی

زلف اوسکی مرغ دل کے لیے جال ہوگئی
چوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہوگئی

اللہ رے گریبان تری وحشی کی اے پری
زنجیر پانون مین جو پڑی لال ہوگئی

کیسا سلوک مجھ سے کیا اشک شرم نے
زائل سیاہی خط اعمال ہوگئی

خوش خوش سمند ناز کو دوڑا رہے ہین وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہوگئی

چھوٹا وہ بحر حسن پڑے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہوگئی

دیتا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
رو کی جو چشم تر وہی غسال ہوگئی

یہ وصف مین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہان تنگ کمر بال ہوگئی

ملتے نہین ہو سکہ داغ جنون ہمین
اے عشق بند کیا تری ٹکسال ہوگئی

دل مل گئے وصال کے سودا ٹھہر گیا
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہوگئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہوگئی

راتون کو چھپ کے آنے لگا ہے وہ مہروش
ہر شام صبح غرۂ شوال ہوگئی

پایا نہ اوس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہوگئی

آیا تھا سوے حشر مین تفریح کے لیے
یان تو شروع پرسش اعمال ہوگئی

ساقی ہے دخت رز حسینون کو خوش مزاج
کین اور گرمیان جو کہن سال ہوگئی

آرایش اوسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پاؤن مین خلخال ہوگئی

محفل مین کہہ رہی ہے انا الحق پکار کے
منصور کی زبان تری چھنال ہوگئی

کرتے ہین نالے فرقت زلف سیاہ مین
یہ کیا اکا ہمارے لیے کال ہوگئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی جو تھی امیر وہ فی الحال ہوگئی

چاہنا ہمکو تو اوسکا چاہیے
وہ ہمین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل سے جب بھولے تجھے کیا چاہیے
درد دل اوٹھا اٹھنا چاہیے

کان جب آواز سنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اور ادعاے سوز عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کہتا ہے سنکر شور حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنے کا جب اُنسے خواب مین
خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے

حرص دنیا کا بہت قصہ ہے طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہے اونکا حسن
شرم کہتی ہے کہ پردا چاہیے

امتحان ہے دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

دوست میرا ابھی رہا ہے غیر سے
جان کو دشمن سے کے رویا چاہیے

خشک لب ہین صورت دریا تو ہون
وسعت دل مثل دریا چاہیے

ترک لذت بھی نہین لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی دیکھا چاہیے

یون وہ بوسے بینے جب اونسے کہا
چاہنے والون کو چاہا چاہیے

تم نے چاہا جبکو مین نے غیر کو
اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہے مزاج دوستکا بہت نازک امیر
ضبط اظہار تمنا چاہیے

مشکل آسان ہوئی تیرے گنہگاروں کی
نیت منھ موڑ گئی بارہا بھی تلواروں کی

ہچکیون کی ملک الموت نے جھٹلائی نہ ذرا اک
موت کے گھر مین ہے وہ صورت ترے بیماروں کی

کر نہ انکار مرے خون سے امیر نگین
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے میخواروں کی

یار سر پھوڑ کے مین چار گھڑی روتی ہین
مجلس ارنشہ نہین ہجر آ کے میخواروں کی

اک ذرا پانون اوٹھانے ہو اے توسن عمر
مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یاروں کی

کھول کر بال جو آتے ہین وہ زندان کی طرف
کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتاروں کی

دم نکلنے پہ بھی اون ابروؤنکا دھیان رہا
قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلواروں کی

دل شکستہ ہو تو یہ تو عجب کیا زاہد
ہے نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخواروں کی

سب کو پاس اپنونکا ہوتا ہے یہ ہے عقدہ کا احکم
بیگنا ہون سے صفت آگے ہے گنہگاروں کی

پیچھے پر طائرون کو دیتا ہے صیاد قفس
قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقاروں کی

حزن گرفتہ ہون مین ایسا مری سنکر آمد / ڈاک بٹھلائی ہے قاتل نے خبردارون کی

آسے کیسی ہی کڑی آن نہین کرتے عاشق / قید آوازہ بھی ہو اونکی گرفتارون کی

مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جاناں مین گیا / سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارون کی

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اڑا دیتی ہے / بھینی بھینی مہک اے یار ترے ہارون کی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر / شعر گوئی نہین خاطر سے فقط یارون کی

سیر منظور ہی اوس ماہ کو بازارون کی / اب چمک جائیگی تقدیر خریدارون کی

حد نہین کچھ مری یوسف کی خریدارون کی / پھونک دے شہر نہ گرمی کہین بازارون کی

آنکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے تہی / شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارون کی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا / مینہ وہان تیرون کا بوچھار ہے تلوارون کی

ہون وہ دیوانہ کہ گیسو کہ گریبان کی عوض / چوٹیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارون کی

گھر سے تو کھینچ کے شمشیر نکل تو قاتل / بجلیان چھٹ جائینگی دم بھر مین گنہگارون کی

سر کنارون کی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت / ڈولیان ہین یہ ترے خال کے بیمارون کی

دفعتہ پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ / جا رہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارون کی

مر گئے ہم تو بنا آئینہ خانے مین مزار / دل سے الفت نہ گئی آئینہ رخسارون کی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے / ساتھ عیدی کے اوسے فرد گنہگارون کی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی ہے / تلخ ہو زیست نہ کس طرح نمکخوارون کی

داور حشر سے محشر مین کہینگے میخوار / یہی تکرار ہی رہ جاتی ہے گنہگارون کی

ایسے زندان محبت مین ہین جو کی سیر / کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارون کی

چٹکیان لیتے ہین کلیجے مین کہ دل چیخ اوٹھا / دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین وہ یارون کی

گر گئی آپ مری لاش تہ خاک امیر

مرکے تکلیف گوارا نہوئی یارون کی

میں رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی خیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

بس شباب ہے کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب میں سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہے اب آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مر کے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کی
زمین گور نہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نہ کر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہے تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار
پھر اس طرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچہ قاتل کو مر کے کھیل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہو گیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہے چھلکی محفل کی محفل ایک ساغر سے

پڑا ہے داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون نہون اغیار میری آہ کے سنگر سے
شیاطین بھاگتے ہین نعرہ اللہ اکبر سے

چمن میں بلبلے یہ گلرو نئی چالیں دکھاتے ہیں
گلوں سے تن کے چلتے ہیں اکڑتے ہیں صنوبر سے

یہ روز و شب نہیں کٹتے ہیں غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہے ہر روز اک ورق تیرے دفتر سے

ہٹا کر روبرو مجھکو جو دیکھا اوسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

جواب خط نہ اسنے دو دنوں آخر روز حشر آیا
الٰہی اب لڑوں قاصد سے یا جھگڑوں کبوتر سے

حسین کہتے ہیں سر میں دلکو پا کر اپنے مجمع میں
نکل کر اب کہاں جاتا ہے یہ تنہا لشکر سے

نہایت الفت جاہ و فن میں دل پریشان ہے
کنوئیں میں گر پڑا ہے ہوکے اب گویا شناور سے

ہوا ہوں طالب دنیا تو دنیا رنگ پر آئی
کیے ہیں اس دلہن نے لال کپڑے خون شوہر سے

نہیں حاجت روا ہم جنس ہم جنسونکے دنیا میں
پتنگوں کی بجھی ہے پیاس کسدن آب گوہر سے

رہا بیتاب حرص زر میں یہ سیماب کی صورت
بناؤ تختۂ قبر ہوس مس کی چادر سے

چمن میں اب زیر سایۂ انگور بیٹھا ہوں
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتے تھے خم کے خم کبھی جلسے میں مستونکے
وہی ہم ہیں کہ پھر جاتا ہے سر اک دور ساغر سے

غبار جہل اڑا دیتا ہے فیض صحبت کامل
شعاع مہر تابان کم نہیں سایے کو شہپر سے

جزا اسے خیر دے اللہ میرا میرے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آب خنجر سے

یہ ایما کیسے شہباز نظر کا تھا کہ رستے میں
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر بازو کبوتر سے

امیر اک قطرۂ آنسو کا گراں ہے مجھے مژگان پہ
گرہ رشتے کی سوزن کی لیے بڑھکر ہے لنگر سے

ہوئے ہیں بند پر نور آنکھیں جلوۂ رخسار دلبر سے
ہمارا طالع خوابیدہ جب نکلا شور محشر سے

چھلکا دی بادہ خوارونکو شراب تیغ ابرو سے
مٹا دے ساقیا دوران سر کو دور ساغر سے

تڑپ جیب نکل چلتا ہوں میں کوئے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہیں آپس میں تیغیں چشم جوہر سے

ندامت سے عبث یہ ناہدان خشک تر ہیں
چھپیگی رو سیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

جواب خط نہیں آیا ہے پیغام اجل آیا
لکھا تعویذ دینے قبر کا خون کبوتر سے

پلادے بادۂ ہمکو تجلی اتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی تو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

دل کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا
بہ رنگ اشک گرتا آئینہ چشم سکندر سے

دُرِ گوش صنم کے وصف مین لازم طہارت ہے
تیمم کیجیے گرد یتیمی لیکے گوہر سے

چہ پیرو دار کی حاجت ہو کیا نگسیہ پر ییہ کو
شکست خاطر اس طایر کے حق مین کم نہین پر سے

وہ منصف ہون جو خال رخ جانان کا طالب ہے
مگس کا شہد سے منہ پھیر دیا مور کا شکر سے

کیا قمری کو صیاد ازل نے سرو کا قیدی
شکارا اوڑتے ہوئے طایر کا کھیلا تیر بے پر سے

مین وہ دیوانۂ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین
لپٹ جاتا ہون سایہ عوض کے بار صنوبر سے

تری تیغ نگہ کا جب دم ایجاد دھیان آیا
سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو دارون ہو تو کام آتی ہے کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیاگر سے

جواب نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر وسے
کہ مقراض نسیہ کی خامہ نے منقار کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمہاری
کانٹون مین بھی ہو گی خو تمہاری

اس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہو آرزو تمہاری

دودن مین گلو سیاہ کیا کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمہاری

چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل
بو دے گئی گفتگو تمہاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہے
اتنی ہے اجل مین خو تمہاری

گردش سے ہے مہر ومہ کے ثابت
انکو بھی ہے جستجو تمہاری

آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا
اشکو نے ہے آبرو تمہاری

لو سر دو ہوا مین نیم بسمل
پوری ہوئی آرزو تمہاری

سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہے کاکل مشکبو تمہاری

تمنا نہ پھر و اسیر شب کو

ہے نگاہ میں ہر عہد و مقاربھی

جو ہی بہار آسکو خزان کا خطر بھی ہے
ای باغبان نسبت کی تجکو خبر بھی ہے

کا یک ہون خاک جوہریون کو نظر بھی ہے
یہ اشک خون تو لعل بھی ہوا ور گہر بھی ہے

سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا
ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے

محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ
ہمراہ زخم دل بھی ہے داغ جگر بھی ہے

کونین مین ہر جلوۂ حسن و جمال دوست
ہر ایک روشنی کا ادھر بھی ادھر بھی ہے

کیا یہ بھی تیری الفت عارض مین ہو مریض
تپ بھی ہے آفتاب کو دوران سر بھی ہے

کیا فایدہ کرین جو رفوگر سے التجا
صد چاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہے

فرقت کی شب مین کوئی چپکتا نہین ہو پاس
اس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے

صد چاک ہو جو دل تو جگر دا غدار ہے
دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہوا امیر
داخل ہوا مکان مین یہ صد بشر بھی ہو

عمر رواں کو جان کوئی موج آب کی
تار نفس نگاہ ہے چشم حباب کی

نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی
اللہ شام بھی ہوئی روز حساب کی

مین وہ سیاہکار ہون جب ہوا ہون فنا
چلاتی ہے زمین مری مٹی خراب کی

امیدوار بارش ابر کرم ہین ہم
بجلی گرائیے نہ نگاہ عتاب کی

اللہ رے قدر میرے گناہون کی روز حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سوجا نہین ہون تو تیغ تیری فدا کرون
کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

باندھی ہے سر پہ مری گردون نے کیا ہوا
نکلی ہے برق اوڑھکے کملی سحاب کی

مصروف یاد دوست ہون اے منکر و نکیر
پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی

ڈرتے نہین ہو ساقی کو ترسے واعظو
منبر پہ بیٹھکر یہ مذمت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اور آمر چلے
کھنچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

چلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار
کشتی میں جان رہتی ہے ہر دم حباب کی

ایک ایک حل ہے عارض جانان کا لاجواب
قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی

تفسیر ہے جو عارض جانان پہ ہے نقاب
کرتی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی

ان غافلون سے غفلت دل اپنی کیا کہین
مردے تو دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ رشک ماہ منہ سے لگاتا نہین امیر
مٹی خراب ہے قدح آفتاب کی

چمکی یہ روئے یار سے قسمت نقاب کی
جالے سے چھن رہی ہے کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہین وہ حسن شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھولی کدورتون نے ہماری صفائے دل
اس آئینے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے کیے ہین پینے کو خط جبین اوٹھا
ایسی ہوئی خوشی مجھے خط کی جواب مین

کیف ہوائے وادی وحشت سے مست ہون
آہو کی شاخ مجھکو نلی ہے شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ گئی کبھی ہم سے رات بھر
اب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی

پہلے وہ چاندنی مین چھپے جب عرق عرق
گرمی ہے ماہتاب مین بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحر حسن
دریا اچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہے اپنی روسیہ کتابی کا کھینچ دو
ہر سطر نقل و اصل ہے اس کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کس کی موج اشک
چادر بچھا رہی ہے جو ہر موج آب کی

اندازے سے جو باقی ہے باہر مرے گناہ
تو ذرا بتا تولتی ہے ترازو حساب کی

کیا قہر ہے کہ روز قیامت ہوا تمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے
قرآن مین تو طہور صفت ہے شراب کی

گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح مست
ساقی گلابیان ہین کہ قلمین گلاب کی

شہرت اگر نہ مری کی ہو اس نام سے امیر
دنیا میں آبرو نہ رہی آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
تھا لب دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی

کیا قہر ہے کہ چھوڑ کے بھٹی شراب کی
بھیجا بہشت میں مری مٹی خراب کی

موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برق جمال سے بھی
اک تہ اوتر گئی تھی تمھارے نقاب کی

مے پیجیے تو طارم انگور کے تلے
تاروں کی چھاؤں میں ہو بہار آفتاب کی

انسان کا دل تلاطم الفت صد آفرین
دیکھو بساط کیا ہے غریب اک حباب کی

کس شہسوار حسن کا ہے اسکو انتظار
اب تک کھلی ہوئی ہیں جو آنکھیں رکاب کی

آواز صور حشر کے میں کیوں اوٹھ کھڑا ہوا
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی

نقاش کیا تمام مرقع سے لے رو دیا
تصویر دیکھ کر مری چشم پر آب کی

دنیا ہی میں سزا مجھے غفلت کی ہو گئی
تعبیر خواب ہی میں ملی مجھکو خواب کی

اللہ رے جوش شرم معاصی کا بعد مرگ
چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی

تا سب پہ شان عفو نمایاں ہو روز حشر
چن لی ہے اوسنے فرد ہمارے حساب کی

ساقی کا دل ضرور مکدر ہے کچھ نہ کچھ
تلچھٹ ہوئی ہے ہمکو عنایت شراب کی

غم میں بشر ہو کیوں نہ بشر کا شریک حال
تڑپا ہے جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی

احسان سر پہ ناخن شمشیر یار کا
کیا دل سے کھولدی ہے گرہ پیچ و تاب کی

دیکھو تو اتحاد ذرا حسن و عشق کا
بلبل کے آنسوؤں میں ہے خوشبو گلاب کی

ان غافلوں سے غفلت دل کیا کہیں امیر
مردے نہ دے سکیں کبھی تعبیر خواب کی

وہ چاٹ دوں کرے نہ مذمت شراب کی
واعظ کے منہ پہ مہر لگا دوں کباب کی

پردہ چمک ہے اوسکے رخ بے حجاب کی
حاجت ہے کیا نقاب پر اوسکو نقاب کی

ساقی مین رندو دیکھ کے دوزخ کو روز حشر — سمجھا کہ گرم ہے کوئی بھٹی شراب کی
کیا بحساب حشر مین چھوٹین گنہگار — باری جو پہلے آئی ہمارے حساب کی
گریان وہ ہون کہ جیب مری تربت پہ آگیا — چادر پہ چڑھائی ابر نے رو رو کے آب کی
قالب مین روح بند فرشتون سے لینے کی بحث — بیٹھا یہ وہ غریب کی مٹی خراب کی
محرم عرق مین ڈوب کے آب روان بنی — دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی
خواہش بجھاے نشئے سے سوز دل کی ہے — ساقی شراب دے مجھے اشک کباب کی
حیران ہین جاکے اہل عدم سے کہینگے کیا — جی بھر کے سیر کی نہ جہان خراب کی
مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جدا — قاتل ہر ایک تیغ ہے موج اضطراب کی
کتنا دنی ہے چرخ جو مہمان ہوئے مسیح — دی ایک نان خشک اور ٹکیا آفتاب کی
دکھلا رہی ہے دختر رز رنگ برق طور — چوٹی ہے طور کی مجھے بوتل شراب کی
دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب — ہر موج موج چاک گریبان سراب کی
فرقت مین ہے یقین کہ شب زندگی ہو صبح — پیدا ہے درد دل مین چمک آفتاب کی
اوس بت پہ عاقبت دل ناصح بھی آگیا — اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلا ہی ہے بوے کباب اسیر
رہ رہ کے موجین آتی ہین مجھکو شراب کی

حالت لکھی ہے رو کے اسے اضطراب کی — سطرین کہ پیچ و تاب مین موجین ہین آب کی
آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی — مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی
نیچی نگاہیان ہین طرفہ سرخی ہے نقاب کی — سرخی شفق کی ہے تو چمک آفتاب کی
تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر — گھوڑے سے اوترو آنکھ بچا کر رکاب کی
رندوار جاتے ہین جسے آفتاب حشر — تصویر ہے وہ دختر رز کی شباب کی
وہ بدنصیب ہون کبھی جاؤن جو مین اودھر — اُڑ جاے میکدے سے ہر اک بط شراب کی

لخت دل برشتہ نکلتے ہین جگر کے ساتھ
ہر دم آہ سیخ ہے گویا کباب کی

ساقی وہ ہمکو موسم گل مین شراب دے
خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگت شباب کی

دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

وہ بے نشان ہین ہم کہ فرشتون کو روز حشر
ڈھونڈھے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

وقت شنا نزاکت جانان کو دیکھنا
موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی

عاشق پسند کیون نکرین زہر چشم یار
میکش کو خوشگوار ہی تلخی شراب کی

طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہے ذائقہ
ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی

رکھو کمر پہ دست حنائی نہ رقص مین
اس مو کو احتیاج نہین کچھ خضاب کی

اوٹھا اوٹھکے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق مین
پیرے غبار نے مری مٹی خراب کی

وہ مست بیخبر ہے نہ سمجھیگا واعظو
کہیے امیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش مین آسکا روزن دیوار بند ہو
کیا آنکھین کھولیے رہ دیدار بند ہے

خلقت کو ہے یہ اسکے نظارہ کا اشتیاق
کھڑکی ابھی کھلی نہین بازار بند ہے

رستم کا منہ ہے یہ کہ دم جنگ منہ چڑھے
لاکھون پہ بھی نہین تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو وا ہے وہین جا رہینگے ہم
کچھ غم نہین اگر در خمار بند ہے

خوش چشم چلتے ہین وہ تجھے دیکھکر ہین غش
گلشن مین چشم نرگس بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہین کوئی تری حضور
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے
سوتا ہے باغبان در گلزار بند ہے

چپ لگ گئی ہے تیرے لب لعل کی حضور
مانند غنچہ لال کی منقار بند ہے

یارب جہان مین عید ہو جاوے مہ صیام
مدت سے میفروش کا دربار بند ہے

سبحہ لیے تھا ہاتھ مین امی بت جو کل تلک
وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہے

ارشاد جو ہوا تمھاری زبان سے دم نخست
بندہ اوسی کا آج تلک کار بند ہے

اور وںکا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور
عیسیٰ کا ناطقہ دم گفتار بند ہے

اظہار خط ہوا اوس رخ گلرنگ پہ امیر
یا گل کے گرد باغ میں یہ خار بند ہے

سے درجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی

سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد سر
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی

پوچھو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اوس مکان کی بنا سے بگڑ گئی

جا کر مسیح اور مریضوں کو دیں شفا
اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی

کیسا فتور چار عناصر میں پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی

اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی

سامع خدا ہے قصہ موسیٰ دلیل ہے
اچھوں کی بھی بڑوں کی دعا سے بگڑ گئی

کچھ دل کا حال گرد کدورت میں خوب تھا
اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی

ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہیں
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی

حاضر ہیں دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہد ہد سے بنگئی جو ہما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لب ساقی ہیں اے امیر
بگڑی جو دخت رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب آنکے گنہگار لے چکے
دو بھر قتل میان سے تلوار لے چکے

جسطرح ہوگا نازبتوں کے اوٹھائینگے
ذمے میں اپنے ہم تو یہ بیگار لیچکے

دھمکا رہی ہے گرمی بازار حشر کیا
ایسے حرارے تو ترے بیمار لیچکے

ہم ٹہرے چلے جو وصل میں بولے وہ ناز سے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لیچکے

طاؤس و کبک خاک اڑائینگے اونکی چال
ٹھوکر ہزار جا دم رفتار لیچکے

دیکھیے کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیان فارمین سبزوار لیجیے

مجھ سے جو کوسے یار مین دربان نے نہین کہا
آگے چڑھ کے دم نہین دیوار لیجیے

وہ حسن اب کہان کہ ہوا آشکار خط
رخ کی بلائین گیسوے عنبر دار لیجیے

بس لب یار زبان رکی ہوا آشنا پڑھ چلے
ہم چھپ رہین آپ وہ دن کی سو بار لیجیے

ملتی نہین ہے نقد دو عالم پہ بیش وصل
تہمت یہ سچ تو ہو مول خریدار لیجیے

پروا سے جسم کیا ہے ... گھر سے آئیے
خنجر وہ پان سا ... لیجیے

اہل جہان کو بہتر آرام ہے نصیب
کروٹ کہین نہ ہائے خدا ... لیجیے

کیا ہاتھ آئے اہل ہوس کو ہشتک لطف
سودا یہ جان دے کے خریدار لیجیے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم عشق پہ بھی بیکے عزادار لیجیے

کب تک کٹے امیر پریشانیون مین عمر
بل کی کہین نہ طرہ طرار لیجیے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے
آنکھ بھی شکل دہن ہم سے چھپا رکھی ہے

کہ پیچ شمشیر ادا میان مین کیا رکھی ہے
یہ بھی کیا گھات ہے قاتل نے چھپا رکھی ہے

سجدے کو بیٹھ کے مسجد مین نہ کر امر دا غلط
ایسی شے ہے کہ قیامت یہ اٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا سجدہ مین مجنون نے اڑا رکھی ہے

بزم مے مین جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال
یہ ادا کس کے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے

سامنے کر کے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھاتے ہین کمر کو نہ دہن کو یہ عجب
ایسی جو چیز تھی وہ آپ اڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت مین کمی کر اے دل
اب یہ کس دن کے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے

نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر
مین یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھ سے بولے / یہ وہی بات ہے جسکے تئیں تیار رکھی ہے

جلکے رہ جائے اُسے پھر تہ مین مگر جوش اڑون / مختصر بات ہے ناصح نے بڑھا رکھی ہے

نزع مین آؤ تو اوسکو بھی تصدق کرون / جان اک سد رمق جسنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے کرے ہمنے امیر
گردن عجز تہ تیغ رضا رکھی ہے

کیا دور ہے یہ اوسکے جمال و جلال سے / چیتے سے چھین لی کمر آنکھین غزال سے

ڈالی سپر نجوم نے اس تیغ کی ہلال سے / ابرو سے زیر ہوکے شمشیر چھینا ہلال سے

واقف ہون اہل زیب جو اپنے آل سے / سر سے بھی پھر گئے ہین تو گرد ملال سے

بوسہ نکس حسین کا ملا باغ حسن مین / ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے روزگار / آئینہ شہر مین ہے ہجوم مثال سے

کیفیت حسن پر کی تصور سے ہوش اُڑین / ہوتا ہے مست کب کوئی مے کے خیال سے

سمجھا ہین ہین گوشۂ ابرو سے ہوکے صید / ذرا فلک نے تیر کمان ہلال سے

بندون کو چشم شوق بتون کو دیا جمال / واقف ہو کون مصلحت ذو الجلال سے

کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ / گل تکیے بنکے چھپ گئے کیا تیری گال سے

سنبل نظر پڑا شکوئی گل نظر پڑا / خوشبو مین بڑھ گئے زلف سے نگہت مین گال سے

صیاد مین تو طایر رفعت پسند ہون / لٹکا مرے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچے جو دنیا کی ہے طمع / ہاتھ آئے مال پر جو گرا دین تال سے

غمگین جو مین ہوا تو ہوا او مکاسات دل / چمکایا آئینہ مرے گرد ملال سے

دکھلا کے آنکھ دل نہین مجھ مست کا لیا / تجھے شکار شیر تو کھیلا غزال سے

چاہ ذقن مین دل ہی مین تھا فل ہزار حیف / یعقوب کو خبر نہین یوسف کے حال سے

دونون جہان مین ہر قیامت کا سامنا / اللہ کے جلال بتون کے جمال سے

مردے پہ میرے آکے نکالا غبار دل
اٹھی وہ دیکھ کے مجھے گرد ملال سے

تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے
کیا فایدہ کسی کو کسی کے کمال سے

مین کیا ہون کٹ رہی ہے قضا مارے شرم کے
چلتی ہے تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے
اپنے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگیے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گون ہے سان پر لگی ہوئی
دل کی بجھیگی آنچ سقر پر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہے یقین
فرد حساب ہے سر دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی جیسا کمان راہ عشق مین
قدمون سے میرے رہتی ہے ٹھوکر لگی ہوئی

گھر سے مین اوسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز
چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہے سینہ بہتے ہین آنکھون سے اپنے اشک
باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہے دل سے رخ آتشین کا دھیان
لو آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ رے دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق
ہے اسکو ٹکٹکی تہ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے
آنسو روان ہین ناک ہے منھ پر لگی ہوئی

غم سے لقا سے دل ہے تو دل سے لقا ہے غم
دونون طرف ہے شعلہ برابر لگی ہوئی

دیکھو جو حسن چہرۂ صیاد آئینہ
مٹی ہے مثل سد سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خم سپہر گرا جام آفتاب
یان ہے اسی شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہے راستی مزاج مین کہتا ہے صاف صاف
رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اسکے رخ و چشم کا ہے عکس
نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اک دن تو کیجیے مرے آنسو کو زیب گوش
تو ہے اسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ مہر کے
یان آنکھ چھت سے رہتی ہے شب بھر لگی ہوئی

عالم ہی کیا شراب کا مینا سے صاف میں
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے تہ خنجر لگی ہوئی

آب خضر پلا دے سکندر کو اے امیر
ہر سعی میں ہے شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھیں کب آسکے گھر میں ہمارے وہ ماہ رو
آنکھیں ہیں شام سے طرف در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی نہیں لیتا کبھی اُسے
رٹ تیری نام کی ہے برابر لگی ہوئی

خط لیکے میرا کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضا سے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہے صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہے جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہے خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہے نزع میں جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو مستوں پہ آئینہ
ہے دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار رہتے ہیں پر جدا ہیں ہم
ہے بیچ میں قنات سراسر لگی ہوئی

دور فلک سے اونکو نہیں ہو رہا نصیب
جنکے لیے تھی مسند زر لگی ہوئی

ورنہ سخن سے معنی رنگیں کو کیا غرض
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کونین میں بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہے سان پر دو تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قد یار کے لکھتا ہے یہ بلند
کیا ہے قلم میں شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش میں ساتھ غیر کے پیتے ہیں وہ شراب
اشکوں کی یاں جھڑی ہے برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہیں ہیں تو سمجھے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

غیروں پر آب خنجر قاتل سبیل ہے
ہے ہمکو پیاس وائے مقدر لگی ہوئی

اے ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کی تو بسملوں سے کبھی پر لگی ہوئی

ساقی کہاں پیاس سے جلتا ہے یاں جگر
لا جلد برف میں مے احمر لگی ہوئی

جائیگا سوئے زلف دل اک دن ضرور امیر
ظلمت کی دھن ہے مثل سکندر لگی ہوئی

خوش خرامی پہ جو اس بت کی طبیعت آئی
چال اُڑانے کو دبے پاؤں قیامت آئی

اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

اے اجل باندھ کمر وقت ترا آپہونچا
دن ڈھلا دیکھ وہ شام شب فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہیں کیا ہمکو خبر
کب پھونکا صور کب اے یار قیامت آئی

دل پرسوز کا نوحہ جو ہیں پڑھتے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم میں رقت آئی

تیغ قاتل سے تھی امید بڑی وائے نصیب
وہ بھی منہ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھ اپنے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے جھنجھلا کے ہٹو شاید تری شامت آئی

حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

تھی تو کچھ دل میں کھٹک درد کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

الفت ساقی کوثر کی اگر آ گئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلید در جنت آئی

میہمان سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حیرت آئی

ذرے عکس رخ روشن سے بنے ریزہ ریزہ
خود بدولت در سے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرہ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حسن طبیعت آئی

ہو نہ وہ مایوس کہ دنیا سے جو اٹھا ہیں امیر
گور تک پیٹتی روتی پیچھے حسرت آئی

نگہ ناز کام کرتی ہے
دم میں تیر کی تمام کرتی ہے

آ کے محفل میں دخت رز شب بھر
نیند سب کی حرام کرتی ہے

ٹھہرے ہیں دل میں میرے یوں غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے

جانتا ہوں وہ بے دہن ہیں مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

بد بلا ہے تری سیاہی خط
صبح عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اوٹھا کے دیکھو آنکھ
دختر رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آئینگے میری میت پر
خلق جو ازدحام کرتی ہے

ڈر سکے میری شب جدائی سے
کالکا رام رام کرتی ہے

اوسکے کوچے مین روح خوابیدہ
سیر دار السلام کرتی ہے

چلتی ہے جس جگہ کہ تیغ اوسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ
چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اوسکی مٹا مٹا کے مجھے
اے اسیر اپنا نام کرتی ہے

بہار آئی عجب حالت ہے ان روزون مرے دلکی
چمن مین چہکیان لیتی ہین منقارین عنادل کی

سفر مین مجھ سے کہتی ہے کشش ہر دم مرے دل کی
کہ رہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی

جہان سے اوٹھ گئی تو اوٹھ گئی ہم کچھ نہین پروا
غضب ہے گرکہ گردن اوٹھ نہین سکتی ہے قاتل کی

نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے
نگاہ حسرت آلودہ نہین دیکھی ہے بسمل کی

کبھا دیکھے تو وہ کیونکر نہین آتے ہین گھر میرے
اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی

گریبان پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلیے
جنون انگیز پھر آتی ہین آوازین عنادل کی

غرور حسن تمکو ہے کمال عشق مجکو ہے
کہو تم میرے دل کی یا مین کہدون آپکے دلکی

مجھے محسن سے آیا تھا نادان ادعا کرنے
سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کے واسطے لا کشتی مے جلد اے ساقی
غرض ہے شور رہا ہے کچھ ہوا ہے سمت ساحل کی

کسی کو وہ نہین پہچانتا ہے کون اے غربت
شناسائی ہے کچھ ان راستے والون مین منزل کی

چھپایا ہے شہر ملکر تمہارے خون کی مہندی
عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

خوشا دیوانگان راہ الفت خوب سوجھے ہے
بیابان کی مصیبت مین پڑی ہے جان عاقل کی

یہ تیری زلف کا عقدہ نہیں وا ہو جو شانے سے
ارے ناداں بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی

تامل سے جو دیکھا برگہاے غنچۂ گل کو
نظر میں پھر گئیں سب صحبتیں یاران یکدل کی

کلیجا منہ کو آجاتا ہے دل پہروں تڑپتا ہے
مرے درد جگر میں بھی چمک ہے تیغ قاتل کی

جہاں بدلا مزاج اس ترک کا چین پڑنے لگی تیوری
ذرا قاتل کھنچا کھنچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل اے امیر الفت کی بازی جان لیتی ہے
کہے رکھتے ہیں ہم اچھی نہیں ہے دل لگی دل کی

بہے سجدے میں جلد یارب لاش بسمل کی
کہ ابرو کی مچھلیاں ہیں جوہر شمشیر قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی
نگاہ قیس میں لیلیٰ سے آرایش ہے محمل کی

بسی گور غریباں جس کسی کا گھر ہوا ویراں
مسافر پڑ کے سوئے جاگ اٹھی تقدیر منزل کی

جہاں رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہیں دیتا
تڑپنے کا مزا کھوتی ہے جلدی تیز قاتل کی

جناب عشق سے فریاد ہے برباد ہوتا ہوں
لٹا جاتا ہوں میں بیکس ہوئی شادی عنادل کی

تری پلکوں کی فوجیں دیکھ کر ٹھہرا دل عاشق
سپہداں صفوں کا ہے سپاہی شام منزل کی

دہان یار کے آگے سکوت غنچہ زیبا ہے
خموشی چاہیے ناداں کو صحبت میں عاقل کی

نہال عشق کو رو رو کے ہم سرسبز کرتے ہیں
نہیں آنکھیں یہ دو نہریں ہیں اپنے گلشن دل کی

فلاطوں خم میں بیٹھا ہے شراب مرگ پینے کو
نہیں حکمت سے خالی بات کوئی مرد عاقل کی

وہ لاغر ہوں جوانی میں نہیں ہیں گرم آہیں
شب تاریک میں ٹھنڈی ہیں شمعیں خانۂ دل کی

حسیناں جہاں رہتے ہیں جہاں عکس کی صورت
بنا ہے خشت آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

یہی دریا بہانے ماحصل کشت محبت ہیں
نہیں اشک مسلسل بالیاں ہیں خرمن دل کی

کسی کا ساتھ کب دیتا ہے کوئی بیقراری میں
تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

جو نظروں میں سمایا ہو گیا عشاق کا مہماں
جنھیں کہتے ہیں آنکھیں کھڑکیاں ہیں خانۂ دل کی

مری کشتی جو تنگ سمجھا اس بحر حوادث میں
کنارے تک اگر پہنچی تو ٹکر کھا کے ساحل کی

ازل سے ہے مآل کار بیغرض ناکامی | کف دریا کی قسمت میں لکھی ہے موج ساحل کی

امیر آنکلیگا روز عید قربان گاہ میں قاتل
سپیدی چاہیے دیوار و در پر چشم بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہیں دیکھی ہے بسمل کی
الٰہی خنجر ابھی سے فق ہے رنگت میرے قاتل کی

مٹا سکتی نہیں مژگان تر کلفت مرے دل کی
نہ چھاڑی گرد دست موج نے دامان ساحل کی

تڑپ جاتا ہے دل اہل کرم کا جوش میں آکر
چمکتی ہے جو بجلی شعلۂ آہ دل بلبل کی

غبار دہر سے کیا آشنائی بحر عرفاں کو
پڑی کب دیدۂ ماہی میں اڑ کر گرد ساحل کی

کف سائل نہیں ہے کشتی دریائی بے آبی
اوسی دریا کی موجیں ہیں لکیریں ہیں ساحل کی

خیال نیستی ہے ہر قدم تھا دشت ہستی میں
مٹا جو نقش پا مجھکو بتا دے راہ منزل کی

وہ عاشق ہیں کیا عجب سونے کا اندھیرے میں
چکور دن سے شمعی سینے کو اپنی ماہ کامل کی

سفینے ہم کے کیونکر نہ ڈوبیں ایسے طوفان میں
جھڑی ہے رات دن باران ابر تیغ قاتل کی

وہ پیاسا ہوں تلاطم آب میں جس دن چلا جاؤں
کرے ریگ رواں دریا کو اڑ کر گرد ساحل کی

وہ مشتاق شہادت ہوں جو اچھے زخم بھی کھاؤں
نہ چھوڑی چاندنی مجھکو مہ رخسار قاتل کی

غلافی سے یہ وقت دفن دی ہر رنگ کی مٹی
کہ میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کوسوں دشمن روبہ منش بھاگے
کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیر قاتل کی

سماں ہو گیا تغیر آگیا اعضا میں پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی

جو ہم سا رند ہوتا کیوں پڑتیں یہ تسبیحیں
ادھر تھا میں اپنے ہاتھوں شیخ نے گر دیا سلاسل کی

ازل سے ہم جو ادنی زہرہ تمثال سی امیر الفت
ہمیں دل میں کیا مٹی تھی چاہ بابل کی

شکوہ جو کیا دشمن کا تلوار نکالی
خوب ارمان دل بیمار نکالی

جب کچھ نہ بنا مجھسے میں آنکھیں ہیں دکھلائیں
قاتل نے کہاں حسرت دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہی اے ترک مین کیا / کیون لاش ہماری سر بازار نکالی
کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو / غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی
صیاد کا رخ دیکھ لیا جا کے قفس سے / یہ ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی
ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو پہونچے / ہر بات مین اک تہ دم گفتار نکالی
کہتے ہین اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون / اُف ہمنے نہ منھ سے کبھی زنہار نکالی
سنگھی ملک الموت نے بوئے گل وحدت / منصور کی جب روح سر دار نکالی
قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے / خالی گئی جب وار تو تلوار نکالی
مین نزع مین عیسی کو مری شکوۂ تقصیر / کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہے جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے / خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے
بل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پرفن ڈالے / ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے
کیا کرین طالب دیدار حیا کا شکوہ / پردے آنکھون پہ جب اسکا رخ روشن ڈالے
سارا پردہ ہے دوئی کا جو یہ پردہ اٹھ جائے / گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے
قابل دید ہے وہ عارض و چشم و مژگان / حورین بیٹھی ہوئی ہین خانہ مین چلمن ڈالے
جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے / ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے
آبرو خاک ہوئے پر بھی نہ کی عاشق کی / چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے
رنگ اوس لعل سے بھی زیب ملتا ہے کہان / منھ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے
ٹوٹی برق سر طور پھرے چار طرف / تو اگر آنکھ سوے وادی ایمن ڈالے
اڑ چلے رقص مین پر ان کو پیدا ہو / اپنے کاندھے پہ دولٹ کر جو وہ دامن ڈالے
کشتے انداز کے کسطرح سے پامال نہون / قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخم نگہ ناز رفو ہوتے ہین / کہو دو ٹانکے یہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہین چھپتا ہی چھپائے سے امیر
کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے / تجھی پہ آنکھ ہیں اے رشک ماہ پڑتی ہے
وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہین / گدا پہ کب نظر بادشاہ پڑتی ہے
بلاے جان وہ عالم ہے جسکی برق جمال / اب اوسکے چہرے پہ اپنی نگاہ پڑتی ہے
بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر / کہ کشمکش مین وہ زلف سیاہ پڑتی ہے
وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین غش / بدن پہ آ کے اگر گرد راہ پڑتی ہے
ستا نہ خاطر مظلوم کو ڈرا اے ظالم / پڑی نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے
عجیب حال ہے کچھ کوچۂ محبت کی / بلا مین جان یہان بیگناہ پڑتی ہے
چمن کی سیر کو جاتی ہے روح اے صیاد / قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے
جنون مین وحشت سے بھی بھاگتا ہون مین کوسون / نظر جو صورت مردم گیاہ پڑتی ہے
پڑے ہین کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد / کنارے نہر کے جیسی سپاہ پڑتی ہے
کہین حنا کے وہ رخ دیکھکر نہ ہو ششدر / کڑی تو تم پہ بھی اے مہر و ماہ پڑتی ہے
وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پر / نہ گرد راہ نہ گرد نگاہ پڑتی ہے
پنہاتے ہین وہ غریبون کو بیگنہ زنجیر / ہزار پاؤن پہ زلف سیاہ پڑتی ہے
عجیب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر / کہ عقل شبہے مین بے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو امید رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ شدت ہے کہ رنگت فق ہے / زخم وہ دل مین ہے کاری کہ کلیجا شق ہے
عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہے / اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہے

سنگدل تیری جو فریاد کریں دیر میں ہم / بول اٹھیں بت بھی گواہی میں کہ حق بر حق ہے
شرم عصیاں سے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار / چشم قلزم عصیاں کے لیے زورق ہے
رشتہ آسا وہ ہوں لاغر غم عریانی میں / حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے
ذکر گنجینہ سے ہوتا نہیں کوئی منعم / زر جب تک نہ ہو اے شیخ عبث ہو حق ہے
ہوں میں دل سوختہ دنیا سے جدا دنیا سے / شمع سے جا کے فانوس میں کہاں ملصق ہے
کیوں نہ کانپے تری مژگاں کی چھری دل زار / خون سے جوہر شمشیر کا سینہ شق ہے
لب جاں بخش سے کی مردہ مرقد پہ کرو / حوض کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہے
زاہد و ساقی کوثر تجھیں کیوں دینگے شراب / دختر رز تو فقط بادہ کشوں کا حق ہے
حرف مقبولی آدم سے ڈرا ہی ابلیس / دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہے
عشق میں یار ہو کس طرح سے بیڑا دیکھیں / ہم شناور ہیں یہ قلزم بے زورق ہے

در مضمون مدح تحریر گشتہ بین از اسمیر
صدمت آسا رہے فاصلے کا کیا شق ہے

یہاں تک مجھکو ہنگام خوشی ہی آرزو غم کی / اٹھا رکھتا ہوں روز عید سے مجلس محرم کی
میں وہ زخمی و دست ہوں تجویز کی مرہم دوا کی / جو آیا منھ پہ بالی چھالا بیٹھی شغل ماتم کی
منا ہی کوچۂ محبوب میں ہی نالہ زخمی کی / نفس سے باندھ رہ وہ جیت کا سٹی ہے شغل ماتم کی
فقط ار ہو جیں جا دیکھتا ہوں دیکھتا ہوں / سلیماں آنکھ کیجھ شان ہے چو ہمت ہو اوکو ماتم کی
ترا غمزہ ہی وہ طرار جب گلشن میں آیا ہے / گلشن کی جیب کتری ذکر کہ نکالی ہے شبنم کی
خیال وحشت رنین آگیا ہی مجکو بخش ساقی / کھلیں آنکھیں اگر یاقوت ہو ادا بان ہیرم کی
ستا یا اسقدر ان مردم ابلیس خصلت نے / کہ دور کر آدمیت چھپ گی تربت ہو آدم کی
الٰہی ہے یہ لشکر کس سلیماں ہیر ہوا وحش کا / بلا چین لیتی ہیں پہ پاؤں ہوا ہے زاد چیونٹی کی
ہمارے ہی نالہ دل سے ہو گرم نالہ ہی بلبل / شنیدن کہیں گلستاں ہیر شاخ و ہے شغل ماتم کی

یقین ہے روز محشر تک ہے اولاد میں جھگڑا
ہماری خیر کی ہے دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہے پر فرق ہے اتنا
بہار اسمین ہے جنت کی ہوا اسمین جہنم کی

نہ لائے کوئی ہم تک حشر گیسوے پیچان کو
بچائینگے یہ غل محشر میں زنجیر میں جہنم کی

خدا جانے بھری ہیں دل نے گو رشک کیا کہکر
ہوا ہین آنکی ایسی نہین سنتے ہین مرہم کی

ڈری ہے رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعا سے نور چڑھکر اپنے اوپر شمع [illegible] کی

یہ شہرہ وحشت مجنون کا شت استخوان مجنون
شکل [illegible] ہوا ہو [illegible] کی

نہین ہے شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آ کر
کہ پٹی باندھ لی دامن کی آنکھوں [illegible]

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گل رعنا ہی آنکھون مین [illegible]

لا تماشہ تو پایا آرسی نے رنگ آرایش
چھپی افشان تو آئینے کی [illegible] اور [illegible]

جلا تا جاتا ہے کام ان خورشید رویونکا
[illegible] سورت آجاتی [illegible]

فراق یار مین ہون اسقدر [illegible] قاصد
[illegible]

اسیر اوس سرو رعنا کی کیا تعریف ہو مجھ سے
خدا کی شان ہے صورت ملک کی شکل آدم کی

سنال اسکو ہمیشہ کرتی ہے بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہے یا کوئی کلی ہے شکل ماتم کی

نہ ہو مین تجلی تجھ سے محبوب دو عالم کی
[illegible]

ادھر ہون عیش کی باتین کہانی ہو ادھر غم کی
[illegible] اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوا عشق [illegible] دل [illegible]
بھلا [illegible] کیا ہے اک بہشت [illegible]

چمن کیا جانیے ہر کس شہید ناز کی مجلس
کہ غنچے کے چٹکنے مین صدا ہے شیون ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی ہے عشق [illegible]
جلا جاتا ہے تن آنسو [illegible] جہنم کی

جلا [illegible] کا دل کیا ہماری [illegible]
[illegible] کو کچھ [illegible] ارمان [illegible]

نظارہ دو جہان کا چھوڑ دیا دل کا [illegible]
[illegible]

آ ادا سے رنگ غنچہ سیکھ لے گل کی روش اے دل
کر منہ سے کچھ نہ کہ کانون سے سنکر سارے عالم کی

ازل میں وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کہ آنکھیں آج تک کھلتی نہیں بادام توام کی

زمانے بھر کی ایذاؤن سے چھٹی مرکے ملتی ہے
لحد کہتے ہیں جسکو ہے وہ سرحد کشور غم کی

پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہے
نہیں وہ ابن آدم جو نہیں ہیں جیسے آدم کی

رہی سینہ سپر کیا کیا شعاع مہر تابان سے
کھنچیں سو برچھیان لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ پیچے گنہگاری کے اثر رہے ہیں ہچکیان کیسی
سنیت یہ حلق بسمل بانسلی ہے مطرب غم کی

ہوئی کس کس کو خجلت ایک میرے قتل ہوتے ہی
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی

تمہاری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہے
کہ چل کر دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی

دکھایا گرم و سرد دہر داغ و اشک نے مجھکو
کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہے ایذا اون کو شبنم کی

یہ شوق میکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے
ہوا کھانے کو روح آتی ہے اکثر حضرت جم کی

سوا خورشید رو ہونے کسی پر ہیں مائل ہوں
الٰہی دل مجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکست شیشۂ دل سے امیر آیا ہے غش مجھکو
چھڑک کر منہ سنگھا دے کوئی مٹی ساغر جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے
دیوانے کو ایک ہو بہت ہے

سوئی کی طرح جو ہو سند اداد
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہے

جاتے ہیں جو صبر و ہوش جائیں
مجکو اسے درد تو بہت ہے

مانند کلیم چپ رہ اے دل
یہ دور کی گفتگو بہت ہے

بے کیف ہو تو خم کے خم کم
ایسی ہو تو اک سبو بہت ہے

کیا وصل کی شب میں مشکلیں ہیں
فرصت کم آرزو بہت ہے

منظور ہے خون دل جو اے یاس
اتنے لیے آرزو بہت ہے

اے تشنۂ غم ہو لاکھ تن خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہے

چھیڑے وہ مژہ تو کیونکر روؤں — آنکھوں میں خلش کو مو بہت ہے
غنچے کی طرح چمن میں ساقی — اپنا ہی مجھے سبو بہت ہے

کیا غم ہے اسیر اگر نہیں مال
اس وقت میں آبرو بہت ہے

ہمراہ عبیر بادہ جو وہ تند خو پیے — ہم کیوں نہ جونک بنکے ہمارا لہو پیے
تسکین ہو ایک جام سے کیا اوسکو ساقیا — جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے
دہشت ذرا کسی کی ترے مست کو نہیں — قاضی کرے جو منع تو مے روبرو پیے
قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا — اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے
آئے جو میکدے میں کرے مست کیوں کمی — شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے
دیکھے وہ خط سبز جو سبزہ تو رشک سے — کیوں گھونٹ زہر کے نہ لب آبجو پیے

منظور چرخ ہے کہ اسیر سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

اسیر سے یار نہ چھوٹے کبھی دل شاد رہے — خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
نہ عزان زار میں بھی گر دل ناشاد رہے — یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے
ہوں نہ مقتول مرے قتل کی ایسی ہو خوشی — رقص میں تیغ رہے وجد میں جلاد رہے
پھر بہار آئی چلے سوئے چمن دیوانے — کہدو ہی باغ کے دروازہ پہ افتاد رہے
رشک ہے بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے — میں ستم کش نہ رہوں یہ ستم ایجاد رہے
ہم جو پہونچے تو لب گور سے آئی یہ صدا — آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے
آنکھیں مرجانے کو کہتی ہیں وہ لب جینے کو — کیسے وہ حکم رہے کیسے یہ ارشاد رہے
اوسکی تصویر میں اسد رجو نزاکت کا ہو فرق — لوچ باقی نہ قلم میں ترے بہزاد رہے
آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض — گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بیساختگی نگہ یاس بڑی ہوتی ہے
اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے

یہ کہوں گا یہ کروں گا یہ ابھی کہتے ہو
سامنے اونکے بھی جب حضرت دل یاد رہے

ہیں وہ غم دوست کہ رو رو کے دعا کرتے ہیں
درد کا دل نہ پھرے خاطر غم شاد رہے

حشر میں عذر گنہ کیا ہے جتا تو رکھو
کہ مبادا انھیں بھولے تو مجھے یاد رہے

بیچ ہستی میں حباب لب دریا کی طرح
ہم رہے کب کہ کہے کوئی کہ آباد رہے

ہیں اگر غیر کوئی ہوں تو مجھے وہ پھر سے
وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

ذرا ایسا تھا کہ میں دشت جنوں میں نہ ملا
ڈھونڈھتے مجکو رہے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل ہو گیا یاد رہے

ایک دل ہجر میں کس کس کے لیئے شاد رہے
قیس کا داغ کہ میں غم فرہاد رہے

دل اون آنکھوں کے تصور سے سرا شاد رہے
[illegible] پہلوں سے نہاں حور پریشاں آباد رہے

قتل ہے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر
اگر ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے

طول فرقت سے مرے ہو وصل کے بعد بھول گئے
نہ وہ باتیں نہ وہ راتیں نہ وہ دن یاد رہے

عجب کیا ہے گلا اپنی پریشانی کا
[illegible] ہم بھی تو یہ یاد رہے

کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ رے خوشی
ہم نشیں دیکھ کے مانی و بہزاد رہے

ہم وہ قیدی ہیں جو کہ لکھے وہ خط آزادی کا
[illegible] ہیں نشاں قطعہ [illegible]

لامکاں میں نہ کھٹکا نالہ مکاں میں [illegible]
دل [illegible] نکلے تو آ [illegible] فریاد رہے

کون پروانہ یہاں شمع سر طور رکھا ہے
جلوہ اور [illegible] حسن خدا داد رہے

ہجر میں یار سے پوچھا تہ اجل نے مجکو
تادم [illegible] یاد رہے خدا سے یاد رہے

واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہوں
[illegible] دم [illegible] خانہ صیاد رہے

شادی و رنج زمانے میں ہیں توام اے دل
[illegible] ہم فریاد رہے

کھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب
کاسئہ ادبجین نہ کہین جام مئے آزادی ہین

ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے
دامن اس ڈر سے سمیٹے ہوئے شمشاد رہے

دور جا بیٹھا نہ ڈر سے شوق شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سر کوچہ جلاد رہے

دل کو طرز نگہ یار جتاتے آئے
تیر بچ آئے تو پہلو پر کی اڑاتے آئے

فاتحہ پڑھنے کو آئے بھی جو وہ روز سیہ
شاد در گور ہین جو خاک اڑاتے آئے

جام کوثر سے ہو کیا کام ہمین اے رضوان
آب خنجر سے وہ بھی پیاس بجھاتے آئے

مے کشی کی ہے خوشی ہجر مین کسکو ساقی
لگ گیا پر تو ادھر آگ لگاتے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوے حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اڑاتے گئے ہم خاک اڑاتے آئے

بادشاہون کا ہے دربار در پیر مغان
سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے

لن ترانی سے ہوا اعادہ یہ ہمین روشن
کہ یہ پھیر بھی ترے ناز اٹھاتے آئے

چھپکے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانون کو
اپنی پازیب کی جھنکار سناتے آئے

ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پہ
ملک الموت بھی پر اپنے بچاتے آئے

بے سبب در پہ بلاوہ نہین غالب ہے کہ آپ
پردہ ڈولی کا سر راہ اٹھاتے آئے

محو جب حسرت شبنم ہوئی بولی یہ زمین
یون نہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلانے گئے دیوانہ زلف
بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر غنچہ جو سنا مجھ سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے منھ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گلچھرے اڑاتے آئے

کیا کہین گے کوئی محشر مین جو پوچھے گا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتون کو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
آپ بدنام ہوئی دھوئے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنون ہوتی ہے تدبیر اپنی
طوق بنتا ہے گردن جاتی ہے زنجیر اپنی

بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آئی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہوں میں تصویر اپنی

قید ہو کر ترے گیسو میں یہ رتبہ پایا
نذر دی قیس نے لاکر ہمیں زنجیر اپنی

جان نثاروں پہ وہ کھینچتے ہیں چڑھا کر تیوری
آج کل کھینچتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی

یاد مژگان میں شب ہجر جو چلاتے ہیں ہم
چار سو جاتی ہے آواز پہ تیر اپنی

مے کشی کون کرے جو رہے یہاں شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر میں تقدیر اپنی

حاجت تیر و کمان کیا ہے تجھے چل تو سہی
آگر دین کاٹ کے خود لائیں گے نخچیر اپنی

تکو پھولوں کے چھپر کھٹ ہمیں کاتب نے ہیں نصیب
خیر قسمت وہ تمہاری ہے یہ تقدیر اپنی

آنکھیں چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حسن
شمع چہرہ سے تو آنکھ لگا لے اکسیر اپنی

حضرت قیس جو ملجائیں تو اتنا پوچھیں
ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہوں
کھینچ دیتا ہے وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

امیر اوٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تا دم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکہ عشق میں مجکو جھک ہے
پرش خنجر سفاک مرے دم تک ہے

گھورتی ہے یہ جوانان چمن کو ہر دم
نرگس باغ سے بلبل کو بجا چشمک ہے

حسن یکتا کا ہے پر تو بھی جہان میں یکتا
زاہدا کیوں تجھے یکتائی بت میں شک ہے

جنگ عاشق کے لیے حسن زرہ پوش ہوا
کون کہتا ہے رخ صاف پہ یہ چیچک ہے

شب بھر آغوش گلستان میں ہے شبنم کی جگہ
رتبہ و دیدہ بیدار قیامت تک ہے

فرش سے عرش تک آئینہ ہے ششدر کے وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے

رکھ قدم بڑھ کے در دل پہ تو منزل کو پہنچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہے

سینہ دیوانہ اگر لایق تعزیر امیر
کریے سنگ بکف دہر مین ہر کودک ہے

تیرے افشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے
اختر گردون جگہ پاکر جبین پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرایش جو اس گل کو تو ناہ
چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے

نامہ ہم افتادگون کا جب کبھو تر لیجا
اوڑتے ہی اوڑتے کہین بازو کہین پر گر پڑے

آشیانہ جو رہے صیاد آپ ہو جاہے پاس
کیا کرو لت پہ وا انکی طاقت ہمین پر گر پڑے

سایہ انگشت ہو وہ گیسو اس دل صد چاک پر
یا الٰہی سیاہی اس نگین پر گر پڑے

جا ہے گلشن مین جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ
سر جھکا کر اوسکے پانی تا زمین پر گر پڑے

تم نازل ہو جو جنس ہمارا آسمان یاد
چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے

وہ شکار افگن سپاہی بنکر اگر تیر ولاک
نقش ظاہر ہو اگر گنبد سے زمین پر گر پڑے

ابر شعر پر آ جاے تیغ قامت قاتل اگر
شاخ طوبیٰ کٹ کے دوش حور عین پر گر پڑے

پھینکے چھوڑے لذت دنیا سے کیونکر لو بھی
کیسے اوٹھے نکس جب انگبین پر گر پڑے

آفتاب عالم تاب ساقی اگر چمکے امیر
خاک ہو کر برق آب آتشین پر گر پڑے

جب تک قدم پلک سے جیہا وہ نہ آئی
کچھ مین چمک اسکے جوہر فولاد نہ آئی

آنکھ کو ... مین صحبت کی سرگزشت یاد نہ آئی
کب روح ہے سو کو جو جلاد نہ آئی

شیرین نہ ملی سنگ اگر سیکڑون کاٹے
کچھ کام سبک دستی فرہاد نہ آئی

پانو کی مہندی کو کفن سمجھے نہ کسدن
کب آئینہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

اوٹھا دے وعدہ حشر مین کس سے مین کرونگا
حیرت ہے نظر صورت جلاد نہ آئی

تا عمر مین وہ ہون پانو نہ گلزار مین رکھا
تا پہ تک خبر آمد صیاد نہ آئی

سچ ہے یہ مشکل جان ہے اپنی تو جدا ایسے
جو دیکھے کچھ عزیز وطن کی بھی یاد نہ آئی

نقش صورت موسیٰ مین ہوا سامنے آئینکے
تاب نظر حسن خداداد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمک چشم کو وہ خال
انسان کو نظر صورت ہمزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا چلتا ہوا دیکھا
تجھکو روش اسکے خامہ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرا اوسکی نظر سے
کچھ ذہن مین اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

ہمیشہ غم محبوب ازل ساتھ مین لایا
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اونسے ملاقات کی امید ہو مجھکو
عرضی بھی مری ہوکے کبھی صاد نہ آئی

معشوقۂ دنیا نے بہت زلف سنواری
پھندے مین مرے خاطر آزاد نہ آئی

مضمون سے ہین مرگ مرا نام ہے زندہ
کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد مین کیفیت استاد نہ آئی

ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے
جواب پاؤن جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یان سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے
وہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی
تو ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے

جنون کے جوش مین کھلتی نہ راہ ملک عدم
بڑے مزے مین پہونچتے جو آج کل جاتے

سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا
جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بچائی داغ نے زندانیان زلف کی جان
نہین تو گھٹ کے اندھیرے مین دم نکل جاتے

بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے اے زاہد
خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شب فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ
غریب خانے کے دو چھپر بھی جل جاتے

جھڑی سے آنسوؤن کی اور جی ڈبویا ہے
برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ چلتا
اجل کے پاؤن پہ سر رکھ کے ہم مچل جاتے

پتنگ بنکے لپٹتے تو شمع رویون سے
وہ ہم نہ تھے کہ تپ ہجر سے پگھل جاتے

تلاش رزق میں گردش ہوائی ہو بے سود
نصیب ساتھ ہی رہتے جہاں نکل جاتے

قبول خاطر روشن دلاں اگر ہوتے
امیر نور کے سانچے میں شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہوا وہ دل کہ بزم یار میں آئے
پڑے دربار میں پہونچے بڑی سرکار میں آئے

خداوندا نہ زنگ اس ترک کی تلوار میں آئے
کہیں دھبا نہ میرے زخم دامن دار میں آئے

مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی میں آ نکلے
ترنگ ایسی کبھی یارب مزاج یار میں آئے

ولا آنکھوں سے چھپکر اوس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشیں کیا مجمع اغیار میں آئے

خط شبگوں ہے میں ہر حال دو یار ڈرتا ہوں
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اوس سرکار میں آئے

بہشتاں ہیں بہت آمد ابر بہاری کے
الٰہی کوئی لکہ کوہ سے گلزار میں آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہو خاک ہو زمیں
زمیں پر گر پڑے آخر جو خم دیوار میں آئے

جنوں کا رنگ چمکا یہ تیرے عشق عارض سے
گریباں چاک گل گلزار سے بازار میں آئے

یہ وقت قتل ہے ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کہیں بل نہ بال اس ترک کی تلوار میں آئے

کیا وجد کے ملنے واعظوں نے تنگ یہ آخر
کہ ہم مسجد سے اوٹھکر خانہ خمار میں آئے

نظر آتا ہے ہر گل زر بکف بہر خریداری
چمن میں تم کہ یوسف مصر کے بازار میں آئے

زر داغ جنوں تقسیم شاہ عشق کرتا ہے
تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار میں آئے

خدا ہو دوست جسکا اوسکو کیا اندیشہ دشمن
براہیم آگ میں پھینکے گئے گلزار میں آئے

خلش میں کیا مزہ ہے تیر کے دیوانوں کو کیا جانے
جب آئے پابرہنہ وادی پرخار میں آئے

یہاں مست سر ہے میرے دل صد چاک کا قبضہ
کہ وہ شانہ سمجھ کر گیسوے خمدار میں آئے

ہلا یہ دکھا کب وہ جلوہ روے روشن کا
جو بے پردہ نہ خواب طالب دیدار میں آئے

اوٹھا رخ سے پردہ کو رہا ورنہ دبنا ہو
ہلا دو لب زباں گنگ بھی گفتار میں آئے

گرفتار قفس تھے جب تلک فصل بہاری تھی
خزاں بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار میں آئے

کیا ہو وہ مدہ سر دینے کا قاتل ہو سو حاضر ہوں | زبان کو کاٹ ڈالوں فرق اگر اقرار میں آئے

امیر اب دم غنیمت کیا کہ پہونچے ہم مدینے میں
چھٹے آفت سے طفل احمد مختار میں آئے

خیال زلف و عارض میں قضا کی | نماز صبح و شام اک جا ادا کی
ادا پر مرنے والوں سے بھی غمزے | کہو کیوں موت آئی ہے قضا کی
نہ آتا تھا اجل منھ پر نہ آئی | تری تلوار آوارث کسا کی
شب غم میں جو ہمکو یاد آتا | درازی ناپتے روز جزا کی
وہ بیکس ہے کہ تربت پر ہماری | چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی
عدم میں کیا تماشا ہو کہ دن رات | جلی جاتی ہے سب خلقت خدا کی
مرے منھ کا ہو لقمہ حصہ غیر | مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی
دکھے کیونکر نہ دل آوارگی سے | صدا ہر پہ کسی درد آشنا کی
نہ کھا اے دل فریب زینت دہر | ڈلی اس پان میں ہے سنکھیا کی
بہار بیخزاں ہے جا مدد یار | نہ مرجھائیں کبھی کلیاں صبا کی
کیے ہنسنے یہ تجالوں میں سجدے | تربت کہنے لگے رحمت خدا کی
دلا ہم سے گلا وسواس دلربا کا | شکایت آشنا سے آشنا کی
نہ مجنوں ہو نہ وامق ہو نہ فرہاد | مرے سب آشنا دن قضا کی
وہ دانہ ہوں جو پسنے سے بچوں میں | جلا دے اگر سنگ آسیا کی
وہ غافل تھی کہ تب لی ہنسنے کروٹ | ڈھلی جب دوپہر روز جزا کی
الٰہی مرگ کو جھگڑا ابھی چھوڑے | کہیں آسان ہو مشکل قضا کی
کہاں تک واسطو گا عقدہ کار | گرہ ہے کیا ترے بند قبا کی
پسیں کیونکر نہ تیری راہ میں دل | غضب شوخی ہے چشم نقش پا کی

اگر میرے سیہ خانے میں آجاے
ترے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے

سعادت سار ہی اڑ جلنے ہما کی
مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل میں غم جانانہ آتا ہے
نکل اے صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہے

نظر میں تیری آنکھیں سیر دیتی تری زلفوں کا
کسی پریوں کے سایے میں ترا دیوانہ آتا ہے

وفور رحمت باری ہے میخوارون پہ روز نو
جدھر سے ابر اٹھتا ہے سوے میخانہ آتا ہے

لگی دل کی بجھائے بیکسی میں کون ہے ایسے
نگہ اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

ادھیں سے نظر سے کرتی ہے تجھپر جان دیتی ہیں
اجل تجکو بھی کتنا ناز معشوقانہ آتا ہے

پریشانی میں یہ عالم تری زلفوں کا دیکھا ہے
کہ اک اک بال پر قربان ہیچ شانہ آتا ہے

چھلک جاتا ہے جام عمر اپنا وای ناکامی
ہمارے منہ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے

وہ بت ہے مہرباں سب اپنا اپنا حال کہتے ہیں
لب خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے

طلسم تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہے
بدلتا ہے پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے

یہ عظمت رہے زاہدان جتون میں ہمنے پائی ہے
کہ کعبہ ہمکو لینے تا در میخانہ آتا ہے

وہ رنگی سے نہیں خالی عدم بھی صورت ہستی
کوئی ہشیار آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے

ہمایوں استخوان سوختہ پر میرے گرتا ہے
تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے

ادھر ہیں حسن کی گھاتیں ادھر ہیں عشق کی باتیں
تجھے افسون تو مجکو اے پری افسانہ آتا ہے

کلیجا ہاتھ سے اہل طمع کے چاک ہوتا ہے
صد حیف آسا اگر مجکو سپیدہ دانہ آتا ہے

نمک ملا وہ کھا جاتا ہے زخم خون پر
نزع کا وقت اب ای ہمت مردانہ آتا ہے

زہے بدمستی کا دھڑکا وصل میں تکو سمایا ہے
کہ دھر بیہوش ہیں او کوئی آیا نہ آتا ہے

الٰہی کسکی شمع حسن ہے روشن سے گھر میرا
کر بیٹھا تا ہے گھکو آشنا جب بیگانہ آتا ہے

وہ عاشق خال و خط کا ہوں کہ بند زہد گرتا ہوں | سیہ تقدیر سے دن بھی جو مجھکو دانہ آتا ہے

امیر اور آنسے والا کون ہوگا گور غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہے تو ہاں پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکش دلبر میں رہ گئے | اوتنے ہی حوصلے دل مضطر میں رہ گئے
دعویٰ یا ہزار اوس بت سفاک نے مگر | دھبے ہمارے خون کے خنجر میں رہ گئے
ہوا سے عشق میری طرح طے نہ ہو سکا | تو آسمان ایک ہی چکر میں رہ گئے
چھوڑے کہیں نہ گیسوی پرخم نے اسکے پیچ | کچھ رہ گئے تو میرے مقدر میں رہ گئے
مجلس تمام ہوگئی ہنگامہ ہو چکا | ہم راہ دیکھتے تری محشر میں رہ گئے
اے چشم اشکبار ڈبو دے انھیں بھی تو | ٹاپو ہیں جابجا جو سمندر میں رہ گئے
یا رب شتاب آئے سگ یار اسطرف | کچھ کچھ ہیں استخوان تن لاغر میں رہ گئے
ساقی چمن میں آتے ہی رخصت ہوئی بہار | میخوار رنگ شیشہ و ساغر میں رہ گئے
نالے تو نارسائی قسمت سے بڑھ سکے | ڈورے ہی ڈورے بال کبوتر میں رہ گئے
اشکوں سے میری بجھ گئی سارے جہاں کی آگ | پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر میں رہ گئے
واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک | کیا ان کی خفگی کریں جو مقدر میں رہ گئے
آنکھیں مکان ہیں دیدہ و دل اختیار ہو | اس گھر میں رہ گئے کبھی اس گھر میں رہ گئے

اونکے نشان امیر نہیں ہیں اگر ہنوز
نام آوروں کے نام تو دفتر میں رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزاں میں رہ گئے | محفل کہاں چراغ شبستان میں رہ گئے
رخنے تمام بند کیے صبر نے مگر | سوراخ دل میں چاک گریبان میں رہ گئے
لیٹے نہ گرد بھی مری کشتی کے پاس تک | کیا سر شتاب کو شورش طوفان میں رہ گئے
کانٹے کہیں پڑے ہیں کہیں گرد باد ہیں | یہ یادگار قیس بیابان میں رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوئے میرے اشکِ غم
نکلے جو دل سے دامنِ مژگان مین رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین لعل درج
باقی نشان نہ گبر و مسلمان مین رہ گئے

یوسف تو مصر مین ہوئے رونق فزائے حسن
یعقوب راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے

مقتل مین اسکے دوڑ کے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے

وحشت مین ہو سکے نہ رسا تجھ سے گرد باد
نقشِ قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے

دوڑے تلاشِ دولتِ دنیا مین جو حریص
آخر کو تھک کے گورِ غریبان مین رہ گئے

لی کاروانِ گل نے خزان مین عدم کی راہ
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے

آئے کبھی نہ حرفِ شکوہ جو دل سے زبان تلک
بن بنکے درد دور سے دندان مین رہ گئے

رزقِ سگ و ہما کیے دورِ سپہر نے
جو استخوان کہ گنجِ شہیدان مین رہ گئے

آوارگانِ عشق کا کوسون پتا نہین
کچھ ڈھیر ہڈیون کے بیابان مین رہ گئے

ڈرتا ستمگرون سے مگر پھر بھی اے امیر
مضمون ہزار ہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جا کر مکان پر کھیلے
کہ ہار کے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

کمان مین تیرِ دعا جو لیے تو صید ہون نسرین
زمین کیسی شکار آسمان پر کھیلے

زبانِ تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا
جو سرفروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے

یہ اسکے پڑھنے سے ہو جائے بیت کو شادی
کہ بیت بیت سے ہو چھتی زبان پر کھیلے

مین رند رنگ مین ڈوبون وہ طفلِ بادہ فروش
خدا کرے کہین ہولی دکان پہ کھیلے

جمائے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا
جو ہار رہا ہو تو ہر ایک تان پہ کھیلے

نہ بیٹھنے مین گزارہ نہ ہارنے مین رفاہ
پھر اس سے کھیل کوئی کس گمان پر کھیلے

کہون تو درد دل اس کو ہے قتل کا خوف
فقط اشارۂ سر ہے کہین اس بیان پہ کھیلے

لگائے کیون نہ وہ واعظ نماز مین شرطین
جوا جو روز و شب اپنے مکان پہ کھیلے

ہمارا دل ہے کہ اُس ترک شوخ سے شطرنج
ہزار بار کیا امتحان پہ کھیلے

امیر چال کوئی اُس سے کسطرح چلجائے
بساط مرد نہ جو چھٹے مکان پہ کھیلے

نمود خط ابھی اے حسن یار باقی ہے
اس آئینے کے جگر مین غبار باقی ہے

نہ مست ہو کہ کوئی ہوشیار باقی ہے
حجاب کس سے اب اے چشم یار باقی ہے

وہ صیدگاہ سے جاتے ہین اے اجل کہدے
ادھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہے

پیے کدو ہین ہر شیشون کا قطرہ اے ساقی
ابھی تو شیخ کا سنگ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیر فلک مبارک ہو
کہ میرے پاس دل بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہین کہ مر جون تو لاش پر آئین
اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہے

پھر اوسکے دانتون کا مجکو ہے قصد نظارہ
گرہ مین کچھ گہر آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزش دل
کہ رشتہ نہ دو جب تک بھی تار باقی ہے

چلے برنگ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ ذبح کرکے لہو پہ چھڑک رہی ہین جو خاک
اشارہ ہے کہ ابھی تک غبار باقی ہے

ہوے تو خاک ہوے ہم مٹے تو خاک مٹے
ابھی تلک تو نشان مزار باقی ہے

نہ توڑو آئینہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
تمھارے دیکھنے والون مین یادگار باقی ہے

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہے لیکن
وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے
کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہے

قضا پکارتی پھرتی ہے اُنکے مقتل مین
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہے

بہار مین ہو نہ کیون روسیاہ پیر چمن
چمن عروس ہے جب تک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کو سے لے کہان آئے
مزار ہے نہ نشان مزار باقی ہے

بہار عمر سے دل یادگار باقی ہے
بس اک یہی ثمر داغدار باقی ہے

نگہ کہاں مری آنکھوں میں یار باقی ہے
یہ کچھ غبار رہ انتظار باقی ہے

رہا قفس سے کرے بلبلوں کو کیا صیاد
ابھی تو باغ میں کچھ کچھ بہار باقی ہے

کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہیں
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

کہاں کہاں نہیں یاران رفتہ کو ڈھونڈھا
اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے

مثال آئینہ وا ہیں مزار میں آنکھیں
ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

شگفتہ رہتے ہیں گلرو ہیں اپنے پھولوں میں
خزاں کے بعد بھی جوش بہار باقی ہے

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے
کوئی دم اور سمجھ اختیار باقی ہے

کفن کے واسطے کافی ہیں ہوں وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریباں میں تار باقی ہے

نہ تخت خسرو چین ہے نہ چتر قیصر روم
مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہے

ہجوم داغ سے ہر عضو ہے چمن طاؤس
موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے

اٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہے ابھی شب وصل
پڑی نقاب تو ہے اسے نگار باقی ہے

بہ رنگ شمع ترقی نہیں کبھی تپ غم
ہزار آئے پسینا بخار باقی ہے

ہوا سے گرچہ گیسو میں پیچ تھا سنبل
مگر ایک پیرہن تار تار باقی ہے

نکل چلے ہیں بہت طفل اشک دیکھ اے دل
ابھی تو جیب پہ کچھ اختیار باقی ہے

صبا چلی نہیں غنچے میں منہ چھپائے ہوئے
وہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کھنچینگے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی
رقص بسمل پہ قیامت لوٹ گئی

سینہ پہ سے آپ تو بجلی تڑپی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

پس گیا چشم سیہ پر سرمہ
پائے رنگیں پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گر وہ پھری
پہنچی اتر وہ پسینہ لوٹ گئی

اس روش سے وہ چلے گلشن میں
بچھ گئے پھول بہار لوٹ گئی

تیرے بسمل سے ترے خنجر نے
وہ ادا کی کہ قیامت لوٹ گئی

جان مجنون کی حقیقت کیا تھی
[illegible] میں اوسکا لوٹ گئی

سانپ کی طرح مری چھاتی پر
رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی

یا گیسو نے تڑپ پیدا کی
برق شکر یہ بلا لوٹ گئی

دار خالی نہ گیا قاتل کا
بچ رہا میں تو قضا لوٹ گئی

کیا مزے کی ہے طبیعت اپنی
ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتوں سے امیر
چال وہ کی کہ قیامت لوٹ گئی

عشق جانان سے [illegible] مگر کوئی اوٹھا ہے
[illegible] داغ جگر اوٹھا ہے

جو رفیق کہنا [illegible] تھمکر اوٹھا ہے
اک دل ہے ہزار داغ ہیں کیونکر اوٹھا ہے

کہتے ہیں مجھے کیا کوہ [illegible] دیکھ کر
اندر جان چھوڑ کے بستر اوٹھا ہے

مردہ پھر آئے تو ہوا اٹھے نار
اسکا جنازہ [illegible] اوٹھا ہے

غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ گھونٹ کر
مر جائیے دست خنجر اوٹھا ہے

مشتاق [illegible]
کس سے [illegible] اوٹھا ہے

[illegible]
تکیے سے آپ [illegible] اوٹھا ہے

[illegible]
[illegible] اوٹھا ہے

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

سکتا ہی چشم تبسم رخ کی کھائیے
قرآن اوٹھائیے بھی تو حق پر اوٹھائیے

بے چشم مست یار نہیں لطف میکشی
اب مجھ سے شیشہ و ساغر اوٹھائیے

قاصد پھرا ہی نامہ بری کو پہنچ گیا
اب اوسکی لاش پھر پہ پہر اوٹھائیے

ہی عشق کی نماز میں تکبیر کا یہ لطف
دونوں جہان سے ہاتھ برابر اوٹھائیے

دل کی جگہ کا ہاتھ میں تیغ و تبر ہے اثر
بجلی نہیں ہے شرار ہو تو پتھر اوٹھائیے

آسان نہیں ہے عشق بت سنگدل امیر
یہ بوجھ اوٹھائیے تو سمجھکر اوٹھائیے

بیٹھا نہیں خزان میں یہ نالے ہزار کے
مظلوم دادخواہ ہیں فصل بہار کے

رکھتا نہ مجھکو ساتھ دل بیقرار کے
پہونچا دیا کہ مر رہا پہر مزار کے

گستاخ خاک میں صفائی کی کب ہر بات
چھپتا ہی ایک آئینہ منھ پر ہزار کے

ہر بار ہو کے اوسکی گلی میں ملا یہی
ذرے میں آفتاب بہار ہو غبار کے

گلشن میں بلبلوں کو اُڑا تا ہی باغبان
صدمے اوٹھا رہے ہیں یہ دو دن بہار کے

چھوڑیگا اور کب یہ چھوڑیگا آجکل
اے شمع عمر دن تو یہی ہیں بہار کے

دیتی خدا کی گھر میں یہ حق ہر کیا غریب
ساقی اگر ہو ورنہ تو کیسے بکار کے

یوسف کی اصل پوچھی نقاش ہر سے
کیسا بنتا ہی رہے یار کا نقشہ اتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کی سے کبھی
تجھ سے سخت ہوتے ہیں دن انتظار کے

یہ عشق خدا ہی نہیں ہے حال زار
مفصل تمام جوڑ ہیں خط غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین اب تو
کٹھر سے نہ ہوا لب کنار مرا ہے کے

غنچہ دہن میں عجیب بیٹھا دہن تک
پا ہی ترنج کیسے ہیں تیکھے انار کے

شکوہ میں ابر کا ہوا کا گلہ کرو
دشمن ہیں سب یہ دن مرے وحشت غبار کے

[illegible]
[illegible] ہوا کے

روشن تھے جنکے مقبرے میں سو تمیزوں کی جھاڑ
محتاج ہیں وہ ایک چراغ مزار کے

پیری میں کس منھ سے جوانی کے رو دیئے
سو داغ دیگئے ہمیں دو دن بہار کے

یکرنگ تھے وہ ہم کو دو رنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی اتار کے

شکر بگڑتے ہیں جو گھروندے ہزار ہا
ہیں کھیل اسیر صنعت پروردگار کے

صحبت میں روح جسم ہو پہنچے مزار کے
کشتی ہماری ڈوب گئی پار اتار کے

اب خاک کام آئینگے آنسو ہزار کے
شبنم نے دھوئے پاؤں عروس بہار کے

بیغم ہیں عیش کب ہیں رو زگار کے
کھٹکے ہیں کوچہ رگ گل میں بھی خار کے

مردوں سے کر رہے ہیں نکیرین کیا سوال
جھگڑے ہیں مجاوروں سے یہ باہر مزار کے

دوزخ میں مجکو جھونکتے تھے مرے عمل
قربان شان رحمت پروردگار کے

کیا چشم سرمگین کے اشاروں سے دل بچے
آتے ہیں تیر زنگی دلیل سوار کے

اس پیار سے زمین نے کھینچا بغل میں تنگ
یاد آگئے مجھے آغوش یار کے

پہناؤ بیڑیوں کے عوض مجکو بیڑیاں
کچھ اب کی سال رنگ نئے ہیں بہار کے

کلیاں جنھیں گلوں کی سمجھتی ہے عندلیب
وہ بند ہیں نقاب عروس بہار کے

پانی تری چھری کا ہیرون ہی جو باڑھ پر
دریا بہینگے دشت میں خون شکار کے

کہتے ہیں گل یہ سمجھ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہگئے ہیں دن اپنی بہار کے

کیوں عاشقوں کے نامۂ عصیاں ہوں سیاہ
پرداز ہیں مسودۂ زلف یار کے

کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا
پردے ہیں تار پیرہن تار تار کے

غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی رہے
سوئے جو ہم تو سائے میں نخل چنار کے

صالح کا ناقہ ہو کہ دلاکا وسامری
پالے ہوئے ہیں سب سے پروردگار کے

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آتے ہی [illegible] بہار کے

دامن کشاں وہ آئے سر قبر شکر ہے
آنسو تو کچھ تھمے مری شمع مزار کے

گلشن میں کی جو آہ شرر بار امیر نے
چھوٹیں سگے پھلجھڑی طرح پھول انار کے

سب جلو میں آپ کے آتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے
اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو ٹھوکرین کھاتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے
پر ترے در تک پہونچ جاتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے

ہم نمازان زاہدو کی ضعف ایمان پر دلیل
سامنے اللہ کے جاتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے

نوجوانی میں بھی باقی ہے اونکین اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے

جن جوانون کے سر افلاک پڑتے تھے قدم
اب زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے

زاہدون کو کیا حرم کی راہ میں سنج سجود
منزل آسان ہم چلے جاتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے

خود نمائی کی بدولت کتنے اوچھے ہیں حسین
مہندی ملتے ہیں اتراتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے

بوجھ ہر موباف کا انکو نزاکت سے وبال
گیسوؤن کی طرح بل کھاتے ہیں اوٹھتے بیٹھتے

تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام
ضعف سے اب پاؤن تھراتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

کیا ہوا ہیں ناتوان ہون گور کی منزل کڑی
آگے پیچھے سب چلے جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

رسم سے ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی
تین دن تک پاؤن رہ جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

آگئے سو سو شعر اک جلسے میں کہتے ہیں امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھون میں پھر جاتی ہے
اور بھی برق تڑپا کر مجھے تڑپاتی ہے

درد الفت مجھے معشوق سے بڑھ کر ہے عزیز
جب یہ اٹھتا ہے مری روح نکل جاتی ہے

صورت نقش قدم اٹھ نہیں سکتے ہیں قدم
ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے

طرز رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر
دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے

[illegible] گرد و دشت میں ہون مانند حباب
آنکھ کھل جاتی ہے جو صبا دم کوئی لہر آتی ہے

شوخیٔ حسن نے لاکھ اوس کو کیا مشتاق مگر — پھر لڑا کہیں ہو ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے
کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ میرا الزام — بدزبانی مری باتیں مجھے سنواتی ہے
لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہے نمک ہنس ہنس کر — چھیڑ اب تک مرے زخموں سے چلی جاتی ہے
سینکڑوں بیچ سے سو رکھیں جلد جلد سے نکلوں — اب طبیعت بہت اس شیوہ سے گھبراتی ہے
گھل گئے ہیں ہم سحری شمع سحر کو نہ کرے — کوئی دم میں یہ غریب آپ ہی بجھ جاتی ہے
دل کو تسکین ہو اے نالے والو کیا دوں — اب تو آواز جرس کی بھی نہیں آتی ہے
سبب کیا ہے کہ اب قتل میں تاخیر ہے کیوں — بوسے ہر بات میں جلدی کی تقاضیں پڑ جاتی ہے
آخری وقت تو آواز سنا جاؤ مجھے — خلق کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے
آرسی پھر تری قسمت کی نہ ہو دست آتو کہ — سامنا تجھ سے ہے پر پیٹ نہیں کھاتی ہے

وہ سرا اونکا مجا ہے جوان کون امیر
سیکڑوں دام بچھے ہیں اور ایک مری جانی ہے

تو شکر سیاہ جو چلی نکلا دل میں تیر سے — خون بہ رو دیکھیں تمہیں ہم لپٹ کر تیر سے
چھوڑ دیا ہوں کسی کو لذت تقریر سے — سیر وں کرتا ہوں جنوں کی کو گر تصویر سے
[illegible] پڑا پایا مجھ کو [illegible] تری — لیکن میں پیمان آخر اک فنا نہ زنجیر سے
تیر نکلا بھی نہیں قاتل ہے کشش سے ابھی — روح خوش ہو کر نکل آئی تیرے تیر سے
ہو دل وہ تیر [illegible] سکتا نہیں [illegible] — کثرت عصیان سے امید یہ تقدیر سے
منصف [illegible] کہیں [illegible] تیر [illegible] — لذت تقریر باقی ہے [illegible]
پاس [illegible] — [illegible]
وہ عدم میں قاتل [illegible] پیمان سیکھتے — چال تیری [illegible]
وہ [illegible] عشق [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

ادھر صبا سنبل نے کیون گلشن مین پھیلایا ہے جال
موج بوے گل بھی جکڑی ہے کیسی زنجیر سے

ہے سبب غلطان نہین ہونا وگرنہ اشک خاک پہ
کھینچے لیتی ہے قضا ناوک ترا نخچیر سے

بوت نہین آئینے کا قابل جو ہین خط رخسار یار
قدر جوہر اس خط کے سیکھے لینا کاتب تقدیر سے

اس مرقع مین عجب نیرنگیان ہین حسن کی
جب نظر ادھی اڑ رہین آنکھیں بھی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آئے جنت مین امیر
حور نے شکر روح نکلی خانہ زنجیر سے

اٹھ گئی ہے تیر زن جنبش حسن کی تاثیر سے
رنگ سا خون ہو گیا ہے سرخی تصویر سے

لکھدیا روز ازل اس نے تمام غفلت کا مری
خواب سے چونکے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

اینگیا مریخ اوسکو تا شرح کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھا ہو دل اپنا سے حیرت قصہ [illegible]
گر چشم تر تھا فرد [illegible] کی تفسیر سے

مرنے سے پہلی ہی احسان غیر کا ہم سے اوٹھا
[illegible] یار کی شمشیر سے

اٹھی آرایش کبھی اونکو ہے نزاکت سے گران
کم نہین [illegible] آہنی زنجیر سے

اپنا اوسے شکر قاتل سمجھا ہے [illegible]
ہر رگ جان زخم [illegible] شمشیر سے

بوسہ لینے پہ جو وہ بگڑے تو [illegible]
[illegible] تقصیر سے

تو ٹہین [illegible] قضا قاتل کسی سے کم نہین
[illegible] تیری [illegible] تیر سے

وعدہ [illegible] کیسو مین [illegible]
[illegible] تقدیر سے

جان نثار [illegible]
[illegible] شمشیر سے

عشق [illegible]
[illegible] تاثیر سے

[illegible]
[illegible] تحریر سے

[illegible]
[illegible] تدبیر سے

[illegible]
[illegible]

آ کے بربادی ہمارے خانۂ دل میں بسی
گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے

لکھ چکے قاصد کو خط اس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لب معشوق ہو کر جان لے نخچیر سے
سیکھ لے گھر دل میں کرنا کوئی دیکھے تیر سے

شعلۂ آواز سے غش آ گیا مثل کلیم
لن ترانی کا مزہ اٹھا تری تقریر سے

مچھلیاں پانی کی ریتی میں مری پیش نظر
کم نہیں سیر القصور دام ماہی گیر سے

مضطرب مجھسے زیادہ یار ہو میرے لیے
اضطراب ناوک افگن بڑھ کر ہو نخچیر سے

ہوں وہ مجنوں دی لکھی جو میری سرنوشت
مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے

محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی
سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے

عذر بے بالی و پری کب تک نکل اے مرغ روح
مانگ لے پر عرش تک اڑ کر کسی کے تیر سے

عالم کثرت میں وحدت کی نشانی ہے ضرور
فائدہ اتنا ہے بسم اللہ کی تحریر سے

زندہ جاوید ہوں کیونکر نہ بسمل زیر تیغ
چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے

سنگ تاکے تھا کثرت عصیاں نادم اے کریم
آج شرمندہ ہوں اپنی قلت تقصیر سے

منزلت اضداد سے بڑھ جاتی ہے ہر چیز کی
کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے

عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا
آ لئے مقتل میں جو نکلے خانۂ زنجیر سے

تیر سے ٹھنکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے
یہ ادائیں سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے

جو رقم کرتا ہوں میں کرتا ہے وہ اسکے خلاف
ایسے خط لکھوا کے بھیجوں کاتب تقدیر سے

کیا عجب مجکو قسمت میں کہاں کی خاک ہے
جیتے جی کیا فائدہ ہے قبر کی تعمیر سے

وہ کرے سلطان دنیا یہ کرے سلطان دین
کیا ہے نسبت دونوں جہاں کو یار کی شمشیر سے

داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر
کیسے کیسے ہمنشیں مجکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اوسنے نہیں کھائے ہیں قاصد نے امیر

نکلے آیا ہے وہ اس پردہ میں خط شمشیر کے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے
تھک گیا ہوں میں الٰہی کہیں منزل آئے

ہیں جبیں پہ نہ خنجر قاتل آئے
وصف میں فرق جو دارہ آسے دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جا کے بتخانے میں اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہ ہوئی لذت دید الغیب
غش پہ غش مجکو تہ خنجر قاتل آئے

صدمہ درد جگر سے نہیں آگاہ جنون
کہیں اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلوں سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مجھ سے صدمے نہ جدائی کے اٹھینگے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہیں دل آئے

ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلی نے کہا
میرے آگے تو چمک کر مہ کامل آئے

ہوں وہ واماندۂ غربت جو کروں قصد عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑوں منزل آئے

مذہب عشق میں تمیز بد و نیک ہے کفر
توبہ کیجئے جو خیال حق و باطل آئے

سر اٹھانے کی نہیں کنج لحد میں طاقت
تھک گئے ایسا کہ ہم جیسے کہ منزل آئے

وہ غریق یم محنت ہوں کہ آنکھوں میں فلک
خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدمی نے جو پیچھے ہمیں چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سر منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر رہ جائے
دیر اچھی نہیں آنا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویوں کو عبث دعوی یکتائی ہے
حال کھل جائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکساں تو نہ سمجھے وہ امیر
کاش کچھ اسکو تمیز حق و باطل آئے

رو بہ رو دل جو ہمارا سر محفل آئے
منھ پہ آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم میں شب کو جو وہ ماہ شمائل آئے
منھ کے بل شمع گرے غش ہو سر محفل آئے

کوچۂ یار میں جا بیٹھنگے پھنسیں ہم تو کہیں
قید ہو جائے کہ فرشتے سوے بابل آئے

ہم تہیدست لب گور تو پہونچے پر یون
جسطرح لٹ کے مسافر سر منزل آئے

زخمی عشق ہون ایسا جو ہلے دل میرا
صاف آواز پہ طائر بسمل آئے

نجد مین جا کے مین مجنون کی طرح بیٹھا ہون
کہ نظر مجکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی اوس چاند سے چہرے پہ ہو خط کی نمود
یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون تہ خنجر فقط اتنے لیے مین
مین تڑپے اور رہے غصے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ یہان اشک کے شامل آئے

آپنے جان پرائی تو مروت کیسی
پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

جان وہ جان ہے جو راہ مین تیری جائے
دل وہ دل ہے جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور
نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی
آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جائے نہ قاتل کا ابھی کمسن ہے
ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہے جہان مثل حباب
ٹوٹ جائے جو سفینہ لب ساحل آئے

یاد گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا
قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیرؔ
شمع نے اٹھ کے کہا رونق محفل آئے

کہا ہے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے
تصدق اس سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے
سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع مطلب دل ہو گیا حاصل
گلو سے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریش سیہ مین جب کوئی موے سپید آیا
بہت روئے اُسے ہم خندہ دندان نما سمجھے

جو اوٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی
درا آئے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہد جوانی مین ادائے بندگی ہمنے
ہوئے قائل جو پیری مین آنکھین جب ہم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک ات اک دن کا وقفہ تھا
خمار وقت میں دونوں کو کھویا ہی کیا سمجھے
ہوئے گشتہ نظر آیا جو خال ابروے قاتل
ہم اس خنجر کے جوہر کو سر قاف قضا سمجھے
ہر اک لخت دل پرخون شہید تیغ الفت تھا
گر دامن پہ جیب دامن کو اپنے کربلا سمجھے
مخمس ہے نیا ناخن ہے دل وہ پنجۂ رنگین
سوا شاہ کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہل حرم کی سمجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اس گیسو کا ہندو کا لکا سمجھے

تارک ہستی ہو اوسکا آستان نزدیک ہے
بے نشانوں کے بہت وہ بے نشان نزدیک ہے
اس چمن میں طائر کم پر اگر ہوں میں تو کیا
دور ہے صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہے
ہے ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر میں
کسقدر انسان کے دانتوں سے زبان نزدیک ہے
صحبت عالم سے نقصان گوشہ گیروں کا نہیں
خوف کیا گر تیر سے زاغ کمان نزدیک ہے
رکھ قدم آہستہ آہستہ چمن میں عندلیب
دور کچھ گلچین نہیں ہے باغبان نزدیک ہے
بام جانان دور کیا ہے کہتی ہے پرواز شوق
حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے
ہو چلی ہے الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے
الحذر اے ضبط وقت امتحان نزدیک ہے
آ گئے عالی ظرف کے کلفت کیا پا ہو فروغ
آبرو کیا ہے جو دریا سے کنوان نزدیک ہے
توبہ کر لو دیوں کی الفت سے ہے پیری میں ضرور
اے بہار زندگی وقت خزان نزدیک ہے
پر فشانی حسرت پرواز میں اب کیا ضرور
دام صیاد اجل اے مرغ جان نزدیک ہے
عشق صادق کی ہے آمد دل ہوس سے پاک کر
صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہے
لی جو میخواروں نے انگڑائی اوتارا جام مہر
کیا ہی میخانے سے طاق آسمان نزدیک ہے
برگ گل صیاد آتے ہیں جو اڑ کر متصل
کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہے
دل ہے نالاں غم سے ٹپکا چاہتے ہیں اشک بھی
آتی ہے بانگ جرس اب کاروان نزدیک ہے
صدر محشر کو کھلا دے سرمہ اے گرد گناہ
چپ رہو وقت حساب عاصیان نزدیک ہے

ہر طرف ہین غول غفر سیاہ پوشیدہ امیر
اب ظہور مہدی آخر زمان نزدیک ہے

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہے
ہو ہوا سین بھی کوئی گھات ہے

خلق ناحق در پئے اثبات ہے
ہو دہن اوسکا کہان اک بات ہے

بوسۂ چاہ زنخدان عنبرین
ڈوب مرنے کی یہ اے دل بات ہے

گھر سے نکلے ہو نہتے وقت قتل
یہ بھی سر قتل عاشق گھات ہے

مین نے اتنا ہی کہا تھا او خدا
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہے

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے
بیٹھے سونے کو ساری رات ہے

کیا کرون وصف بتان خود پسند
اونسے بڑھ کر بس خدا کی ذات ہے

باتون باتون مین جو مین کچھ کہہ گیا
ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہے

حرف مطلب صاف کہہ سکتا نہین
ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہے

مجھ سے ہو اظہار الفت واہ واہ
آپ کی فرمانے کی یہ بات ہے

رو رہے ہین ہم ملا دو لب سے لب
میکشی ہو ساقیا برسات ہے

سچ ہے تیری چال سے رفتار چرخ
مہر رخ سے بازی مہ مات ہے

کیسی کٹتی ہے سیہ بختی مین عمر
رات سے دن دن سے بد تر رات ہے

چھیڑتا ہے دل کو کیا اے درد ہجر
خود گرفتار ہزار آفات ہے

اے غنی دے سیم و زر وقت بلا
مال دنیا جان کی خیرات ہے

قطعہ

اگر جگہ دل مین نہین پھر اس سے کیا
یہ دو شنبے کی یہ بدھ کی رات ہے

صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر
پیارے یہ سو بات کی اک بات ہے

لذت دل برہم سے کھائے کو امیر

بس انھین ٹکڑون پہ اب اوقات ہے

کشور دل مین ہو پریون کی بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صد و سی سال الٰہی تیری

تو بھی اے ابر سیہ تولین بھی مری سیاہ
ملگجی خوب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت اے شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسند شاہی تیری

تازہ نیرنگ پہ اسے ابلق ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پہ آیا جو مرا قلزم اشک
زلف اے ماہ بنیگی پر ماہی تیری

انکے خط کو جو قاتل مین سمجھے کیا پیچون
اے کبوتر ہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہے تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
ابتو دیکھی نہین جاتی ہے تباہی تیری

جا بجا ہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا اے دل
داور حشر نمانیگا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو اے شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلانے کی ڈراتی ہو مجھے اے شب گور
کچھ شب ہجر سے بڑھکر ہے سیاہی تیری

مے بلا خوف رجب سے رمضان تک ساقی
دو ہی گردون کا مین تنخواہ سپاہی تیری

اپنے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب اے تیغ
کیسی ترچھی ہے تلوار ترا ہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہے جو مشیت ہے الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تو اے ابر سیاہ
بلبے اے نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہوا او مرے امیر
حرص سے طبع ہے مشتاق لواہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری
عام ہے ہر صفت نا متناہی تیری

آنکھ مین آئے نہ تیلی ہو تو اے زلف سیاہ
دل مین کھٹکے تو سویدا ہو سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین آنکھون سے طے اے قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہے پر اے شب غم عیب یہ ہے
کہ روانی نہیں رکھتی ہے سیاہی تیری

جوہر تیغ ہیں اے ابروے پرخم تجھ میں
قدر کس طرح سے سمجھیں نہ سپاہی تیری

میں تو زندان سے سو دشت بڑھاتا ہوں قدم
ہو گی اسے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر میں تو نہ زبان بند کر اے تیغ دو دم
دو گواہوں کے برابر ہے گواہی تیری

بو نہیں رنگ نہیں نور نہیں نار نہیں
معرفت کیون نہ ہو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہے تو اے طفل لعاب
مدح کرتا ہے ابو النصر فزا ہی تیری

بوش وحشت میں رواں ہم جو کریں قیس لزم شک
ابھی اسکوہ ہو چوٹی پہ ماہی تیری

تیرے نظارے سے بڑھتی ہے بصارت اے زلف
سرمہ بنجاتی ہے آنکھوں میں سیاہی تیری

مشق فریاد دلا حشر میں کام آئیگی
کہ ٹہرگیگی نہ زبان وقت گواہی تیری

دھیان دن کو نہیں تیرا فقط اے زلف سیاہ
شب کو بھی آکے دباتی ہے سیاہی تیری

تو سفینہ ہے زمانہ ہے سفینے میں امیر
سارے عالم کی تباہی ہے تباہی تیری

گزر سکو ہے بہت اوقات تھوڑی
کہ ہے یہ طول مقدرات تھوڑی

جو مرزا اپنے مانگی بہت پولی
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہاں غنچہ کہاں اوسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعروں نے بات تھوڑی

اٹھے کیا زانوے غم سے سر اپنا
بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی

خیال ضبط گریہ ہے جو ہمکو
بہت امسال ہے برسات تھوڑی

پلا مے لیکے نقد ہوش ساقی
تہید ستون کی ہے اوقات تھوڑی

وہی ہے آسمان پر گنج انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا اے وحشت زدہ اصف واعظ
لئے حرمت ہے اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیر آنکھیں تو کھولو

نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالونکے سامنے
سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالون کے سامنے

پردہ اونھین سے ہے جنھین تاب نظر نہین
آتے ہین خود وہ دیکھنے والونکے سامنے

بیچارہ مین کو خبر نہین آسمان پر
ذرہ ہے مہر مہر جمالون کے سامنے

کیا کیا بناؤ کرتے ہین خار رہ جنون
رکھ رکھ کے آئینے مہر جمالونکے سامنے

نیرنگ صنع دیکھ تماشائے باغ کر
کیا سرخ گل ہین سبز نہالونکے سامنے

بندھے ہے جو شوخ وحشت مین مضمون چشم یار
پڑھتا غزل ہین اپنی غزالون کے سامنے

قطعہ

کیا گل رخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین
کیا گل کھلے ہین جو ر جمالون کے سامنے

کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو
کیا سبز سبز شیشے ہین تھالونکے سامنے

وصلت کی رات اور موذن گجر خروش
ہوتے ہین کیسے کیسے ملالون کے سامنے

اسے زر پرست فقر کا تجکو مزہ تو ہو
کوڑی کی چینیان سفالون کے سامنے

کیا سحر جو علم عشق مین سمجھے کوئی حکیم
ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے

ان ابرون کی یاد مین دل پہ نہین ہے چراغ
روشن ہو آفتاب ہلالون کے سامنے

کرتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہے ظرف
شیشون کے سر جھکے ہین پیالون کے سامنے

رکھتے ہین جو ہنر اونھین آفت سے کیا خطر
ساحل ہے بحر پھیرنے والون کے سامنے

تیرون کے پر کٹے تری مژگونکے روبرو
تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے

یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان
خورشید ہے تو کیا ترے گالونکے سامنے

سودائی ہین جلاتے ہین چین و ختن سے مشک
پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے

چار ابروون کے عشق مین پوچھو نہ حال دل
تنہا کتان ہے چار ہلالون کے سامنے

گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ
کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

جو تن پہ زخم لگے اور رجان تازہ ہوئی
کشادہ ہو گئیں راہیں ہوا کی آنے کی

غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ اے صیاد
کہ ہے چمن سے توقع صبا کی آنے کی

امیر جا بیٹھینگے ہم سے بے نظیر آج عزیز
ضرر ہے بیٹھے ہیں اوس مہ لقا کی آنے کی

ساقیا درد سے صاف نہیں بیٹھ گئی
شیشہ بھی ڈال کے تہ میں تہ نگین بیٹھ گئی

موت بھی میری طرح ہو کے حزیں بیٹھ گئی
باڑھ تو خنجر قاتل کی نہیں بیٹھ گئی

بعد مردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی
خاک اڑتی بھی تو چلا کے وہیں بیٹھ گئی

قصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا
ڈاک حوروں کی در یار زمیں بیٹھ گئی

ان دنوں دختر رز کا نہیں ملتا ہے پتا
کہیں قاضی کے تو گھر جا کے نہیں بیٹھ گئی

سقف گردوں کی بھی ای دیدہ تر کچھ ہو لیا
چار موجیں بھی تری اوٹھ سکیں بیٹھ گئی

دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید
پاس آ کر مرے پہلو کے قریں بیٹھ گئی

رسمی پر جو تری زلف مسلسل آئے
دھاک تاتار سے تا کشور چیں بیٹھ گئی

کشتی عمر کا انجام ہمیں یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہیں بیٹھ گئی

لمعہ حسن نے سمجھا اسے افشاں کا فروغ
گرد بھی اڑ کے جو بالا سے جبیں بیٹھ گئی

واہ رے شوق اشارہ وہ جو قاتل نے کیا
دوڑ کر موت تہ خنجر کہیں بیٹھ گئی

شعر ہر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آ کے مرے روح حزیں بیٹھ گئی

سخت جانی سے کے دکھائے کسے جوہر اب امیر
کہ تری باڑھ ہر تلوار سے خنجر کہیں بیٹھ گئی

آنسوؤں سے نہ فقط گرد نہیں بیٹھ گئی
گستن جیب بھی چلا کے وہیں بیٹھ گئی

لنگر اوس سے بھی گراں ہوں کہ دل اٹھ نہ سکا
تیک کہنا تو ... گو ... میں بیٹھ گئی

تھا ... گریبان کہ ہوئی قبر کشادہ مرگ کی بعد
نرم ہو ہو کے یہ اشکوں ... میں بیٹھ گئی

ہم کھڑے ہو رہے جس دم وہ نکل کر بیٹھے — صفت رقیبوں کی بیسار اور رہیں بیٹھ گئی
جس زمین پر کہ مرا ابر طبیعت برسا — گرد ہنگامۂ پیشین و پسین بیٹھ گئی
رشک رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا — کنپٹی ماہ کی اور زہرہ جبین بیٹھ گئی
نارسا خاک کو بھی ضعف نے سیر ہو رکھا — یان سے اوٹھی تو سر عرش بریں بیٹھ گئی
کیوں نہ ہمچشموں میں ہو نام کہ تصویر تری — حلقۂ چشم میں مانند نگین بیٹھ گئی
ادعا آنکھ سے اوس شوخ کی ہمچشمی کا — کیوں تری آنکھ نہ اے آہوی چین بیٹھ گئی
چال نے تیری قیامت کو اوٹھنے نہ دیا — ٹھوکریں ایسی لگائیں کہ وہیں بیٹھ گئی
دی رقیبوں کو نشانی جو انگوٹھی اوسنے — چوٹ دل پر صفت نقش نگین بیٹھ گئی
کبھی لیلی کی منگائی جو خبر مجنوں نے — ڈاک صحرا میں غزالوں کی وہیں بیٹھ گئی
مار رکھا گر نہ دریا سے سر کا عاشق — کوئی ہڈی بھی جو سر کی تو وہیں بیٹھ گئی
کوہکن کو مزۂ الفت شیرین اوٹھا — ضرب تیشے کی جو بالائے جبین بیٹھ گئی
بہر آدم جو فرشتوں نے اوٹھائی مٹی — ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رفعت طبع کہاں بھی نہ لگا اسمیں امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شب فرقت نکلی — دل نے خوش ہوکے کہا ایک مصیبت نکلی
بتکدے میں ہمیں اللہ حرم سے لایا — شکر صد شکر یہاں ایک تو صورت نکلی
کیوں اجی تازہ مرے خون کا مل کر دیکھا — اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی
ڈال کر منھ پہ نقاب اسنے کیا مجکو ہلاک — دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی
پھر نظارہ جو قرآن میں بھی دیکھی فال — لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی
ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا — دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی
سیکڑوں ڈوب مرے چاہ ذقن میں تیری — اس کنوئیں سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برق تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش — خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی مجھے حرص امیر
ہائے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شب وصل کیا مختصر ہو گئی — کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی
شب وصل ادھر سے ادھر ہو گئی — بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی
نہیں ملتی یہ بھی تو دردِ دہر — مری نبض اس کی نظر ہو گئی
دیا موت نے پیاس میں جامِ آب — کہی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی
بہت آمد آمد تھی اس گل کی گرم — پڑا منہ تو ٹھنڈی خبر ہو گئی
کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین — تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ میں — رگ جاں مجھے نیشتر ہو گئی
الٰہی شب غم میں اتنا تو ہو — کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی
چبھی دل میں اس گل کی باریک بات — رگ گل مجھے نیشتر ہو گئی
کرے کون اب اڑکے سیر چمن — کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی
میں حیران ہوں وہ زلف و رخ دیکھکر — سر شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمیں سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہیں عمر ساری بسر ہو گئی

لذت جو ملی مرے لہو کی — خنجر نے بلائیں لیں گلو کی
آنکھیں ہیں دم تہہ جنگجو کی — تیغیں ہیں بھری ہوئی لہو کی
کی دل شکنی نہ تند خو کی — سختی یہ بھی شرم گفتگو کی
موسیٰ سے کہو کہ چپ ہیں اب — باری ہے ہماری گفتگو کی
روئے مری قبر پہ وہ آکر — ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

سنورا اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلیگی نہ چوٹ روبرو کی

کی جب نگاہ تجھکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چوکی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائیگا جنون نہ سر سے بے ذبح
ہو قصد مری رگ گلو کی

ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی
سونگھی سونگھی مجھے سبو کی

تن ہے غم زلف مین یہ لاغر
ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی

تھا چار طرف اوسی کا جلوہ
کیون فکر ہماری قبلہ رو کی

پلکین دم جوشش خونفشانی
دھارین نظر آتی ہین لہو کی

اس رخ کو ہین آئینہ کہون کیا
ہے یہ تو مثال روبرو کی

دو دست ازل ہون ساقیا مین
مٹی ہے خمیر مین سبو کی

دل ہی نہ رہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش
پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی

لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست
دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسی
خود دید کی اپنی آرزو کی

تھا پردۂ ظاہری جو منظور
آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون سے ہزار شست و شو کی

بیعت پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہے
سلسلہ ساقی کوثر سے ملا دیتی ہے

یہ دم رقص وہ پازیب صدا دیتی ہے
بخت خفتہ مرے جھنکار جگا دیتی ہے

حیرت عشق رخ ادنی دکھا دیتی ہے
چھت سے آنکھین یہ مریضونکی لگا دیتی ہے

چشم غمناک سے جو واقف [illegible] — ابر [illegible] آتا [illegible] ہے

غیرت [illegible] سنبل — بجلی سے [illegible] روشن [illegible] ہے

کیا عجب گر [illegible] سو جائے — یاد [illegible] ہے

[illegible] — مرگ [illegible] ہے

کیجئے [illegible] ہو — [illegible] ہے

مانگے [illegible] لائی ہے صبا نکہت گل — [illegible]

پوچھتے ہیں جو شب ہجر میں [illegible] حال — منہ سے کہتی نہیں کچھ اشتیاق [illegible] ہے

کم ہیں قند مکرر سے تمھاری گفتار — کیا کہوں کیا [illegible] ہے

[illegible] لال [illegible] — غصے میں لگتی ہے [illegible] ہے

جان [illegible] شب ہجر سے سوتا کیسا — آنکھ لگتی ہے [illegible] ہے

پاس کے غافل مجھے اک روز فنا کر دیگی — جان [illegible] ہے

لاغری [illegible] تماشا کیا کوئی گھر میں [illegible] — دشت [illegible] ہے

[illegible] اگر دولت دنیا [illegible] — [illegible] ہے

[illegible] سلام — [illegible] ہے

[illegible] گروہ عشاق [illegible] — ساقیا [illegible] ہے

ہم [illegible] اس [illegible] میں [illegible] — [illegible] ہے

لیجئے [illegible] تو دولت بھی [illegible] ہے امیر
[illegible] لا دیتی ہے

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

تیرے ابرو کے اشارہ ہو میرے
مجھکو گھبرے زخم جیب تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے
گر کے نیچے بار کی دیوار کے

باہر اوس یوسف نے جیب کا قدم
بچ گئے دونوں سے دربار کے

کند بازی میں شعر پیغمبر کا
جیت لے بازی کو ہست [illegible] کے

نعت کو بنے سے دل سیر ہے
ایک ہیں کے ہیں تو دیوار کے

نیو اس گل ہے اوتا اسیر کے بعد
پھول تر جیت پر پینا [illegible] رکے

میری حالت پر گیت ہیں [illegible]
اشک چشم [illegible] دیوار کے

آرزو یہ ہے کہ کشتی کی [illegible]
[illegible] ہون [illegible] دیوار کے

خونبہا موسی سے لینگے روز حشر
کشتے چشم [illegible] یار کے

عشق ابرو میں کہان ہے قرار
چلے ہے سب [illegible] تلوار کے

سیکڑوں [illegible] سے تیغ
پیچ الجھیں بالون میں دستار کے

[illegible] جب پہنا کفن سمجھے ہم
زیب تن کپڑے ہو سیکے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی اسیر
سب ہیں دستے داس [illegible] ار کے

آئے بالین پہ جو مجھ بیمار کے
خوب رو نے صورت [illegible] یار کے

موسے مژگان گرد چشم یار کے
ہیں نگس ران مردم بیمار کے

دیکھ کر مجنون کو سب ہنڈ ار کے
روٹھ کے چپالے چھوٹ کر تلوار کے

[illegible] دونون ہیں خوب
صدقے اس انکار اس اقرار کے

باغبان [illegible] مہربان
پھول جیب کا [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

عشق ابرو مین سر او ترا دوش سے
چڑھ گئے ہم دم پر اس تلوار کے

کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے

شیخ کعبے مین برہمن دیر مین
سب ہین مجرائی ترے دربار کے

واعظا سے عشق کُھلاتے نہین
پھول ہین کس بیخزان گلزار کے

نالۂ عاشق پہ ترچھی کی نگاہ
وار برچھی پر لیے تلوار کے

حادثون سے بے خطر ہین خاکسار
کب دبا سایہ تلے دیوار کے

شمع بالین سے یہ کہدے اے صبا
سر پہ روتا ہے کوئی بیمار کے

پھول کھلاتے نہین ہین گلفروش
تازہ پروردہ ہین یہ گلزار کے

حور کی آنکھین ارم مین دیکھ کر
رخنے یاد آئے تری دیوار کے

واعظا سمجھا ہے تو دوزخ جسے
کچھ شرر ہین آہ آتشبار کے

روز محشر کشتگان قد اسپ
ہون گے سایے مین علم بردار کے

جو بحر عشق مین ہے وہ آفت رسیدہ ہے
گرداب مثل موج گریبان دریدہ ہے

مضمون صفت ہو قلم آہ دست سے رستم
سینہ رگون سے صورت مسطر کشیدہ ہے

مرتا ہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے
قاتل کی طرح تیغ بھی مجھ سے کشیدہ ہے

روشن ہے راز عشق ہمارے سکوت سے
اس انجمن مین شمع زبان بریدہ ہے

بیہوش کر دیا ہے مجھے وحشت نے اسقدر
آہو بھی میرے دشت مین از خود رمیدہ ہے

تعریف کرتے ہین جن دندان اہل ذوق
جو شعر تازہ ہے وہ گہر نو رسیدہ ہے

روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی
جز تار اشک دام غزال رمیدہ ہے

چن چن کے رکھ لیے صفت آستین مین شعر
دیوان مین ہمارے جو مضمون چیدہ ہے

پایا کسی نے سر محبت نہ آج تک
افسانۂ عشق کا غیرنا رسیدہ ہے

سر تا قدم وہ شوخ ہے مست شراب حسن
رنگ حنا سے ہاتھ رخ سے کشیدہ ہے

غافل یہ موت کہتی ہے پیری میں صبح و شام
عمر اخیر عہد بپایان رسیدہ ہے

گلزار تن سے طائر دل اڑ گیا امیر
سینہ اب آشیانۂ مرغ پریدہ ہے

ہر اک عضو بدن پر داغ عشق یار جانی ہے
سرے دفتر کے ہر ہر فرد پہ اسکی نشانی ہے

جو چہرہ ارغوانی تھا وہی اب زعفرانی ہے
شکن چہرے پہ ہے نقش پائے طاؤس خزانی ہے

خدا کو اپنی داستانیں سب سنائینگے
قیامت جسکو کہتے ہیں وہ بزم قصہ خوانی ہے

سبیل اسکی وحشیو کیا وادی وحشت میں کھودینگے
تمہارے آبلے کا ہمکو یہیں کوزوں میں پانی ہے

عبث برباد کرتی ہے اڑا کر کوئے جاناں سے
صبا کیا میری مشت خاک پر نامہربانی ہے

برنگ شمع جنکو مختصر رہ ہے گرم رفتاری
فقط طے ایک شب میں انکی راہ زندگانی ہے

وہ میرے مہر خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہیں
تمنے انداز کی اسکے نامہ پہ بدگمانی ہے

وہ شمع حسن جو آنسو بہا جاتا ہے ہر شب کو
ہماری قبر میں روشن چراغ مہربانی ہے

وہ پیاسا ہوں کہ مر جاؤں نہ مانگوں خضر سے پانی
گئی جب آبرو پھر خاک آب زندگانی ہے

بلا میں پھنس کے اے دل کام آئیگی یہ سختی
زمین کوچۂ گیسو میں یہ کیسی کچھائی ہے

خدا نے نیک صورت دی تو سیکھو نیک باتیں بھی
برے ہوتے ہو اچھے ہو کے یہ کیا بدزبانی ہے

پسا جاتا ہوں بار ضعف سے اٹھا نہیں جاتا
وہ لاغر ہوں گراں مجھپر لباس ناتوانی ہے

ہوا ہوں زندہ درگور انتہا سے ضعف سے یارب
مری چھاتی پہ سل اب تک یہ سنگ سخت جانی ہے

امیر اس عاشقی کا لطف ہے فصل جوانی میں
اندھیری رات میں کہنے کے قابل یہ کہانی ہے

خدا نے شان یوسف سے تمہاری شان افضل کی
کھلی سب نقش ثانی سے حقیقت نقش اول کی

کھلا مضمون یہ ہمکو دیکھ کر تحریر کاجل کی
کہ جا ثبت ہے بیاض چشم میں بھی خط جدول کی

چمن کو کون جاے سیر کو ساون کے بادل کی
گرہ زنجیر میں پڑتی ہیں پانون میں شکن سنبل کی

شب وصلت میں مجھے خبر اتنی ہو نہیں سکتا
تڑپ جاتا ہے دل فریاد سنکر انکی چھاگل کی

جو عشاق کمر نالے نہیں کرتے تو زیبا ہے
عدم کے جانے والونکو کہان حاجت ہے مشعل کی

ہزاران مضمون کو ہوش میں لاؤ نہیں سنتے
یہ پیچ ہے ایک توڑ دیں ہستی ایک تنبل کی

کبھی گیسو کبھی موے کمر میں تب دکر کہا
نبھالی یار نے بڑی کبھی بھاری کبھی ہلکی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشم نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے وحشت میں دیکھے سیر جنگل کی

تنبیہ ان مردان منکر توحید کی کیجیون
سیاہی ہاتھ آجاتے جو مجکو چشم احول کی

نجات اندیشہ امروز و فردا سے نہیں ممکن
اگر کل تک ہمکو فکر تھی آج ہے کل کی

فراق یار میں جاؤن اگر سیر گلستان کو
جگر کے پار ہو جاے سنان ہر ایک کونپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہے
کبھی یہ سوچ کر تعبیر ہنسے خواب مخمل کی

چھپیگی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے
پتا پوچھینگے جب وہ بوٹیان [illegible] کی

جو سونگھے اس گل خوبی کی خوشبو درد سر جاے
نگر طینت میں مٹی ہے زمین عطر صندل کی

جہان کی سرد مہری سے نہیں غم ہم فقیرون کو
دوشالون سے کہیں بڑھکر ہے ریشہ اپنے کمبل کی

صفائی سینۂ جانان پہ لہراتا ہے یون گیسو
کہ جیسے سانپ کو پوست کر دیتی ہے صندل کی

خدا سمجھے جو مجکو اور تمکو غیر کہے پیدا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل ہو کے کرہو جاتے نکلنے کا سنے
چمن کی جو روش ہے آج کل جھاڑی ہے جنگل کی

ہم اسکے عشق میں صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست تھے پیشہ کے یار کھو بیٹھے

[illegible] عشق میں ہم جان نثار کھو بیٹھے
[illegible] اسکار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کر آس یار سے امیدوار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل
گرہ میں تھے جو گوہر شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دیکے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تم سے غیر کا شکوہ
تمھارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سر بند تنگ کہ آچکا تھا طائر دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزل عشقی کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بد عہد
ہم آنکھیں مفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب میں بوسہ تو یار جاگ اٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمیں نہیں آتا
کہ دل سے صبر ہم اے جان زار کھو بیٹھے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلا میں لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھوں سے اپنا شکار کھو بیٹھے

پھرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
مگر اسے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تھے جو دو تین چار کھو بیٹھے

گلوں نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گذرے کہ بہار کھو بیٹھے

ادا وہ کون تھی جسپر ہوئے فقیر اسیر
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہیں اُنسے بیان کوئی
دہن میں ہے کہ قاصد کے مری رکھ دے زبان کوئی

کرے کیا باغبان سے راز دل غنچہ بیان کوئی
دہن جب بند ہو کب کھول سکتا ہے زبان کوئی

نہیں کرتا سوائے گنہ اب اسکا بیان کوئی
مگر تم عقل کا نگہبان ہے زیر آسمان کوئی

خط عارض کو اسکے دیکھکر یہ دھیان آتا ہے
دیار حسن میں اترا ہوا ہے کاروان کوئی

ہزاروں خار لاکھوں پھول اس گلشن میں ہیں لیکن
نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

دیا ہے خط مگر اب رشک سے پچھتا رہا ہوں
کہیں بتلا نہ دے قاصد کو اُس بت کا نشان کوئی

سوائے کعبہ تھا ان راہوں میں کہاں اپنا قدم جاتے
ملا سجدے کے قابل اور کب در آستان کوئی

نظر میں میرے پھر جاتی ہے صحبت ناوکِ دل کی
نظر آتا ہے جب گھر میں کسی کی میہمان کوئی

عدو پیر دن سے چاہیں نوجوان مقصود کو پہونچیں
نشانے بے تک نہیں جاتا ہے ناوک بے کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار میں گھبرا کے کہتے ہیں
ادھر آنکھیں ادھر آنکھیں نقاب الٹے کہاں کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اسکا
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اٹھانا کوہ کا آسان اٹھانا بات کا مشکل
قوی سمجھا ہے عالم میں نہ سمجھا ناتوان کوئی

شفیق ایسا سگ جانان ہوا آتا ہے خبر لینے
سرک جاتا ہے جب تن کی جگہ سے استخوان کوئی

قفس کی تیلیاں ہیں جلتی شاخیں ہیں پئے زخمو نکی
کہاں باندھے الٰہی اس چمن میں آشیان کوئی

جو چلاتا ہوں فرقت میں محلے والے کہتے ہیں
کرو منہ بند کیا سر پر اٹھا لو گے مکان کوئی

مزہ تب ہے کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
کرے میری طرح اسکا بھی ہر دم امتحان کوئی

مجھے یوں ڈھونڈھتا پھرتا ہے ناوک اس ستمگر کا
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی

ہمارے عشق کی کیوں مثنوی شاعر نہیں کہتے
کہاں پائینگے گریہ گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لامکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق میں نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو تم نے وصل میں ہر دم نئے
یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان میں یا ہم نئے

بیخودی دکھلاتی ہے جلوے مجھے ہر دم نئے
ہے عجب عالم کہ ہر عالم میں ہیں عالم نئے

ہر گھڑی دل میں نظر آتی ہیں کیا کیا صورتیں
رات دن عالم دکھاتا ہے یہ جام جم نئے

دیکھے بھالے ہیں یہ کوچے جانو پوچھیں ہیں یار
تم نئے ہو کہ ہم دیتے ہیں اسکو دم نئے

حسن روز افزوں بھلا دیتا ہے پہلے قاعدے
روز ہو جاتے ہیں اس محفل میں جا کر ہم نئے

کسطرح تشبیہ دیں سنبل سے اسکو نکتہ دان
پیچ اس گیسوے پیچاں میں نئے ہیں خم نئے

پاتے ہیں ہر روز آنکھوں کی ترقی میں لخت دل
گل کھلایا کرتی ہے ہر روز یہ شبنم نئے

میزبانی کر چکا جود و سخاوت کی بساط
مل رہینگے روز مہمان تجکو اسے حاتم نئے

ہے عجب وسعت تصور میں کہ جسکے حد نہیں
بند کیں آنکھیں تو دیکھے سیکڑوں عالم نئے

ہے چھنکیلی میں تنکیتی میں وہ غمزہ نامور
چتون میں آتا ہے نرالی پیچ میں ہردم نئے

سانشا ہر روے جانان سے ہے ہوشیار
عید ہے کپڑے بدل آئے وہ دیدہ و گوہر نئے

ہر غزل میں تازگی مشکل ہے اسے طبع رسا
کہنہ مشقون کو بھی الله آتے ہیں مضمون کم نئے

کہنہ رنجوں سے جو دل گھبرا گیا ہو اے امیر
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں میں سارے جہان میں غم نئے

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے
اے جان تیرے منھ سے نکلنے کی دیر ہے

کیا جانے کس لیے مگر دیر و دیر ہے
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گریبان میں ہیں آتش رنگ حنا کی واہ
ہاتھوں میں اس پری کے سمندر بٹیر ہے

آتے ہیں روز دل کی زیارت کو رنج و غم
سینہ مرا نہیں کسی مرشد کا ڈھیر ہے

شیرین کو پہاڑ کھائے سنگ یار تو کہوں
اے شیر واہ تو ہی تو شیروں کا شیر ہے

آئے جو نزع میں تو یہ کہکر وہ اٹھ گئے
ہم جاتے ہیں یہاں ابھی رخصت میں دیر ہے

بتخانے ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم
ہوسنے دو دو قدم کا جو رستے میں پھیر ہے

کر اک نگاہ سینۂ پر داغ کی طرف
پھولوں کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوان مرگ کو یارو ملا تو ہے
افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہے

الفت ہی کی تو آگ میں جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہیں زمین پہ قدم صاحبان گیر
بادبروت بام فلک کی منڈیر ہے

جینے سے کیوں نہ سیر مرا دل ہو اے امیر
ہمدم یہاں ادھر مگر دیر و دیر ہے

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم اس خود سر کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

ادھر کم نزع میں مہلت ادھر بیتابی و رقت
نہ روتے چپ رہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنے والون کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
جو سمجھاتے ہین مجھکو وہ رہے دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہے بتائین جسکو خود بندے
سمجھتا تو خلیل اللہ نہ آزر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کو جو ہے سب گم کردہ راہونکو
کہین ملتے تو ہم بھی خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز
جو دیتا اُنکو سمجھا تو وہ دنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا جسکو وہ چھپا نشانی کا
اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھئے گر شمع روشن میری تربت پر
اُسی دم جا کے گل کر دے … کو سمجھاتے

وہ شاہ حسن ہے تو عہد اکبر مین اگر ہوتا
نگین کرتے پکھیش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین
کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے

نہ لے جاتا ہمین نخوت بڑھا جسکو تسلیون پہ
زبان ہوتی تو آئینہ یہ ستمگر کو سمجھاتے

تڑپ کر رو کے اُس محفل مین دونون نے کہا ہوا
دل ناداں کو سمجھا کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر اپنا کہے ہم سے جو عشق پر مجکو اگر مہلت
بتاتا ہر زبان پیاری یہ اُس ستمگر کو سمجھاتے

عشق مین جینے سے بھی لالے پڑے
ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادی وحشت مین جب رکھا قدم
آگے میرے پاؤن پہ چھالے پڑے

دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

دور تھا زندان سے کیا دشت جنون
چلتے چلتے پاؤن مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھون ہین متوالے پڑے

ہجر مین جب شغل لگایا جام کو
سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے

طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

تجکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کتنے مینہ برسے کئے جھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہے ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہے
دیدار کہان کہ دور ہے حشر قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے
کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے
اللہ رے حسن دختر رز زاہد کے حواس کھو رہی ہے
کیا کشتی و ناخدا کا شکوہ تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے
مقراض کتر کتر کے وہ خط کیا کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے
نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا سونے دے غریب سو رہی ہے
گلشن مین جو ابر ہو تو ہر خار میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے
اُس تیغ کے منہ چڑھے نہ بجلی کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے
کیا شوخ ہے اُسکی یاد مژگان دلمین نشتر چبھو رہی ہے
ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے اسیر چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ الفت کی نظر کہتی ہے کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہے
آج آتا ہے وہ گل بادِ سحر کہتی ہے سچ ہو یارب جو یہ اڑتی سی خبر کہتی ہے
بلبل و گل مین ہو غماض نسیم سحری کچھ اودھر کہتی ہے کچھ جاکے ادھر کہتی ہے
چھیڑ ہی کیا ترے عشاق کی ہا تو ہین اسے پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے
غنچۂ گل جسے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن رگ گل ہین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے
یاد چھلون کی دلاتے ہین کھلکے سپید گر دو نالے دادون کی خبر کہتی ہے
ماہ نو مین ہون یہ اُس تیغ کا ہو دشمن دل بدر مین ہون یہ لپس پشت سپر کہتی ہے
وہ جوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانے شستو تن رعشہ مین ہین جنبش سر کہتی ہے

شام کا ہے یہ اشارہ کہ ہین رخت سیاہ
بحر عالم مین سفینہ کوئی نہ بچنے کا نہین
متحمل ہے اگر غم کا تو دل ہے میرا

چاک کر ڈال گریبان یہ حسد کہتی ہے
ہمہ تن ہو کی زبان صرف نظر کہتی ہے
تیغ رکتی ہے کبھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہے مقتل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی
شرکت نہ کی ملال مین کس داد خواہ کی
اب دشمنی ہے اسکو تو کچھ راہ راہ کی
عاشق کے دل مین عیش جہان کا کہان گذر
عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ
گہنا تنگے چڑھینگے جو اس تند خو کے منہ
اس گل کو کیون نہ پہونچے مین وحشی جو خط لکھون
بھاری بہت ہے لاؤ نگا روز جزا مین زند
دامن سے کیون چھپا چکے ہو بادل کو راہ مین
دل سے تپا ملیگا زخ دان یار کا
ہے روندنے سے کام خبر راہ رو تمکو کیا
مین رند خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھا
کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئینے مین تم
خرمن ہزار صبر کے اک دم مین جل گئے
ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم
پاسے قلم نے لکھکے ترے گیسوؤن کا وصف

اڑتی پھری فرد ہمارے گناہ کی
دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہم نے آہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی
یہ چھاونی ہے فوج غم و درد و تاہ کی
سر دار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی
کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی
صحرا مین ڈال بیٹھی ہے مردم گیاہ کی
رکھوا کے سر تیغ کے ٹھوکر کلاہ کی
آندھی نہین ہے گرد ہمارے [illegible] کی
یوسف سے راہ پوچھے کنعان [illegible] کی
تربت گدا کی ہو کہ ہو بادشاہ کی
پرسش ہی روز حشر تمہارے گناہ کی
سونا ملا تو مہر کا حسیاہ کی [illegible]
بجلی چمک گئی سبد عمر [illegible]
آواز آسے گے [illegible]
خلخال بیتی [illegible]

کہدونگا سب گناہ وہ سے مجھکو یاد ہین ۔۔۔ کیون فرد کا بتان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ مین دیکے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجھسے دل سے ملے اغیار سے ۔۔۔ یار جب گذرا مین اپنے پیار سے
ہے حسینون کو خلش بیزار سے ۔۔۔ پھول کچھ کھٹکے ہوے ہین خار سے
ذوق کا ہے عشق ابرو مین یہ حکم ۔۔۔ عمر بھر گردن کٹا تلوار سے
لیچلی غربت جو صحرا کی طرف ۔۔۔ لگ کے ہم روئے در و دیوار سے
تو وہ شخص رقیب ہٹ گیا ۔۔۔ [illegible] در سے یار سے
دوسرے موسم آئی خزان ۔۔۔ سیکڑون [illegible] گلزار سے
تھے وہ سوسی عشق پھر آیا جنون ۔۔۔ ان دنون آنکھین گل نرگس ہین بیمار سے
گرمیان کرتے تھی تھی رات کو ۔۔۔ رو کے اٹھی شمع بزم یار سے
بلبلون کو دیکھ کر شیدا ہے گل ۔۔۔ وہ بہت الجھے گلے کے ہار سے
پھول سب ہنستے ہین شبنم کے لیے ۔۔۔ تو چلی روتی ہوئی گلزار سے
لیچلی جب نکہت ہوا سے بوئے مشک ۔۔۔ مشک تاتار جسطرح تاتار سے
سچ ہے غم درد و الم ہین غمگسار ۔۔۔ جی بہلتا ہے انہین دو چار سے
کیون ہنسی ہے آفتاب صبا ۔۔۔ کیون گل رخصت ہوا گلزار سے
چشم و دل دونون غضب مین پڑ گئے ۔۔۔ ذوق وصل و حسرت دیدار سے
بیطرح نرگس کی پڑتی ہے نگاہ ۔۔۔ آپ اب باہر چلین گلزار سے
ابرو مژگان پہ ہوتا ہون نثار ۔۔۔ ہے وصیت میرے ہر عضو [illegible] سے
غسل دینا آب خنجر سے مجھے ۔۔۔ قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادی غربت مین پھرتا ہے امیر

کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے   کاٹیے چونٹک اس تلوار سے
مر کے چھوٹا کوئی کب آزار سے   پائی چھٹی روز کی بیگار سے
کر چکے قتل اب کہیں رسوا نہو   جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے
اُسکی مژگان پر گرا پڑتا ہے دل   عشق ہے اس سبکو خار سے
دیکھنا میرے سیہ خانے کا ڈر   دھوپ اُترتی ہی نہیں دیوار سے
ہے مثل الیاس احدی الراحتین   موت اچھی عشق کے آزار سے
بے سبب چپکا نہیں کرتی ہو شور   چھیڑی نادان ہر تری رفتار سے
طور پر موسیٰ سے کہدو ہوشیار   برق چمکی جلوہ گاہ یار سے
چشم جانان کو ہے دنبالہ گران   اُٹھ نہیں سکتا عصا بیمار سے
شعلۂ جوالہ ہے نعلال پا   اُس پری کی گرمی رفتار سے
غیر حالت دیکھ کے میری غرض   آنکھ اُسنے پھیر لی اغیار سے
ہو چکا واقف ہم آغوشی کا ڈھنگ   سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے
ہر قدم پر سو طرح کی مستیان   ٹپکی پڑتی ہیں تری رفتار سے
حکم ہے شوق شہادت کا یہی   دو قدم آگے چلوں تلوار سے
لاش ہی اُٹھے میاں سے تو اُٹھے   اُٹھ چکے ہم آستان یار سے

میں اُسے پیر مغان سمجھا امیر
مست جو نکلا در خمار سے

صاع کل میں ہے ابھی شرکت کہیں تھوڑی سی تو   اور اے پیر خرابات نشہ مخمور ذرا
ہو اسے شوق مجھے و الدو اسے شوق مجھے   سر تو اُٹھا اپنا باقی ہے جو مخمور تو ذرا
کچھ تو پیدا ہو کباب دل بریان میں مزہ   چاہیے الفت خال نمکین مخمور ذرا

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہیں تارے
خالی افشاں سے نہ ہو جائے جبیں تھوڑی سی

جان آ جائے ابھی جامے سے باہر ہوں نہیں
دے جگہ دل جو وہ پردہ نشیں تھوڑی سی

نقد جان دل کی طرح دیجیے ابھی قیمت بوس
لذت درد جو ہاتھ آئے کہیں تھوڑی سی

خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملک مشہد میں ہے کعبے کی زمیں تھوڑی سی

دانہ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال
مانگی چاہیے اسے پردہ نشیں تھوڑی سی

روزہ داروں کو نہیں خواہش لذت اے چرخ
وقت افطار کے نان جویں تھوڑی سی

نزع کا وقت ہے اب دیر کرانے میں
رہ گئی ہے نگہ باز پسیں تھوڑی سی

کوچہ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر
چاہیے روشنی شمع یقیں تھوڑی سی

خلق اغیار سے بچا ہے نہیں گر عادت
اپنے دامن ہی سے لیجیے ہیں تھوڑی سی

عشق گیسو میں مرے دل کا سودا کچھ اور
بڑھ گئی بات کتنی آئے طفل حسیں تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اسے جان جہاں
اٹھی انداز سے کھلے کہ نہیں تھوڑی سی

کوچہ یار میں ہوں لاکھ محشر کے سامان
پھر جو تسکین ہے دکاؤ تو وہیں تھوڑی سی

شور محشر کا سنا ذکر جو داغ سے اصغر
ملگئی لذت خال نمکیں تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ خنجر کہیں تھوڑی سی
آگئی نیند دم باز پسیں تھوڑی سی

اڑ گیا توسن دلدار جھجک کر کوسوں
گرد پہونچی جو مری تا سر زیں تھوڑی سی

بد دماغی رہی اوروں سے یہاں تاب کہاں
لاکھ خفگیں ہیں تجھے چیں بہ جبیں تھوڑی سی

ہوں وہ کافر کہ جھکا سجدہ بت میں سرقد
ابھی خالق نے بنائی تھی جبیں تھوڑی سی

میرے اشکوں سے یہ تر ہو کہ نکل آئے پانی
کھود دے روزن کو اگر مور زمیں تھوڑی سی

دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
وا کفن سے رہے سجدہ کو جبیں تھوڑی سی

سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم
گر سنی ہوس تاج و نگیں تھوڑی سی

تیری آنکھوں کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی | لگ گئے آنکھوں سے یہ آہو سے چھینی تھوڑی سی
ہدیہ دوست سمجھ کر ہیں ہوا شکر گذار | رو کبھی سو کبھی جو ملی نان جویں تھوڑی سی
شوق سجدے کا ہوا اس مہ لقا کے در پر | دمبدم سایے کی بڑھتی ہے جبیں تھوڑی سی
تنگ آئے ہیں بہت بیٹھ رہیں واں جا کر | اس جہان سے جو الگ پائیں زمیں تھوڑی سی
مدِ تقصیر سے تقصیر ہی اچھی تھی مجھے | بڑھ گئی اور تری چین جبیں تھوڑی سی
نوک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ | سیکھ گیا اُن کی صورت گر چیں تھوڑی سی
ید و ماضی کا نشان بھی رہے کچھ آئے نقاش | آنکھ نقشے میں بنا چین جبیں تھوڑی سی
تم چڑھا جائیں تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ ترا | کہا ہنس ہم سے خرابات نشیں تھوڑی سی

بیتیں ہو سکتی ہیں اس میں بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمیں تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دل میں کچھ غبار آئے | عجیب ہنسی ہے کہ آندھی تہ مزار آئے
وہ لیکے تیر و کمان جب پئے شکار آئے | سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے
عجیب خواب گراں میں ہیں خفتگان زمیں | کسی نے بھی نہ سنا ہم بہت پکار آئے
گڑھے میں گور کے پھینک آئے اقربا مجھکو | سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اتار آئے
فلک نے ساتھ مصیبت کو جھلتیں بھی دیں | جو فاقہ گھر میں ہوا مہمان ہزار آئے
ہم ایکبار بلانے پہ لاکھ بار گئے | وہ لاکھ بار بلانے پہ ایکبار آئے
ہمیں تو جان بھی دیتے نہیں ہے تمہیں عذر | خدا کرے کہ ہمیں تمکو اعتبار آئے
بندھا تصور مژگان جو نزع میں سمجھے | پئے طلب در دولت سے چوبدار آئے
جنون نہ دو ان سے عداوت کو کوہیں پہ کمین | شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے
خلیل شان میں نہ قائل ہوا ستاروں کا | بدل کے رنگ بہروپیے ہزار آئے
غضب ہے دل میں کیا گھر تمھاری آنکھوں نے | خراب کرنے کو مسجد میں بادہ خوار آئے

ہوا ہے چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
جنوں کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شراب میکدہ کب ہے نصیب زاہد میں
حصول کیا ہے جو مطبخ میں روزہ دار آئے

جو تنگ غیر کو میں نے کہا تو وہ بولے
کہاں سے آپ پڑے ایسے دوستدار آئے

گناہگاروں کا چونگ کھیل ہے انکو
ادھر ادھر گئے دو چار ہاتھ مار آئے

جلا رہیں یہ فلک سرد مہر کے ہاتھوں
نگار دن ہاتھ تو کافر کو پیار آئے

کہاں فلاح کر اب چاہتا ہے شیخ دلی
دیکھیں جو حاتم ابھی در ار آئے

یقین ہے ذکر کرے میری جوش وحشت کا
جو آ سپیہ کے دہن میں زبان خار آئے

جلا رہے ہیں شب غم میں اور بھی جگنو
کہاں سے آنرے جنہیں کہ یہ شرار آئے

لہو نچوڑ کے پھر رو دو [illegible] ہوان
نظر جو شیشہ خالی دم خمار آئے

جنوں کی فکر اعبا سے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری میں آتا ہے عیادت کرنے
غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے

جان وہ بحر غم فرقت میں ہے ہمکو لیکن
کون جائے ملک الموت کی منت کرنے

اسکو سمجھاتے نہیں جا کے کسی دن ناصح
روز آتے ہیں مجھی کو یہ نصیحت کرنے

تیر کے ساتھ چلا دل تو کہا میں نے کہاں
حسرتیں بولیں کہ مہمان کو رخصت کرنے

آکے میخانے میں گئے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بوقت بحر غم سے کشتی جان حزین نکلی
کبھی بیٹھی کبھی اچھلی کہیں ڈوبی کہیں نکلی

عجب انداز سے مقتل میں اسکی تیغ میں نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی

زمانہ ہو گیا موجود جب ہم ہاں کہا تو نے
ہوا نابود عالم جب ترے منہ سے نہیں نکلی

تعلی میں کمی کی کب ہماری طبع عالی نے
تیا یا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی

خدا کا شکر وہ بت نزع کے دم دیکھنے آیا — نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسیں نکلی
دکھایا لطف زلف مشکبو میں طرفہ افشان نے — شب دیجور میں کیا چاندنی اس کی جبیں نکلی
وہ کشتہ تھا حسینوں کا کہ میری خاک تربت پر — کسی سے کوئی بوٹا تخم نسرین یاسمین نکلی
وہ کیا پردے سے نکلے جیسکے پیراہن کو غیرت ہو — ہوا چھپنا نہ چھپنا دامن جو دیکھی آستین نکلی
جو بجلی ابر میں چمکی کبھی قیس حزین سمجھا — سیہ خیمے سے باہر لیلیٰ محمل نشین نکلی
وہ تھا غم دوست سنگ جور گردوں پر اٹھا کر بھی — شکست شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی
سوال وصل اس بت سے کیا لیکن میں ٹوٹا ہوں — نہیں نکلی لیک حسرت کی اگر منہ سے نہیں نکلی
ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین حنائی سے — وہی توس قزح بنکر سپہر چرخ برین نکلی

تصور بسکہ تھا دل میں امیر اس روئے زیبا کا
پری بنکر ہمارے منہ سے آہ آتشین نکلی

رند مست اس پیرا وہ مے پیے ہوئے ہیں — مدت سے جان جسپر زاہد و شیخ دیے ہوئے ہیں
کس شان سے وہ میکش آتا ہے میکدہ میں — قاضی سبو صراحی مفتی لیے ہوئے ہیں
آتا نہیں نظر کچھ گو سامنا ہے اسکا — کیا بیچ میں تحیر پردے کیے ہوئے ہیں
ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساقی — رشتہ کھنچا ہے سوزن منہ کو سیے ہوئے ہیں
پیر مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوارو — مینا بھی پیالہ اسکا چپکے ہوئے ہیں
حرمت میں دخت رز کی اصرار ہو چکا تھا — یہ بات کیا ہے رند و واعظ چپکے ہوئے ہیں

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یار تجھکو
کب سے دھونی وہ تیرے در پر دیے ہوئے ہیں

دل عاشق میں کیونکر عکس روئے دلربا ٹھہرے — جمال آفتاب آئینہ شبنم میں کیا ٹھہرے
سفر ٹھہرے تو قسمت بیچ دے پرکار کی صورت — قدم ہو ایک اگر اپنا وہاں تو دوسرا ٹھہرے
جو چشم غور سے آئینہ ترتیب کو دیکھا — تو سب کچھ تو ہی ٹھہرا یہ نہ کچھ اے خودنما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ دو اک پہر اپنا
غریب احباب پہلے راستے میں جابجا ٹھہرے

صفیں آراستہ ہونے لگیں جب اہل محشر کی
جما کر ایک ٹکڑی حسرتوں کی ہم جدا ٹھہرے

نہ سے حسرت ہمارے ہم گئے جب کوئے جاناں سے
بہت مڑ مڑ کے دیکھا دیر تک رو رو کھڑا ٹھہرے

تھا سیلاب طوفاں موج اک کشتی ہے بے لنگر
رکے رکنے سے وہ کیونکر بہے جاتی کہاں ٹھہرے

زمیں کوئی ہمارا ہی عجب نیرنگ تختہ تھا
جہاں ٹھہرے ہمارے پانوں مثل نقش پا ٹھہرے

اگر ہم جیسے مانند ہوا اس بزم کثرت میں
جو ٹھہری سب میں تاکیں تو پھر سب سے جدا ٹھہرے

کہاں تجھ کو لیے اٹھ اڑتے رسالے پر
ہوئے ہیں بال دو بازو ہم گرد دست دعا ٹھہرے

رہے سایے کی صورت ساتھ ہم سرگشتہ رہ کر بھی
جدا اٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

غبار رنگ آرائش سے روشن دل ہمارے ہیں
کدورت آئنہ پر ممکن نہیں رنگ حنا ٹھہرے

نکالے جاتے ہیں ہر روز اس کی بات کے طرح
ترے عاشق نہ ٹھہرے تیرے در کا مدعا ٹھہرے

تپ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہیں اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

[illegible] ۳۳۳

تنا کیسی بتا کیسی جب آ سکے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر میں آ نکلے کبھی اس گھر میں جا ٹھہرے

یہ ٹھہرا وصل کا شوق اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرے
کہاں تک دل مرا تڑپے کہاں تک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو شمع بھی بتا ٹھہرے کہ اب ہم بھی بتا ٹھہرے

تہ خنجر بھی منہ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

زہے قسمت مسیحوں کی برائی بھی بھلائی تھی
اگر ان پہ چشم چوٹی بھی تو نظروں میں بہا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہے جب آغاز الفت میں
دھڑکتا ہے دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت آ گئی آئینہ کی جب صورت نوروں کی
نہ تم ہم سے جدا ٹھہرے نہ ہم تم سے جدا ٹھہرے

دل مضطر سے کہہ دو تھوڑے تھوڑے ہو جب مشکل
ذرا بہکے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شب وصلت قریب آنے نہ پائی کوئی قضا و شکایت
اور اب ہم سے جدا ٹھہرے حیا تم سے جدا ٹھہرے

اٹھو چارہ سازو کیوں سر پر مرے یہ روتے ہو
ٹھہرنے کا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نہ تڑپا چارہ گر کے سامنے ایدرد یوں مجھکو
کہیں ایسا نہ ہو یہ بھی تماشا دیکھ کر ٹھہرے

ابھی جی بھر کے وصل یار کی لذت نہیں آئی تھی
کوئی دم اور آغوش اجابت میں دعا ٹھہرے

خیال یار آ نکلا مرے دل میں تو یوں بولا
یہ دیوانوں کی بستی ہے یہاں [illegible] کیا ٹھہرے

امیر آیا جو وقت ہجر تو سب سے [illegible] اچھی
ہزاروں سیکڑوں میں درد [illegible]

سوز جگر سے شمع شبستاں بغل میں ہے
[illegible] کی روشنی سے [illegible] بغل میں ہے

کیا خوف ہے جو شمع شبستاں بغل میں ہے
آنکھیں [illegible] رشک [illegible] بغل میں ہے

ہمدم کھٹک جو ہوتی ہے سینے میں بار بار
شاید [illegible] دل کوئی پیکاں بغل میں ہے

کیا خوف رخنہ الفت مژگان [illegible]
[illegible] بغل میں ہے

تیرے قدم کے نقش سے ہر ذرہ راہ کا
روشن ہے [illegible] بغل میں ہے

آئی بہار شہر میں کیس جا نہیں خوشی
ہر بغل [illegible] باغ گلستاں بغل میں ہے

واقف میں [illegible]
[illegible]

واعظ کتاب وعظ لیے ہے تو کیا ہوا
[illegible] شراب کی [illegible] بغل میں ہے

کس منہ سے جاؤں داور محشر کے سامنے
شرم آتی ہے کہ [illegible] بغل میں ہے

کافی ہیں روشنی کو [illegible] داغ [illegible] دل
طاؤس کی طرح سے [illegible] بغل میں ہے

شاعر ہیں اس زمانے کے [illegible] امیر
نکلے ہیں جب [illegible] دیوان بغل میں ہے

گرد باد اٹھ کے سر راہ [illegible] سکتا ہے
اے جنوں [illegible] میں [illegible]

جلوہ خورشید میں [illegible] پیش نظر سکتا ہے
چاک دامان [illegible]

توڑتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا
کیا خبر تجھکو یہ دل [illegible] ہے

اس طرف منہ نہیں کرتا ہے جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار ادھر کیسا ہے

تو بھی یاں رشک کو آتا ہے زمیں او غافل
جو کہ دنیا میں مسافر ہے یہ گھر کیسا ہے

برچھیاں تن پہ لگیں تیغ پڑے تیر آئیں
آرزومند اجل ہوں مجھے ڈر کیسا ہے

طالب غیر نہیں جلوۂ معشوق پسند
غیر شیریں دل فرہاد میں گھر کیسا ہے

دل کے ذکر سے یوں آجائے کلیجا منہ کو
ضبط سے آہ نہ نکلی یہ جگر کیسا ہے

آنکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا
واہ کیا شوخ ہے یہ نور نظر کیسا ہے

وہ کہاں یہ کہاں حق ہے کبھی جنت کا سخن
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے یہ گھر کیسا ہے

تیرے گریبان سے اگر دست میں آسکو نہیں
باغ فردوس میں یہ قصر گہر کیسا ہے

عکس آئینہ صفت رابطہ ہر دم رکھیگا
خوب واقف ہوں میں دل میں ترے گھر کیسا ہے

لاکھ لاکھ اس شہ خوبان کے ہیں احسان امیر
عشق میں منزل تلک اسطرح گذر کیسا ہے

دیر میں کون ہے کعبے میں گذر کیسا ہے
یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کیسا ہے

تیر نگاہ مشتاق نہیں ڈر کیسا ہے
سینہ کیسا ہے مری جان جگر کیسا ہے

میری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور
اشتیاق مصر کو کنعان سے سفر کیسا ہے

منہ سے سنتوں نے قضا کی تو یہ ہوا صحیح
چلے کیا جاتے دنیا سے سفر کیسا ہے

خوف میزان قیامت نہ رہا گو آدوست
تو اگر ہے مرے سر پہ تو ڈر کیسا ہے

جھانک کر سینہ سے میرے نگاہوں کو کہتا ہے واہ
تیرہ اللہ لتہ یہ گھر کیسا ہے

دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما
خاکساری کا نہیں تو یہ ثمر کیسا ہے

کوئی آتا ہے ادھر سے کوئی جاتا ہے
محنت دو روزہ ہیں خدا جانے سفر کیسا ہے

حبیب رہا پر نقش قدم ہیں جو ہر جا منزل
آنکھ کھولے ہوئے ہوشیار نظر کیسا ہے

گھر ... کو حسرت کو میں مانا جو دل
اب ولی عبرت کو ذرا دیکھ یہ گھر کیسا ہے

خلد ہے مشہد خدا دیکا سب نے آدم کو
نام شاعر یہی شعر کا مضمون ہے خوب
لاش زیر تیغ جب ہے [illegible]
صید کرنے سے جو ہی لا تر دل [illegible]
شوق ہوتا ہے عمارت کا [illegible]

باغ صحرا کی [illegible]
[illegible]

سیر کا حیرت کا شب وصل ہے با عشق جو امیر
سر بزانو ہوں کہ زانو ہے [illegible] کا ہے

جہاں میں ہم کو تو دم صورت حباب ہے
فراق نرگس مستاں میں ہم خراب رہے
نہ مجکو آسرے ہے انکو حساب بوسوں کا
نصیب ہو کہ نہ ہو صبح دیکھنا غافل
کھنچے حساب ہے روز حساب اہل حساب
وصال میں بھی نہ کیا ترا اہو غفلت کا
نہ زر سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے
وہ اور ہیں [illegible] کی بزم میں ہیں بلبل
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خود [illegible] اب ہے
تمام [illegible] شراب ہے
یہ ہیں وہ [illegible] علی احساب ہے
خیال [illegible] وقت خواب ہے
حساب [illegible] حساب ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خدا [illegible]
مہر [illegible] کا [illegible]

عجب نہیں کوئی مسلم کرے جو دعوی عشق — قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

اسیر سمجھے توبہ کی فکر پیری میں
خرابے شراب کے تا عالم شباب رہے

جہاں [illegible] چند روز انقلاب رہے — یقین ہے سپہر کے گھر میں آفتاب رہے
شراب [illegible] جو ساقی شراب کا لب کو کر — پیا جو آپ تو خجلت سے آب آب رہے
[illegible] سند [illegible] کا [illegible] — [illegible] ہاتھ میں اللہ کی کتاب رہے
[illegible] — [illegible] سامنے میں آفتاب رہے
شراب [illegible] — [illegible] ہاتھ میں خشت خم شراب رہے
خدا نے [illegible] دل دیا [illegible] — [illegible] کیونکر نہ آفتاب رہے
وہ خط [illegible] — [illegible] صواب رہے
[illegible] — قریب ساغر [illegible] شیشۂ گلاب رہے
[illegible] — [illegible] بالین پر آفتاب رہے
[illegible] — [illegible] حباب رہے
بادہ [illegible] جہان میں [illegible] افلاک شکست — [illegible] خجالت سے آب آب رہے
مبارک [illegible] — [illegible] ان کے نیچے [illegible] حباب رہے
خیال [illegible] — [illegible] کی طرح رو بآفتاب رہے
[illegible] دولت دنیا [illegible] — [illegible] گھر خراب رہے

[illegible]
[illegible] خرابات سے خراب رہے

[illegible] — [illegible] روز ایک دل [illegible] کہاں سے
[illegible] — [illegible]

حسین سب بیوفا ہین حضرت دل
وفا داری آپ لاتشنگی کب ان سے

ادھر دیکھو حیا کیسی سبب وصل
اٹھا دو کبھی یہ پردہ درمیان سے

خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد
لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ بوسۂ لب سے ہے انکار
کہا تھا وصل کو پھر کب زبان سے

نکلتا ہے مرا دم ورنہ جب تو
خدا را نالہ سے بچا تو ہم بیان سے

خیال قامت محبوب آیا
مین بھی اٹھا قیامت سے بیان سے

کہان دیر و حرم مین عشق مشرب
یہ لوگ آزاد مین قید مکان سے

خط قسمت مٹے جبتک نہ اسکے دل
جبین اٹھے نہ اسکے آستان سے

امیر اسکو نہ درد دل سنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غم دلدار مجھے
روئیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے

عیش بیرنج کہان غمکدۂ عالم مین
نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے

تیرے جاتے ہی احبا نے کیا دفن اسے جو
تو جو ہوتی تو نہ کرتا یہ گرفتار مجھے

سیل سان جوش مین نکلکر جو مین پہنچا دیر تک
نفرت سے تیری دیکھے در و دیوار مجھے

گر پڑا دیکھ کے چاہ ذقن اُس یوسف کا
مل گیا گوشۂ خلوت سر بازار مجھے

روز محشر در جنت سے جو اُنکا دامن
آ گیا یاد کسی کوچۂ دلدار مجھے

لال کردونگا کوئی دم مین بہت کھینچتی ہے
نظر چڑھتے تو نہ دیوے تری تلوار مجھے

آنکھ کہتی ہے تہ دل سے کہ لگی ہے یاد
خواہش وصل نہ تھی حسرت دیدار مجھے

کیا قیامت سے وہ دن عاشق قامت نہو مین
ایسے شیدا ہوا اسکے ہین کہی بار مجھے

پیچ ہے مر جانے سے بڑھ جاتی ہے انسان کی قدر
درد ... چلے ہین مرے غمخوار مجھے

جوہر تیغ مرے دام مین وہ طائر ہون
شستری فوج کرے گا سر بازار مجھے

گھر سے نکلا تو وہ تھا ساتھ جنازے کے امیر
ترک ہے جان سے وارفتۂ رفتار مجھے

ظلمت روز ازل ہے سر و سامانی ہے
خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے

کون کہتا ہے کہ ہے برق چمکتی ہر جو برق
کس معشوق کی بخشی ہوئی پیشانی ہے

زلف بالکل جبین آئی ہے قدم تک تیرے
قد آدم مری تصویر پریشانی ہے

محو نظارہ ہے قاتل بدن میں ایسا دم ذبح
ہر اک داغ بدن دیدۂ قربانی ہے

ہاتھ میں نامۂ اعمال کی جا روز جزا
اپنی بخشش کی سند داغ پشیمانی ہے

صورت آئینہ کیا نیک و بد دہر سے کام
خط تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اترا
کس قدر چست مرا جامۂ عریانی ہے

تلخی ساقی سے حکومت ہے زبانی نصیب
کشتی مے مجھے اور تخت سلیمانی ہے

ذبح کے بعد مجھے دیکھ رہا ہے قاتل
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہے

معنی مطلع ابرو ترا بتلا دیں مجھکو
تیری آنکھوں کو جو دعوائے سخن دانی ہے

کنج ماتم میں نکلے عبث آپ پردہ نشین
کب گوارا تری تلوار کی عریانی ہے

دیکھ کر نقش قدم کو ترے اٹھتا ہے فلک
یہ تجلی ہے کہ کس چاند کی پیشانی ہے

باڑھ پہ آئے تو نے صورت مری حسرت خضر
گھاٹ میں یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

گم ہوئیں آئینہ جانے سے سب بزم بیاباں
جس طرف دیکھیے اک عالم حیرانی ہے

جلوۂ شاہد رحمت ہے گناہوں سے امیر
ورنہ الحاج کرم اشک پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے مگر ناتواں رہے
پرہیز کون تو رہے ہم اتنے کہاں رہے

پامال سرکشوں کے رہے ہم جہاں رہے
جب تک زمین کی طرح تہ آسمان رہے

غنچہ کو رکھ کے زخم میں اس ترک نے کہا
ایسے دہن میں چاہیے ایسی زبان رہے

ممکن نہین کہ دلمین چھپے عشق زلف یار
کعبہ بھی [illegible] روز رہا ہے صنم کدہ
[illegible] مبارک مجھے [illegible]
[illegible] ہم [illegible] دل
[illegible] کی [illegible] فاسخ [illegible]
[illegible] کی بھی [illegible]
[illegible] خدا کے [illegible] غیر [illegible]
چشم کیل یار نے وہم [illegible] کر دیا
[illegible] سے آنکھین [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible] عشق کا [illegible]
[illegible]

[illegible] مین جو بال [illegible] کیا [illegible] ہے
[illegible] خدا کے گھر مین بھی [illegible] ہے
مانند عشق [illegible] ہے
آباد [illegible]
[illegible] کی [illegible] ملامت [illegible] ہے
[illegible]
[illegible] واسطے بھی تو کوئی [illegible] ہے
[illegible] کی [illegible] ہے
انسان [illegible] اپنی [illegible] ہے
[illegible] آسمان [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] مشاعرہ [illegible]
وہ ذکر [illegible] مین [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible]
[illegible] دلون مین [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کتابت وہ منظم کر رہیں ہم تمہارے گھر
آتی ہے ندا سے غیب گر اب میں ہر بار
[illegible] خدا سب کا ہمکو ندا سے ہوں
لب پہ ہے پادری کے نہ آگاہ رہا سے
[illegible] ندا سے آیا ہے تمہیں کو [illegible]
ناصحی میں ہمکو یہ سکھے [illegible] سے [illegible]
لاؤں [illegible] ایمان سے دل سے بدل میں
استاد کر رہے کہاں تک مخالفت

لیکن یہ شرط ہے کہ خدا او دیان رہے
مشکل ہے اب زمین و آسمان رہے
کچھ روز [illegible] ہوئی ہے سلطان جوان رہے
تھے درست [illegible] امتحان رہے
[illegible]
باقی نہ کوئی [illegible] امتحان رہے
[illegible] کہاں رہے
[illegible] آسمان رہے

چودہ سال [illegible] درست پیدا کیا
حیات آسمان [illegible] رہے

گلشن میں مرد فقط شکل [illegible]
یا رب حیات شہرہ حسن بتان رہے
لازم ہے انکے رخ پہ خود خط سیاہ
حاتم کا داستانوں میں ابتک [illegible]
[illegible] آنکی شان تجلی کی [illegible]
[illegible] آدم کی عادت ضرور [illegible]
گلشن میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

عالم میں [illegible] جہان رہے
[illegible] حسن کی اور دکان رہے
[illegible] اگر [illegible] رہے
[illegible] نشان رہے
[illegible] زبان رہے
[illegible] رہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آسمان [illegible]

بیکاری زمانہ سے بیکار کب ہوئے
بیڑا ہو پار عشق مژہ میں کٹی جو عمر

ہم بعض دشت عشق کی طرف سے دوڑ کر
خنجر کی دھار پر مری کشتی رواں رہے

گلزار داغ نمبر ۳۲۸

صیاد ادھر خلاف ادھر باغبان امیر
ہم بار خاطر قفس و آشیان رہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ میں بوتل آ جائے
دل لب مرگ بھی ہیں منتظر یار ابھی ہیں
سخت جانوں پہ لگا ضرب سمجھ کر قاتل
آنکھ جھپکی کہ تری تیغ دودم پڑ جائے
ہجر جاناں میں کہاں صورت آرام نصیب
ہو محبت میں نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
جوش وحشت میں کروں کیوں میں صحرا کو گریز
ہر قدم پہ ہوں دل اہل تماشا پامال
وقت گریہ کسی گیسوئے مسلسل کی ہے یاد
ہوں وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے مجھکو
ہیں وہ نادان جنھیں دور ورزش کے چھینے پہ ہے ناز
دود آہ دل پر سوز جو ہم نذر کریں
ہوں وہ وحشی جو کروں دشت نوردی شب کو
ہے یقین خشک زبانیں نہ رہیں کانٹوں کی
ٹوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالہ و آہ

اس طرف مجھ سے گلزار میں بادل آئے
دیکھیے کون شب ہجر میں [illegible] آ جائے
تیغ میں بال کریں نہ تری بل آ جائے
ایک دو اشک نظر صورت [illegible] آ جائے
چونک آنکھوں جو نظر خواب میں محفل آئے
شعر اس محفل میں آنے بھی تو مشکل آئے
آدمی کا جو نظر شہر میں جنگل آ جائے
کبک و طاؤس کو تیری ہی جو تعمیل چل آئے
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے
[illegible] سامنے صندل آئے
دیر کتنی ہے آ جسل آج نہیں کل آئے
چشم جاناں کو پسند اور نہ کاجل آئے
ہر قدم شعل دکھاتے تجھے مشعل آ جائے
پاؤں چھپاتے ہیں ہاتھ میں پائل آئے
ہے عجب شاخ شکستہ میں جو پھل آئے

عشق زلف سیہ یار سے [illegible] امیر
سایہ کرنے کو جو ہوں گھر میں بادل آئے

درد عارض ہو ودر کو تو مجھے کل آسکے
پانون گھس جاتے ہین جو سر تک سحر صندل آگئے

دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل آسکے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آگئے

بیلچے ضعف آج اگر منہ سے نکالون آزاد
جلد آتے جو مرے کان تک کل آسکے

واہ رے شوق شہادت جو قیامت آسکے
لوگ محشر کو گئے ہم ہو کے مقتل آگئے

گھر بیٹھے ہین نہ پھیلا تو لڑا کر آنکھین
دیکھ عارض پہ کہین یہ کہ نہ کاجل آگئے

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ کیسا
سر کے سودا کے سے ہون تیوری پہ اگر بل آگئے

وہ سبک ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
دل کو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بیکل آگئے

توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی
خوب ہی جھوم برستے ہوئے بادل آگئے

سر سے اوڑھنہ دوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہے
نیکے گھر گھٹ کہین چہرہ پہ نہ آنچل آگئے

پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے
باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آسکے

پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر
پھول کمبخت مین آسکے کبھی پھل آسکے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفے آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط
اظہار غم کیا تو کہا سربسر غلط
یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کس قدر غلط

طوفان جوشش گریہ بے اختیار جھوٹ
آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہا ستار جھوٹ
آوازۂ قبول دعا سے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا
ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا

جب آزمایئے تو نہ یہ سچ نہ وہ بجا
سوز جگر سے جوش ہے تبخالہ افزا

شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوۂ بخت زبون و روغ
ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون در وغ
ہان دل سے پیچ و تاب سموز جنون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہین سب بناوٹین ہین نقرے نہ دیجیے
دو ڈ اپنے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے
ساقی جو ہو تو تیغ نہ ...
آ جائے کوئی دم مین تو لیتا چھین لیجیے

عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین
صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین
بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین

اظہار پاک بازی و ذوق نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گرمیان
ہم بر سر زمین ہین وہ بالاے آسمان
کرتے ہین مہر جب کبھی ہو ذرہ بین مہربان
لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین ہین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دل نشین
اس جھوٹ کی ہے بندہ نوازا انتہا کہین
جسکا نہ سر نہ پاؤن ہو اسکا ہو کیا یقین
سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین

ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کمر غلط

شیطان بھی تمھارے فریبون سے مات ہے
اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہے
تم دن کو رات کہو تو ہین کہیون کہ رات ہے
کہنا اد الکو تیغ خوشامد کی بات ہے

سینے کو اپنے اسکے سمجھنا سپر غلط

تم لاکھ قسمین کھاؤ نما تو نگاہ مین کبھی
کیا جان اسے ہاتھ سے کھونا ہو ولیکا

نادان بنا ہے ہین ہمین آپ وادی — مٹھی مین کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام — صاحب یہی ہے کہ تو بندے کا ہے سلام
یہ کون پاک رہا ہے اگر تم ہوئے تمام — پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہے کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہے سر رہگذر غلط

مطلب یہ ہے کہ لوگ کہین لو وہ مر گیا — بڑے ہین عاشقون کے عجب کام کر گیا
سر پیٹین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا — ہم بھی تو بیٹھے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تانیے — دفترون مین ہم نہ آئینے گو خاک چھانیے
کیا فرض ہے کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیے — آیت نہین حدیث نہین [illegible]

ہے نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا — الزام اٹھا کے بیٹھے چھپانے سے [illegible]
کہتا نہ تھا امیر کہ اظہار سے برا — یہ کچھ سنا جواب مین ظالم ستم کیا

کیون یہ کہا کہ دعوئے الفت مگر غلط

رباعی

گھر کہنے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے — روتی ہے لپٹ لپٹ کے [illegible]
یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہو کر — یا گھر [illegible] آج [illegible]

رباعی

ہر گھر مین شرابی ہے الٰہی توبہ — ہر در پہ کبابی ہے الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور دور ساغر — کیا خانہ خرابی ہے الٰہی توبہ

رباعی

زاہد ہو کر جو شغل سے چھوڑ دیا
اللہ رے فساد خون بدن چھوڑ دیا
فریاد ہے مجھ شکستہ دل کی یارب
توبہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اوروں کو تو دنیا میں قضا نے مارا
دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
پر صورت مرگ و زیست اپنی ہے جدا
اُس لب سے جلایا تھا اُدا سنے مارا

رباعی

گھر سے میں تو شب وہ ماہ سیما آیا
اس پر بھی نہ مجھے ہاتھ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
چھڑا دو پیہ پر دے سے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہے جو دم بھرتے ہیں مردم اسکا
قتال زمانہ ہے تکلم اُسکا
کیا تیغ دو دم ہے اُسکی تحریک دو لب
کیا غنچہ ہے نیم تبسم اُسکا

رباعی

مشکل سے تجھے اے گل رعنا پایا
کونین میں پھر کر ترا کوچہ پایا
دنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی
صفر اکبرا سے نتیجہ پایا

رباعی

آنکھوں سے ہے رنگ جو پریشانی پیدا
پلکوں سے ہے شان سیہ مستی پیدا
کچھ حاجت سرمہ نہیں کرتے آپ
اُن پتلیوں سے سیاہ مستی پیدا

رباعی

سنتا ہوں ہوا جلوہ نما عید کا چاند
بے اسکی جدائی تو کیا عید کا چاند
وہ ابروئے پر خم نظر آئے جو مجھے
البتہ یہ کہوں کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہان شکیب شیدا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجھکو گردون
دل زندہ ہو صبا دیدے مردہ ہو کر
گرد اُسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رباعی

ایسا ہون مین باوفا ہون کشتۂ ناز
وہ شانہ یقین ہے جو تن ہوکے زبان
ہڈی سے بنے شانہ پس سوز و گداز
دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہان دشت مین ہم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہے ایسی
تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

شہرے کرم پیر خرابات کے ہین
منکر تھے مگر یہ ذکر سنتے
جلسے وہ ہین رندان خوش اوقات کے ہین
زاہد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

ہنسیے لگتے عدم کی سمت جاتے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس
بگڑے سے ہوئے کیا کام بنا سکتے جاتے
تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا حکمت اگر ساز ارادہ دیکھے
ہر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم
دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہین گلشن سے اچھا ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو لو
کھل جائے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نام خدا لکھا ہے
القاب جدا شوق جدا لکھا ہے
ملتا ہے یقین ہے مرض ہجر سے نجات
نامہ نہیں تعویذ شفا لکھا ہے

رباعی

مٹ جاؤنگا غم میں جان کھوتے کھوتے
اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہے شمع صفت اگرچہ سوزش دل
گھل جائینگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
یہ کعبہ کہاں اور کہاں ہم مجرم
سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی
نکلی الفت کرے عداوت ایسی
کمبخت نے کیا کیا ہے منصف یہ کہیں
شاعر کو کہاں نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے
تکنے لگے منتظر نظر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
قاصد کی خبر سنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شب ہجر لڑانے کے لیے
میں ایک نہیں سب کے ستانے کے لیے
اشکوں میں مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکھیں مری روتی ہیں زمانے کے لیے

رباعی

کیا تیری جدائی میں ستم دیکھتے ہیں
دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہیں
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے
ایسا تو جہاں میں کوئی کم دیکھتے ہیں

رباعی

خوان طرب ہو جیسے اور اک نہین — آرام ہو گنبد افلاک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش — جز دُرد تہ جام یہان خاک نہین

رباعی

غائب بہت اے جان جہان رہتے ہو — مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہر چند کہ آنکھون مین ہو تم دل مین ہو تم — معلوم نہین پر کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے سے یارون سے گرمجوشی کیسی — گندم دکھلا کے جو فروشی کیسی
پہچان لینگی آنکھین جو پھری ہم سے نظر — صدقہ آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جان جہان یہ بیوفائی ہم سے — اغیار سے اخلاص رکھائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اسطرح الگ — گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون — کچھ دل مین نہین ولکہ یہ سمجھاتا ہون
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر — سچ کہہ دو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اٹھالے ہم سے — تجھنے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
پچھتاؤگے ہم غیر کو دیے دیتے ہین ہم — دنیا مین کہان چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو — بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو — لین نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب باہم شرف الدولہ ذی حشم — جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ
تشبیہ نقش پاے مبارک سے دون اگر — چھپنے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ
فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خذف — ذرے ہون آفتاب پڑے جسطرف نگاہ
رونق تھی بادشاہی اختر نگر کی اور — جب تک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ
اچھون سے اچھے ہوتے ہین سچ ہے جہان مین — یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ
ہین رنگ و بو سے باغ شرف دختر و پسر — دونون گہر یگانہ صبا سے عنبر وجاہ
دونون کی شادیان ہوئین ایوان پانی زیب — گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ

عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب — محروم ایک فیض حضوری سے خیر خواہ
لیکن رہا سرور سے حد و حش رات بھر — مشہور ہے جہان مین کہ دل سے ہے دل کو راہ
دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی — اشعار کچھ زبان پہ آتے دم پگاہ
وہان دھوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم — دی عیش نے صدا کہ مبارک کرے الٰہ
پایا ہے اس چراغ سے اس شمع نے فروغ — اس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ
گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے — نرگس کو لائی گل کے قرین باد صبحگاہ

تاریخ خامہ دو زبان نے لکھی اسد
یہ شمس قرین برج ہے وہ زہرہ قرین ماہ
۱۲۷۰

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت — جنکے رخ سے مقتبس ہر بار چاند
انکے دختر و طفل دونون ارجمند — ایک سورج ایک بے تکرار چاند

عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا
آ گئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعہ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حسن | لوٹنے کو قدر شناسان کو بہانہ مل گیا
لوح پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان | مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا
واہ شعر باکر نکل آئے صدف سے بحر میں | موج کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا
کیا صفا ہے جتنے نقطے تھے وہ موتی بن گئے | نفس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا
محو حسرت اڑ کے جا بیٹھا ہماں فکر پر | مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا
نقد نقش صاف آئینہ ہے خود نمائی کے لیے | شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا

سال سے ہے اوج نجم مشتری روشن امیر
جبکہ یہ چھپ گیا بجا خزانہ مل گیا
۱۲۷۳

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گہر عالی نژاد | ہے سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے
سو جدا انداز تحریر طلسم لکھنؤ | اور وصف انکے ہیں باہر حیطۂ ترقیم سے
نظم اک غنچہ ہے انکی بوستان طبع کا | نثر اک گل ہے بہار روضۂ تعلیم سے
اب ہوئے ہیں مخزن اخبار میں گوہر فشان | ہونگے مفلس مالدار اس پرچہ کی تقسیم سے

مجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہ بھرا ہے ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو بہ اسم مخزن | گفت در گوش دلم ہاتف از غیب سخن
چار بر گیر بتعداد حروف از مخزن | نصف یکبار بیفزا و دو بارش کم کن

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیرآبادی

چو ام منشی دیوان اکرم | کرم احمد کہ مقبول خدا باد
سفر اندر جمعہ بستم [illegible] | بچشم حور خاکش توتیا باد

جہان از رحلتش ویران شد وخلد — چمن معمور و گلگشت آباد

امیر این مصرع تاریخ بنوشت
بزیر دامن خیر النسا باد
۱۲۸۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفی آباد عرف رامپور

مبارک ہوا سے شاعران سخندان — چھپا غنچۂ گلشن معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت — معانی پہ ہیں سب مضامین ہیں یہ باران
امیر اسکی تاریخ کہنے کے خاطر — ہوا فکر میں جب کہ سر در گریبان

ندا غیب سے اسکے کانون میں آئی
کہ افکار نواب یوسف علیخان

قطعۂ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمایش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی — ایسی نہ ہو ہمیشہ اگر خاک چھاپیے
تاریخ مین امیر تکلف ہے کیا ضرور — راز و نیاز عاشق و معشوق جانیے

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی ستر ھوین ہو — کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر — رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا
۱۲۸۱ھ

قطعۂ تاریخ تہنیت سواری حضور پر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی — پھر ہے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھ کر اسکی سواری کا تزک — چشم نرگس بن گئے شوقی ہزار

آمد آمد جب سواری کی ہوئی — دھوم اُٹھی آئی بہار آئی بہار
رنگ یہ اُنکی سواری کا جما — ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
کرتی ہے باد بہاری سے حضور — ہر قدم پہ چہرہ فرسائی بہار
اشرفی کے پھول اپنی جیب میں — بھر کے بیلے کے لیے لائی بہار

یہ بدیہہ ہوگئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تمہید جشن صحت بندگان والا مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر با ادائے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبان شاہد عیش — کہ ہوئی صبح عید شام امید
عید کا چاند چرخ پر نکلا — کھل گئی قفل آرزو کی کلید
دور دور قران سعد آیا — ہیں ہم آغوش مشتری و ناہید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا — مرحبا ہیں ہوئی دوبالا عید
دون ہر رنگ کی آئے سے کیے — جشن صحت ادھر اُدھر ہے عید
عید سی عید ہے خوشی سی خوشی — ہے عجب ساعت سعید و حمید
اصل میں وہ جشن صحت ہے — عید ماہ صیام ہے تمہید
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو — وصل میں وصل اور عید میں عید
ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم — کہ یہ عالم نہ دیدہ ہے نہ شنید
دیکھ کر بخشش و نوال حضور — چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
جوڑے زہرہ و شون ذرہ پائے — اطلس چرخ جسکے آگے خرید
فکر تاریخ کی جو میں نے امیر — کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم

جشن ہین جشن اور عید ہین عید

قطعہ تاریخ جشن صحت

شرف وان مہر کو ہے یان عروج ماہ دو ہفتہ ہے / عجب صحت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
کہ سے سال ہمایون بانحہ آتا ہے امیر ایسا / مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے

قطعہ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا / جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریان من
تاب از دل رفت و دل از دست و دست از کار رفت / رفتن او جملہ برہم زد سر و سامان من
تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان / چاک شد مانند دامان سحر دامان من
شکر مہتابی او ایمان خود دانستہ ام / ذکر او تا بودہ ام بود است حرز جان من
بسکہ از شور فغانم محشری برپا شدہ است / میشود شور قیامت ہر نفس قربان من
گریہ ام در ماتمش رنگ فراوانی گرفت / می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامان من

بہر سال آن عزیز مصر دل ہا گفت امیر
مسند آرای جنان شد یوسف دوران من
۱۲۸۱ھ

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفے آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت نے / تخت پر جب جلوس فرمایا
فرط بالیدگی سے وقت جلوس / پایۂ عرش تخت نے پایا
عرشیون نے کہا مبارک ہو / فرشیون کے سرون پہ یہ سایا
سایۂ اس سایۂ الٰہی کا / ابر رحمت کی طرح سے چھایا
تخت دولت پہ ماہ دولت نے / مہر ہو کر جلوس سند پایا

مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا ۔۔۔ ماہ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان نے انجم ۔۔۔ طبق آفتاب مین لایا
نور سے طور ہو گئی کوٹھی ۔۔۔ پرتو حسن نے یہ چمکایا
کیون نہ خوش ہون محمدی مشرب ۔۔۔ عہد خان محمدی آیا
اس سلیمان نے خلق سے اپنے ۔۔۔ خاتم دل پہ نقش بٹھلایا
جی اٹھا جس سے چار باتین کہین ۔۔۔ رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
جھک گئے سرکشان بزم سوال ۔۔۔ جام جود و کرم جو چھلکایا
نئے سر سے جوان ہوا اقبال ۔۔۔ نخل دولت ہرا بھرا آیا
ہے یہ سرتاج تاجدارون کا ۔۔۔ اسیر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے امیر سال جلوس
دور دور فلاح خلق آیا
١٣٢١ھ

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوئے مسند نشین ۔۔۔ نور فیض کبریائی سے جو مالا مال ہین
ڈھل گئی ہے نور کے سانچے مین تاریخ ای امیر ۔۔۔ آفتاب آسمان دولت و اقبال ہین
١٣٢١ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رامپور

آن گرامی گوہر قدسی نفس ۔۔۔ رحلت از دنیائے فانی چون نمود
گفت امیر سنہ جان سال رحیل ۔۔۔ صاحب ایمان سراپا خیر بود
١٢٩٦ھ

ایضاً

اللہ نے جو صفت عطا انکو کیے تھے ۔۔۔ وہ آ نہیں سکتے ہین قیاس بشری مین
رحلت کی امیر انکی کہی مین نے یہ تاریخ ۔۔۔ باللہ ملک تھے وہ لباس بشری مین
١٢٩٦ھ

ترجیع بند

قاصد خوش خبر رحمت غفار آمد
قطرہ زن آمد و با دست گہربار آمد
بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد
ہمچو سیلاب بہ بہاران سوئے گلزار آمد

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہیں
جھومتے ہیں جو شجر سرو ہوا کھاتے ہیں
جان تازہ گل و نسرین بدن پاتے ہیں
رقص کرتے ہیں تو طاؤس [illegible] ہیں

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان میں نئی ترکیب مجلس کی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی
پھر ہوا سرد چلی دھوپ بھی اُنگی بھولی
شہر میں سادہم یہ مقبول دعا کس کی ہوئی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

لو تماشائے گل و سنبل و سوسن کو چلو
سیر کا وقت ہے گردان کے دامن کو چلو
دیکھئے شاہد مقصود کے چہرہ بن کو چلو
بیٹھنا گھر میں مناسب نہیں گلشن کو چلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہیں مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہے زور گھٹا چھائی ہے
ہر روش ناچتے ہیں مور گھٹا چھائی ہے
صحن گلزار میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زمینیں مہر کی و کانوں کی خدا داد ہوئیں
خاطریں قید غم و ہر سے آزاد ہوئیں
آرزو چلیں یہ تلمیں ایسی کہ پری زاد ہوئیں
بھٹیاں بادہ فروشوں کی پھر آباد ہوئیں

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت سعد نے چلا کے سنائی کیسی
شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی
ہاں میں ہاں کوندھ کی بجلی نے ملائی کیسی
تھی تمنا جو تھیں آج بر آئی کیسی

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اس طرح گھٹا جیسے کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جیسے گیسو
شور ایسا کہ نہیں صورت کمتر ہر سو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبا ہے پہلو

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دورِ مے ناب ہو پیمانہ چلے
مقدرت ہو کہ نہ ہو کام چلے یا نہ چلے
خانقہ میں ہے جو زاہد سے نہ پیمانہ چلے
زور جب تاک کرے چلے بادہ مستانہ چلے

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہے زیر فلک جلوہ گری
زاہد خشک بھی دیکھیں گے تماشا سے تری
ہم سمجھتے ہیں کہ پر کھول کے آئی ہے پری
کشت امید ہوئی بادہ پرستوں کی ہری

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
صورت عیش نہ آئی تھی زمانہ کو نظر

فضل خالق نے کیا کھل گئے امید کے در — کہدو ہرکارون سے میخوارون کو کردین یہ خبر

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لبیار آمد

سنج جو ہین زرد وہ گلنار نظر آئینگے — جتنے زہاد ہین میخوار نظر آئینگے
لالہ رو صاحب آزار نظر آئینگے — زعفران زار چمن زار نظر آئینگے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لبیار آمد

اب نہ پوچھو کہ احوال یہان کا کیا ہے — کرسکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہے — یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لبیار آمد

جتنے میکش ہین امیر انکو سنا دے یہ پیغام — دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
کہ انھین کیلیے یہ عیش کے سامان ہین مدام — فیض سے انکے میسر ہے یہ تمکو لب جام

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و لبیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روز عید مسرت قرار ہے — جب تک کہ کعبہ قبلۂ اہل صفا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے — مسجود جب تلک حرم کبریا رہے

قربان ہو تجہپہ عید سعادت فدا رہے
بالاے فرق سایۂ بال ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے — جبتک فروغ زہرہ و نور سہا رہے

جبتک جہان میں چار عناصر کی جا رہے ۔ جبتک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے
مثل زمین سپہر جسے زیر پا رہے
سر پر امام سایہ دست خدا رہے

مسجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر ۔ جبتک نمازیوں کے جھکیں مسجدوں میں سر
جبتک کہ معتکف رہیں محراب میں بشر ۔ جبتک وظیفہ خوان رہیں زہاد ہر سحر
یا رب ہمیشہ امام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر میں پھولیں پھلیں شجر ۔ جبتک دماغ و چشم کو دیں رنگ و بو ثمر
غنچے کھلیں نسیم سے جبتک کہ ہر سحر ۔ شبنم ہو گوش گل کے لیے جبتک گہر
خندان گل مراد ہو فضل خدا رہے
نخل مراد میں ثمر مدعا رہے

جبتک کہ ابر سے ہو چمن فیضیاب ہو ۔ جبتک کہ ماہ آئینہ آفتاب ہو
جبتک صدف میں گوہر آب و تاب ہو ۔ جبتک کہ سنگ معدن لعل خوشاب ہو
ہر وقت دُر فشان کف جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

آباد جبتک کہ ہر جہان میں جہان علم ۔ جبتک کوئی زمین ہے کوئی آسمان علم
جبتک کہ مدرسوں میں ہو جوش بیان علم ۔ جبتک کہ بحث علم کریں طالبان علم
جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرز کلام شیخ مسیحا نما رہے

جبتک کہ [illegible] ۔ جبتک [illegible] بنزان کریں
اعدا اور ایسا میں رہے جبتک [illegible] ۔ جبتک کہ [illegible]

فرق عدو زیر سم باد پا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشور کشا رہے

جبتک جہان میں گردش لیل و نہار ہے
جبتک کہ گرم معرکۂ گیر و دار ہے
شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار ہے
کچھ خبر جب تلک کہ ہے کچھ اختیار ہے

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوا رہے
اقبال حاضر در دولت سدا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہو بلبل کو دل پہ داغ
پروانہ جبتلک کہ رہے عاشق چراغ
جبتک ہو فاختہ کو تمنا سے سرو باغ
آشفتۂ عشق ہے تا کباب کا داغ

عارض پہ جان جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا اسیر زلف دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہیں
جبتک نگاہ یار کو شاعر سنان کہیں
جبتک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہیں
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہیں

مشکل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اسکا جگر نشانۂ تیر قضا رہے

جبتک صدف میں قطرۂ نیسان گہر بنے
جبتک ہرن کی ناف میں خون مشک تر بنے
تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوئے گل و لب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان میں ہر گل میں رنگ و بو
جبتک صبا جہان میں پھرتی ہو چار سو
جبتک کہ صحن باغ میں جاری ہے آب جو
جبتک کہ گل ہے جام ہر اک غنچہ ہے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے

اس بوستان کی مشتمل آب و ہوا رہے

ایسا جہان میں حکم کا سکہ بٹھا دیا | نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
اسدر ہے گنج گوہر و سیم و طلا دیا | نام حسیم و سکندر دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے شمار ہے
نام اور دن کے نام رہے بھی تو کیا ہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو | فرحت سہے دائم مسرت زیادہ ہو
ہر روز بازو سے قدرت زیادہ ہو | تا ظلم ہو نہ حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظل رسول سایہ اسکا لگا رہے

جبتک کہ ہاتھ پاؤں کو قوت نصیب ہے | جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہو
کانوں کو جبتک کہ سماعت نصیب ہو | آنکھوں کو جبتک کہ بصارت نصیب ہو
جان و دل اسیر تجھی پہ فدا رہے | آنکھو کسی سے کام نہ تیری سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید مفضل رسول خان مرحوم تخلص و ارشد تلمیذ حضرت امیر

کہاں ہیں مومن و غالب کہاں ہیں ذوق و نصیر | کہاں ہیں ناسخ و آتش کہاں ہیں رند و وزیر
چھپا ہے مطبع میں دیوان اسیر احمد کا | کریں زمانے میں جسکا بیان شبیہ و نظیر
کریں مطالعہ اسکا بدیدہ انصاف | سمجھ کسی سے مضامین کی ایسی کب تقریر
جو واسطے کہی فکر سے تاریخ | کہا زبان قلم نے لطیف فیض اسیر [illegible]

تاریخ طبع حال از سخنور باکمال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل مہتمم مطبع سلطان المطابع

کنون گر دو بار ثالث | عجب دیوان اسیر مرآۃ الغیب
پئے تاریخ عاقل کرد تحریر | بوقت طبع زیبا مرآۃ الغیب

تاریخ طبع جدید از ابو ناظم مولنا محمد حامد علیخان حامد مخلص سے نقیب مطبع محمدیہ مصنف دیوان

خلف اکبر حافظ غلام علیخان نقیب اکبرآباد

اے زہے منشی نولکشور سی۔ آئی ای
باد [illegible] نزاد

آپکا نیر اقبال درخشندہ رہے
فضل خالق سے رہیں آپ ہمیشہ آباد

سب مطالب تو ہوئے آپکے [illegible]
وہ کبھی [illegible] دل کی مراد

باغ عالم میں ہوا خواہ رہیں آپکو خوش
اور اعدا ہوں بگولے کی طرح سے برباد

بار آور رہے سدا آپ کا نخل امید
دل پہ [illegible] نژاد

آپ کی ذات سے کیا کیا نہیں جاری ہوا فیض
آپنے [illegible] کئے ایسے ایجاد

جن سے مخلوق ہوئی ہے متمتع کیا کیا
[illegible] کی داد

عربی فارسی اردو ہی پہ موقوف نہیں
[illegible] بنیاد

ایسی کس قسم میں بھی نہیں کتابیں [illegible]
ایسی [illegible] حاصل [illegible]

علما و فضلا آپ سے نوکر چھپ کر
[illegible] آپ کے وقت ایجاد

کیسے نقاش مصور [illegible] کیسے
رشک مانی ہے کوئی کوئی ہے بہزاد

ورد و [illegible] اہل ہنر کا [illegible]
[illegible] آپ کی ہر ایک دل شاد

حشر تک آپ [illegible] سلامت رہیے
کارخانہ [illegible] قائم رہے تا یوم تناد

[illegible] لب پر [illegible] کر دیا
اصل مطلب [illegible] لکھواد

لیکن دیوان جو استاد کا [illegible] اب ہے چھپا
[illegible] تاریخ [illegible] واد

ایسے استاد زمانے میں کہاں ہوتے ہیں
شاعری [illegible] کی ہے ادنیٰ ایجاد

[illegible] اس کے [illegible] میں [illegible]
[illegible] عالی نژاد

منشی [illegible]
[illegible] آزاد

کون ہے [illegible]
[illegible] اکبرآباد

القرض [illegible]
[illegible] ارشاد

[illegible]
[illegible] چھپا خوب کلام استاد

۱۳۰۶

دیوان گویا - تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد
خواجہ وزیر بعنوان [illegible] -
دیوان رند - تصنیف نواب سید محمد خان بہادر
لکھنوی شاگرد آتش
دیوان فدا - نہایت عمدہ دیوان تصنیف
مولوی فدا حسین صاحب -
گلدستۂ امانت مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے
دیوان اسیر - منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر نامور
دیوان غافل - تصنیف جناب منور خان صاحب
غافل ہمسایہ آتش و ناسخ -
دیوان ذوق - کلیات سید ابراہیم دہلوی
تخلص بہ ذوق -
منتخبات میر درد و سودا - واسطے طالبوں کے
طبع ہوا -
دیوان صادق مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب
گلدستۂ نعت - از محمد داود علیخان -
نعت سروری - دیوان ہو غزلیات ردیفوار
در نعت سرور کائنات از منشی غلام سرور صاحب
لاہوری -
دیوان لطف - یہ عمدہ دیوان پاکیزہ اور عجیب ہے
مجمع الاشعار - مجموعہ کلام اساتذہ -
دیوان بہار سالک - مصنفہ [illegible] صاحب
دیوان نیاز تصنیف شاہ نیاز احمد اردو و فارسی
دیوان شیدا - مشہور شاعر کا کلام ہے [illegible] طبع چھپا ہے
دیوان سحر - ملقب بہ سحر سحری - اچھا کلام ہے

دیوان غالب - دہلوی اردو کئی مرتبہ مختلف
مقامات میں طبع ہوا اور ہمیشہ خریداروں کی خواہش
باقی رہی آخر کار اس مطبع میں منقول المطبوعہ نظامی
سے چھپا -
دیوان نشاط الاحباب - از ابو ہرگوبند سہائے صاحب

دیوان چراغ مشہور شاعر مرزا حسین بیگ تخلص چراغ
چمن بے نظیر - مجموعہ کلام شعرائے قدیم -
دیوان امیر - از سید امیر الدین -
دیوان تعلق مظہر عشق تصنیف آفتاب الدولہ
خواجہ اسد تعلق -
دیوان بہار عرب - مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب
مصطفے آبادی نعت رسول مقبول میں -
دیوان واسطی مصنفہ سید مولوی فضل رسول
صاحب بہاری تخلص دار -
دیوان عاشق - مصنفہ پنڈت کنھیا لال صاحب
تخلص عاشق -
دیوان خواجہ میر درد - یہ کلام شاعر صاحب کمال کا ہے
دیوان بحر اسرار حقیقت مصنفہ حضرت فضل علی
صاحب در نعت خاتم المرسلین -
دیوان [illegible] - منشی رسول رام صاحب
غزلیات وغیرہ -
غنچۂ آرزو دیوان صبا - از میر وزیر صبا -
دیوان ضامن - از سید ضامن شاہ -
دیوان نواب علاء الدولہ تخلص فقیر مطبوعہ دہلی
دیوان مخزن شوق - اردو غزلیات بطرح حضرت
ذوق دہلوی ایک کالم میں غزل حضرت ذوق کا ہے
سروری کالم میں مقابل غزل بطرز منشی ہرچند [illegible]
سروری ہرچند تخلص -
دیوان شائستہ یا سخن - دیوان دوم منشی
ہرچند رائے صاحب سروری تخلص ہرچند بمقابلہ
غزلیات شیخ امام بخش ناسخ -
دیوان ولی - یہ دیوان زبان ریختہ قدیم
تصنیف شاہ ولی اللہ ولی تخلص گجراتی جو پہلی
شاعری میں موجد نظم زبان ریختہ کے کہنے کے سبب
بنیاد شاعری اردو نے رواج پایا نایاب
دیوان ہے عنقا صفت -

سراپا سخن - مولفہ سید محسن علی مرحوم شعرائے قدیم کا تذکرہ ہے -

گلدستہ سخن - شعرائے لکھنؤ وغیرہ کی غزلیں بمطرح مشاعرہ میں جو اس مطبع میں حسب تحریک مولوی ابو الحسن صاحب کے ہوئیں توجہ منشی ... صاحب سے مرتب ہوا -

شمس الضحیٰ - از منشی غلام محمد خان متخلص قصائد مدحیہ و ایک سہ... اور دوالی سوز ... نعت و ... و ... خیال منظوم آخر میں -

گلشن فیض - قصائد مدحیہ از شیخ ... بہار الدین ... و ... آخر میں قصیدہ حمد و نعت نظم کیا ہے -

بارہ ماسہ - ... رشا کا تصنیف کیا ...

بارہ ماسہ - گیسو ... تصنیف بارہ ... ذوق و شوق میں لکھا ہے -

بارہ ماسہ - بیسیدہ کل حال بارہ مہینوں کا -

بارہ ماسہ - تصنیف حضرت شیخ عباد اللہ عرف بابو ... متخلص ... مطبوعہ تر ... ہند -

شرح ... کریما - نظیر اکبرآبادی نے ابیات کریما کی تضمین کی ہے -

حسنہ محمدیہ - در فضائل ... صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم از مولوی نجم الدین ...

کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین - یہ ایک مجموعہ ہے ... از طبع سخن آفرین شیخ محمد علی حزین اس مجموعہ میں کتب ذیل شامل ہیں -

سوانح عمری حضرت مصنف - تواریخ سلاطین قصائد نعتیہ آئمہ اطہار و دیوان مثنویات ...

... مثنوی ... فرہنگ تذکرۃ العاشقین وغیرہ -

کلیات مرزا بیدل - اس کلیات میں چار کتابیں ہیں -

نکات بیدل - رقعات بیدل - دیوان بیدل عناصر بیدل -

دیوان بیدل - نقل نسخہ ولایت -

کلیات سعدی شیرازی - اس میں رسائل مفصلہ ذیل ہیں -

دیباچہ کلیات - کریما - گلستان - بوستان قصائد عربیہ - قصائد فارسیہ - مراثی - ... طیبات بدائع خواتیم - غزلیات قدیم - ... مفردات قطعات رباعیات ... مطائبات ہزلیات قائد کا ... مطبوعہ ...

کلیات نظم غالب - فارسی جناب میرزا اسد اللہ خان بہادر دہلوی کا کلیات -

دیوان صائب - ... انتخاب ... تبریزی مشاہیر شعرائے فارسی سے -

کلیات عناصر - دو دواوین ... مجموعہ چار دیوان -

دیوان ... کلام ... فرمایا -

دیوان وسط الحیوۃ - کلام ... دیوان ... جو کمال عمر چالیس برس میں تصنیف فرمایا دیوان بقیہ نقیہ جو کہ پیری میں تصنیف فرمایا -

کلیات جامی - یہ کلیات ولایت کے خط کا پورا لکھا ہوا ہم پہنچا اسی سے نقل ہو کر چھپا -

کلیات نظیری - نیشاپوری مع شرح -

کلیات ظہیر فاریابی - قصائد و دیوان رباعیات و قطعات وغیرہ -